سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2012

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2012

(سوموار16، منگل17، بدھ18، جمعرات19۔ جولائی2012)

(یوم الاثنین25، یوم الثلاثہ26، یوم الاربعاء27، یوم الخمیس28۔ شعبان المعظم1433ھ)

پندرھویں اسمبلی : انتالیسواں اجلاس

جلد39: شمارہ جات : 1تا4

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

مندرجات

انتالیسواں اجلاس

سوموار، 16۔ جولائی 2012

جلد 39: شمارہ 1

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1۔	اجلاس کی طلبی کا اعلامیہ	1
2۔	ایجنڈا	3
3۔	ایوان کے عہدے دار	5
4۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	11
5۔	نعت رسول مقبول ﷺ	12
6۔	چیئرمینوں کا پینل	13

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	تعزیت	
7-	معزز ممبر جناب نعیم اختر خان بھابھا کے والد محترم، سانحہ رسول پارک گجرات، ڈرون حملوں، معزز ممبر طارق باجوہ کے بھائی اور ڈاکٹروں کی ہڑتال کی وجہ سے وفات پانے والے مریضوں کے لئے دعائے مغفرت -----------	13
	سوالات (محکمہ جیل خانہ جات)	
8-	نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات -----------	20
9-	نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات (جوایوان کی میز پر رکھے گئے) -----------	45
	رپورٹیں (جو پیش ہوئیں)	
10-	مسودہ قانون (ترمیم) متروکہ وقف املاک (انتظام وفروخت) مصدرہ 2012 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال، ریلیف واشتمال کی رپورٹ کاایوان میں پیش کیاجانا -----------	75
11-	مسودہ قانون (ترمیم) ہاؤسنگ اینڈ ٹاؤن پلاننگ ایجنسی مصدرہ 2012 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کی رپورٹوں کاایوان میں پیش کیاجانا -----------	75
12-	مسودہ قانون (ترمیم) یونیورسٹی آف ویٹرنری اینڈ اینیمل سائنسز لاہور مصدرہ 2012 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے لائیو سٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ کی رپورٹ کاایوان میں پیش کیاجانا -----------	76
	توجہ دلاؤنوٹس	
13-	لاہور پراپرٹی تنازعہ پر فائرنگ سے شہری کی ہلاکت کی تفصیلات -----------	76
	تحاریک استحقاق	
14-	سوزو کی کارپوریشن کے اہلکاروں کی معزز ممبر اسمبلی سے غلط بیانی اور گمراہ کن اطلاعات (---جاری) -----------	78

صفحہ نمبر		مندرجات	نمبر شمار
		تحاریک التوائے کار	
79	-----------	صوبہ کے سرکاری سکولوں کا بوقت داخلہ پیدائشی سرٹیفکیٹ ضروری قرار دینے سے والدین کو پریشانی کا سامنا	15۔
80	-----------	گریجویٹ میڈیکل انسٹیٹیوٹ لاہور میں اقرباء پروری کی وجہ سے معیار تعلیم میں مسلسل کمی	16۔
82	-----------	ایڈووکیٹ جنرل پنجاب کے دفتر سے قیمتی فائلوں کے غائب ہونے سے اپیل کنندگان کو مشکلات کا سامنا	17۔
83	-----------	کمشنر لاہور کے احکامات کے باوجود یونیورسٹی اور دیگر پارکس شادی ہالوں میں تبدیل	18۔
84	-----------	خلاف قانون استعمال شدہ میڈیکل ویسٹ کی درآمد اور استعمال سے ہیپاٹائٹس اور ایڈز جیسی موذی بیماریوں کے پھیلنے کا خدشہ	19۔
85	-----------	کورم کی نشاندہی	20۔
		منگل، 17۔جولائی 2012	
		جلد 39: شمارہ 2	
88	-----------	ایجنڈا	21۔
90	-----------	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	22۔
91	-----------	نعت رسول مقبولﷺ	23۔
		سوالات (محکمہ صحت)	
92	-----------	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	24۔
134	-----------	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	25۔
154	-----------	ممبران اسمبلی کی درخواست ہائے رخصت	26۔

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	تحاریک التوائے کار	
27۔	پنجاب میں سرکاری حکم سے ہزاروں سکول بند ہونے سے بچوں اور والدین کو پریشانی کا سامنا -----------	170
28۔	جیل روڈ لاہور پر سرکاری اور پرائیویٹ تعلیمی اداروں میں تقریبات اور فاسٹ فوڈ پر آنے والے لوگوں کے رش سے ہسپتالوں کے مریضوں کو مشکلات کا سامنا -----------	171
29۔	لاہور میں بے جا ٹریفک چالانوں کی وجہ سے مقامی شہری اور دوسرے شہروں سے آنے والے لوگوں کو مشکلات کا سامنا -----------	172
30۔	چیئرمین انڈس واٹر بیسن جناب جماعت علی شاہ کی ملی بھگت سے انڈیا کا کئی دریاؤں پر ڈیم تعمیر کرنا -----------	173
31۔	سندھ اور پنجاب میں بڑی تعداد میں معصوم لڑکیوں اور عورتوں کا اغواء، خرید و فروخت اور سمگلنگ میں مسلسل اضافہ -----------	174
	قرارداد (مفاد عامہ سے متعلق)	
32۔	ائیر بیس کو گروپ کیپٹن (ریٹائرڈ) سیسل چودھری کے نام سے منسوب کرنا -----------	178
	بدھ، 18۔جولائی 2012	
	جلد 39: شمارہ 3	
33۔	ایجنڈا -----------	181
34۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ -----------	185
35۔	نعت رسول مقبول ﷺ -----------	186
	سوالات (محکمہ جات منصوبہ بندی و ترقیات اور خزانہ)	
36۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات -----------	187

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
37۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ------------	225
	تحاریک التوائے کار	
38۔	ٹریفک وارڈنز کو پولیس سروس کا حصہ بنانے اور نہ ہی مستقل کرنے کی وجہ سے ڈیوٹی میں عدم دلچسپی کا مظاہرہ ------------	243
39۔	فیڈرل تعلیمی بورڈ کے اعلامیہ کے مطابق چودہ سال سے کم عمر ذہین طالب علموں کو میٹرک کے امتحان کے لئے اہل قرار دینے کے لئے پنجاب کے تمام تعلیمی بورڈز کو ہدایات دینے کا مطالبہ ------------	245
40۔	سرگودھا پولیو مہم کے انچارج ڈسٹرکٹ کوآرڈینیٹر ڈاکٹر فواد الحسن کی مبینہ کرپشن کی وجہ سے تبادلہ کرنے کا مطالبہ ------------	246
41۔	آسکر ایوارڈ یافتہ دستاویزی فلم (Saving Face) میں رخسانہ بی بی کے جلے ہوئے چہرے کو دکھانے سے پاکستان کو بدنامی کا سامنا ------------	247
42۔	گجرات کے شہر ڈنگہ میں واٹر سپلائی کے پائپ بوسیدہ ہونے کی وجہ سے پینے کا پانی گٹروں کے پانی میں مکس ہونے سے متعدد بیماریوں میں اضافہ ------------	249
43۔	گورنمنٹ جناح ڈگری کالج مزنگ لاہور کی پرنسپل کے نامناسب روّیے سے ٹیچنگ سٹاف کو پریشانی اور طالبات کالج چھوڑنے پر مجبور ------------	250
	رپورٹ (میعاد میں توسیع)	
44۔	سر گنگارام ہسپتال کی انتظامیہ کی لاپرواہی کے معاملہ کے بارے میں مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ------------	252
	رپورٹ (جو پیش ہوئی)	
45۔	مسودہ قانون (ترمیم) استحقاقات صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 2012 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا ------------	253

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	رپورٹ(میعاد میں توسیع)	
46۔	مسودہ قانون لوکل گورنمنٹ پنجاب مصدرہ2012اور نشان زدہ سوال نمبر4155 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع -----------	254
47۔	کورم کی نشاندہی -----------	255
	سرکاری کارروائی	
	مسودہ قانون(جو متعارف ہوا)	
48۔	مسودہ قانون(ترمیم)سوشل سروسز بورڈ پنجاب مصدرہ2012 -----------	256
	مسودات قانون(جو دوبارہ زیر غور لائے گئے)	
49۔	مسودہ قانون پارکس اینڈ ہارٹیکلچر اتھارٹی مصدرہ2011 -----------	256
50۔	مسودہ قانون(ترمیم)اینیمل سلاٹر کنٹرول پنجاب مصدرہ2012 -----------	263
51۔	مسودہ قانون نصاب تعلیم اتھارٹی پنجاب مصدرہ2012 -----------	267
52۔	مسودہ قانون(ترمیم)(انضباط)ترقیاتی اداروں کی فروخت اراضی مصدرہ2012 -----------	271
53۔	کورم کی نشاندہی -----------	275
	مسودات قانون(جو دوبارہ زیر غور لائے گئے)(---جاری)	
54۔	مسودہ قانون(ترمیم)پنجاب زرعی یونیورسٹیاں مصدرہ2012 -----------	276
55۔	مسودہ قانون(ترمیم)یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز لاہور مصدرہ2012 -----------	281
56۔	مسودہ قانون(ترمیم)کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی مصدرہ2012-----------	284
	مسودات قانون(جو زیر غور لائے گئے)	
57۔	مسودہ قانون انفارمیشن ٹیکنالوجی یونیورسٹی پنجاب مصدرہ2012 -----------	287

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
58۔	مسودہ قانون (دوسری ترمیم) پنجاب گورنمنٹ سرونٹس ہاؤسنگ فاؤنڈیشن مصدرہ2012	------------	299
59۔	مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب کورٹ آف وارڈز مصدرہ2012	------------	302
60۔	قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ (2)225 کے تحت مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب سول سرونٹس مصدرہ 2011 کے تسلسل کے لئے خصوصی حکم کی تحریک	------------	304
61۔	مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب سول سرونٹس مصدرہ2011	------------	305
	جمعرات،19۔جولائی2012		
	جلد 39: شمارہ 4		
62۔	ایجنڈا	------------	309
63۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	------------	311
64۔	نعت رسول مقبول ﷺ	------------	312
	سوالات (محکمہ سکولز ایجوکیشن)		
65۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	------------	313
66۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	------------	352
	رپورٹیں (جو پیش ہوئیں)		
67۔	مسودہ قانون (ترمیم) خواتین یونیورسٹی ملتان مصدرہ2012 اور مسودہ قانون (ترمیم) پبلک سیکٹر یونیورسٹیاں مصدرہ2012 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا	------------	367
	رپورٹ (میعاد میں توسیع)		
68۔	تحریک التوائے کار نمبر 2047 بابت سال 2011 کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر 23 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع	------------	368

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	توجہ دلاؤ نوٹس	
69۔	راولپنڈی کے رہائشی کے اغواء و قتل کی تفصیلات	372
	تحاریک استحقاق	
70۔	(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی)	374
	تحاریک التوائے کار	
71۔	لاہور میں پاک ایران تعاون سے بننے والے میٹ کمپلیکس میں مبینہ کرپشن کا انکشاف	375
72۔	سب ڈویژن مانگٹانوالہ کے راجباہ سید والا اور راجباہ علی جج سے بااثر افراد کا پانی چوری کرنا	380
	پوائنٹ آف آرڈر	
73۔	رخسانہ بی بی کو جلانے کے جرم میں اس کے خاوند کو سزا دینے کا مطالبہ	382
	سرکاری کارروائی	
	مسودات قانون (جو متعارف ہوئے)	
74۔	مسودہ قانون میٹرو بس اتھارٹی پنجاب مصدرہ 2012	385
75۔	مسودہ قانون زکوٰۃ و عشر پنجاب مصدرہ 2012	386
76۔	مسودہ قانون (ترمیم) موشن پکچرز پنجاب مصدرہ 2012	386
	مسودہ قانون (جو زیر غور لایا گیا)	
77۔	مسودہ قانون (ترمیم) استعداد، نظم و ضبط اور احتساب سرکاری ملازمین پنجاب مصدرہ 2011	387
78۔	اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ	392
79۔	انڈکس	

1

اجلاس کی طلبی کا اعلامیہ

No.PAP/Legis-1(117)/2012/717. Dated. 10th July 2012. The following Order, made by the Speaker, Provincial Assembly of the Punjab, is hereby published for general information:-

> "In exercise of the powers conferred on me under clause (3) of Article 54 read with Article 127 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, **I, Rana Muhammad Iqbal Khan, Speaker,** Provincial Assembly of the Punjab, hereby summon the Provincial Assembly of the Punjab to meet on, 16 July 2012 at 3:00 pm in the Assembly Chambers, Lahore."

Lahore **RANA MUHAMMAD IQBAL KHAN**
10 July, 2012 **Speaker**

3

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،16۔جولائی2012

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ جیل خانہ جات)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

سرکاری کارروائی

"ینگ ڈاکٹرز کی ہڑتال کی وجہ سے پیدا ہونے والی صورتحال پر عام بحث"

5

صوبائی اسمبلی پنجاب

1۔ ایوان کے عہدے دار

جناب سپیکر	:	رانا محمد اقبال خان
جناب ڈپٹی سپیکر	:	رانا مشہود احمد خان
قائد ایوان	:	میاں محمد شہباز شریف
قائد حزب اختلاف	:	راجہ ریاض احمد

2۔ چیئرمینوں کا پینل

1۔	ڈاکٹر اسد اشرف، ایم پی اے	پی پی۔138
2۔	مہر اشتیاق احمد، ایم پی اے	پی پی۔150
3۔	جناب شاہان ملک، ایم پی اے	پی پی۔15
4۔	محترمہ آمنہ الفت، ایم پی اے	ڈبلیو۔356

3۔ کابینہ

1۔	رانا ثناء اللہ خان	:	وزیر قانون و پارلیمانی امور، مال اور مقامی حکومت و دیہی ترقی*
2۔	میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن	:	وزیر آبکاری و محصولات، ہائر ایجوکیشن، سکولز ایجوکیشن*، خواندگی و غیر رسمی بنیادی تعلیم*، ٹرانسپورٹ* وزیر خزانہ

- بذریعہ ایس اینڈ جی اے ڈی نوٹیفکیشن نمبر SO(CAB-.II)2-21/2008 مورخہ 3۔مارچ 2011 وزراء کو ان کے اپنے محکموں کے علاوہ دیگر محکمہ جات کا اضافی چارج برائے اجلاس (16تا19۔جولائی 2012) تفویض کیا گیا۔
- بذریعہ ایس اینڈ جی اے ڈی نوٹیفکیشن نمبر SO(CAB-.II)2-21/2008 مورخہ 15۔مارچ 2011 وزراء کو ان کے اپنے محکموں کے علاوہ دیگر محکمہ جات کا اضافی چارج برائے اجلاس (16تا19۔جولائی 2012) تفویض کیا گیا۔

6

3۔	چوہدری عبدالغفور	:	وزیر منصوبہ بندی و ترقیات کان کنی و معدنیات اور توانائی*
4۔	حاجی احسان الدین قریشی	:	وزیر مذہبی امور و اوقاف، بیت المال محنت اور ہاؤسنگ اینڈ اربن ڈویلپمنٹ*
5۔	ملک ندیم کامران	:	وزیر زکوٰۃ و عشر
6۔	سردار دوست محمد خان کھوسہ	:	وزیر صنعت
7۔	ملک احمد علی اولکھ	:	وزیر زراعت، امداد باہمی، لائیوسٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ، جنگلات، ماہی گیری و جنگلی حیات، سیاحت و ترقی تفریحی مقامات اور آبپاشی و قوت برقی*
8۔	ملک محمد اقبال چنڑ	:	وزیر جیل خانہ جات

7

4۔ پارلیمانی سیکرٹریز

1۔	چودھری محمد ایاز	:	داخلہ
2۔	محترمہ عفت لیاقت علی خان	:	ترقی خواتین
3۔	چودھری ندیم خادم	:	محنت
4۔	چودھری عبدالرزاق ڈھلوں	:	مقامی حکومت وکمیونٹی ڈویلپمنٹ
5۔	جناب کرم الٰہی بندیال	:	کوآپریٹوز
6۔	جناب محمد آصف ملک	:	ریلیف اینڈکرائسز مینجمنٹ
7۔	جناب عبدالحفیظ خان	:	زکوٰۃ وعشر اور بیت المال
8۔	راؤ کاشف رحیم خان	:	ہائرایجوکیشن
9۔	جناب ظفر اقبال ناگرا	:	ہاؤسنگ وشہری ترقی
10۔	ملک محمد نواز	:	سماجی بہبود
11۔	جناب محمد مسعود لالی	:	آبپاشی
12۔	جناب افتخار احمد خان	:	مذہبی امور واوقاف
13۔	سردار محمد ایوب خان گادھی	:	ایس اینڈجی اے ڈی
14۔	محترمہ نازیہ راحیل	:	خصوصی تعلیم
15۔	جناب عمران خالد بٹ	:	پبلک پراسیکیوشن
16۔	جناب محمد سعید مغل	:	خوراک
17۔	محترمہ شازیہ اشفاق مٹو	:	ایم پی ڈی ڈی
18۔	چودھری محمد اسداللہ	:	توانائی
19۔	جناب محمد اخلاق	:	سکولزایجوکیشن

• بذریعہ قانون و پارلیمانی امور گورنمنٹ آف پنجاب نوٹیفکیشن No.Legis:4-42/2009 مورخہ 31۔جنوری2009 پارلیمانی سیکرٹریز مقرر کیے گئے۔

8

20۔	جناب محمد آجاسم شریف	:	آبکاری و محصولات
21۔	ڈاکٹر سعید الٰہی	:	صحت
22۔	جناب محمد تجمل حسین	:	صنعت
23۔	جناب محمد خرم گلفام	:	ٹرانسپورٹ
24۔	پیر محمد اشرف رسول	:	جنگلات، جنگلی حیات و ماہی گیری
25۔	جناب غلام نبی	:	کامرس و تجارت
26۔	رانا تنویر احمد ناصر	:	پی اینڈ ڈی
27۔	رانا محمد ارشد	:	امور نوجوانان، کھیل، تاریخی مقامات و سیاحت
28۔	جناب احسن رضا خان	:	خواندگی و غیر رسمی بنیادی تعلیم
29۔	جناب عامر سعید انصاری	:	جیل خانہ جات
30۔	جناب عبدالوحید چودھری	:	خزانہ
31۔	ڈاکٹر فرخ جاوید	:	انفارمیشن
32۔	جناب محمد نعیم اختر خان بھابھا	:	مواصلات و تعمیرات
33۔	سردار میر بادشاہ خان قیصرانی	:	ماحولیات
34۔	سردار شیر علی خان گورچانی	:	کالونیز و اشتمال اراضی
35۔	ملک احمد کریم قسور لنگڑیال	:	لائیوسٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ
36۔	سید باسط احمد سلطان	:	سی ایم آئی ٹی
37۔	سردار قیصر عباس خان مگسی	:	مال
38۔	سردار ملک جہانزیب وارن	:	وزیر اعلیٰ معائنہ ٹیم
39۔	میاں محمد کاظم علی پیرزادہ	:	کانکنی اور معدنیات

9

40۔	میاں فدا حسین وٹو	:	بیت المال
41۔	جناب آصف منظور موہل	:	زراعت
42۔	ڈاکٹر عاصمہ ممدوٹ	:	بہبود آبادی
43۔	جناب جوئیل عامر سہوترا	:	انسانی حقوق و اقلیتی امور
44۔	جناب خلیل طاہر سندھو	:	قانون و پارلیمانی امور

5۔ ایڈووکیٹ جنرل

جناب اشتر اوصاف

6۔ ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی	:	جناب مقصود احمد ملک
سپیشل سیکرٹری	:	ڈاکٹر ملک آفتاب مقبول جوئیہ

11

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا انتالیسواں اجلاس

سوموار،16۔جولائی2012

(یوم الاثنین،14۔رجب المرجب1433ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں شام 4 بج کر 50 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمO

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِO

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ
عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۸۳﴾ اَيَّامًا
مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ
فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ
طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ؕ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ ؕ
وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۴﴾ شَهْرُ رَمَضَانَ
الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ
الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ؕ وَ
مَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ
يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ۫ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ
وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۸۵﴾

سورة البَقَرَة آیات 183تا185

مومنو! تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں۔ جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم پرہیزگار بنو(183)(روزوں کے دن) گنتی کے چند روز ہیں تو جو شخص تم میں سے بیمار ہو یا سفر میں ہو تو دوسرے دنوں میں روزوں کا شمار پورا کرلے اور جو لوگ روزہ رکھنے کی طاقت رکھیں (لیکن رکھیں نہیں) وہ روزے کے بدلے محتاج کو کھانا کھلا دیں اور جو کوئی شوق سے نیکی کرے تو اس کے حق میں زیادہ اچھا ہے اور اگر سمجھو تو روزہ رکھنا ہی تمہارے حق میں بہتر ہے(184)(روزوں کا مہینہ) رمضان کا مہینہ (ہے) جس میں قرآن (اول اول) نازل ہوا جو لوگوں کا رہنما ہے اور (جس میں) ہدایت کی کھلی نشانیاں ہیں اور (جو حق و باطل کو) الگ الگ کرنے والا ہے تو جو کوئی تم میں سے اس مہینے میں موجود ہو چاہئے کہ پورے مہینے کے روزے رکھے اور جو بیمار ہو یا سفر میں ہو تو

دوسرے دنوں میں (رکھ کر)ان کا شمار پورا کرلے۔اللہ تمہارے حق میں آسانی چاہتا ہے اور سختی نہیں چاہتا اور (یہ آسانی کا حکم)اس لئے (دیا گیا ہے) کہ تم روزوں کا شمار پورا کرلو اور اس احسان کے بدلے کہ اللہ نے تم کو ہدایت بخشی ہے تم اس کو بزرگی سے یاد کرو اور اس کا شکر کرو(185)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب سرور حسین نقشبندی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

ذرے اس خاک کے تابندہ ستارے ہوں گے
جس جگہ آپ ﷺ نے نعلین اُتارے ہوں گے
بوئے گل اس لئے پھرتی ہے چھپائے چہرہ
گیسو سرکار دوعالم ﷺ نے سنوارے ہوں گے
ارضِ طیبہ تجھے دیکھے کوئی بادیدہء دِل
سُو بہ سُو رحمتِ عالم کے نظارے ہوں گے

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ سیکرٹری اسمبلی پینل آف چیئر مین کا اعلان کریں۔ جی، سیکرٹری اسمبلی!

چیئر مینوں کا پینل

سیکرٹری اسمبلی: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1997 کے قاعدہ 13 کے تحت جناب سپیکر نے اسمبلی کے موجودہ اجلاس کے لئے مندرجہ ذیل ترتیب سے چار معزز ممبران پر مشتمل پینل آف چیئر مین نامزد فرمایا ہے۔

1۔	ڈاکٹر اسد اشرف، ایم پی اے	پی پی۔138
2۔	مہر اشتیاق احمد، ایم پی اے	پی پی۔150
3۔	جناب شاہان ملک، ایم پی اے	پی پی۔15
4۔	محترمہ آمنہ الفت، ایم پی اے	ڈبلیو۔356

شکریہ

تعزیت

معزز ممبر جناب نعیم اختر خان بھابھا کے والد محترم، سانحہ رسول پارک، گجرات، ڈرون حملوں، معزز ممبر طارق باجوہ کے بھائی اور ڈاکٹروں کی ہڑتال کی وجہ سے وفات پانے والے مریضوں کے لئے دعائے مغفرت

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! وہاڑی سے تعلق رکھنے والے ایم پی اے جناب نعیم اختر خان بھابھا کے والد محترم رضائے الٰہی سے وفات پا گئے ہیں ان کے لئے دعائے مغفرت کرائی جائے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! سانحہ رسول پارک کے شہداء جو دہشت گردی کا نشانہ بنے ان کے لئے اور گجرات میں ہلاک ہونے والوں کے لئے بھی دعائے مغفرت کرائی جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! ڈرون حملوں میں ہلاک ہونے والوں کے لئے اور ہمارے ایم پی اے طارق باجوہ صاحب کے بڑے بھائی جو حال ہی میں وفات پا گئے تھے ان کے لئے بھی دعائے مغفرت کرائی جائے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! ڈاکٹروں کی ہڑتال کی وجہ سے جو مریض ہلاک ہوئے ہیں ان کے لئے بھی دعا مغفرت کرائی جائے۔

جناب سپیکر: جناب نعیم بھابھا صاحب کے والد اور باقی تمام جو وفات پا گئے ہیں ان کے لئے اور ہمارے جو فوجی جوان شہید ہوئے ہیں سب کے لئے دعائے مغفرت کی جائے۔

(اس مرحلہ پر دعائے مغفرت کی گئی)

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، راجہ صاحب!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! شکریہ۔ آج سے چند روز پہلے پنجاب حکومت نے ایجوکیشن کے لئے ایک ایڈوائزر رکھا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! میری بات سنیں۔ میں آپ کو interrupt کر رہا ہوں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! ایک اَن پڑھ آدمی کو ایڈوائزر رکھا گیا ہے۔ یہ سارے ایم پی ایز جو بیٹھے ہوئے ہیں کیا ان میں سے ان کو کوئی پسند نہیں آیا کہ ایک اَن پڑھ آدمی کو ایجوکیشن کا ایڈوائزر رکھا گیا ہے۔ ان کو شرم آنی چاہئے اور اب وزیر اعلیٰ ٹوپی ڈرامہ بند کرے۔ یہ کبھی ٹینٹ کا ڈرامہ شروع کر دیتا ہے اور کبھی کوئی ڈرامہ شروع کر دیتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! یہاں اَن پڑھ سینئر وزیر بھی رہے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر ٹوپی ڈرامہ وزیر اعلیٰ نے ایک دفعہ پھر ایک اَن پڑھ آدمی خضر حیات ہراج کو ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے لئے مشیر رکھا ہے یہ ظلم کیا گیا ہے۔ یہاں رزلٹ کے بعد لڑکوں نے خودکشیاں کی ہیں۔ ہمارے ایجوکیشن اور ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کا پہلے ہی بیڑا غرق ہو چکا ہے اور اب ایک اَن پڑھ آدمی کو ایڈوائزر رکھ کر پورے پنجاب کے سکولوں کے بچوں کا مستقبل تباہ کر دیا ہے۔ کیا ان کو ان بیٹھے ہوئے ایم پی ایز میں سے کوئی پسند نہیں آیا؟ اگر ان میں ذرا شرم ہو تو یہ چُلّی میں پانی ڈال کر ڈوب کر مر جائیں۔

جناب سپیکر! مجھے ایمان سے ان پر افسوس ہوتا ہے کہ کیا ان کے منہ میں زبانیں نہیں ہیں، کیا یہ اُٹھ کر بات نہیں کر سکتے، کیا کوئی فرعون بیٹھا ہوا ہے اور کیا کوئی آمر بیٹھا ہوا ہے؟ یہ بے چارے جو ایم پی اے منتخب ہو کر آئے ہیں ان کو ایک سیکرٹری ڈاکٹر توقیر ذلیل کرتا ہے، ان کو گالیاں دیتا ہے، ان کی کوئی بات نہیں سنتا اور اب ایک اَن پڑھ آدمی کو ایجوکیشن کا ایڈوائزر لگا دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! یہ ٹوپی ڈرامہ وزیر اعلیٰ پنجاب کا بیڑا غرق کر رہا ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: ان کی بات سننے دیں اس کے بعد آپ کو جواب دینے کا حق ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر یہ طریق کار ٹھیک نہیں ہے۔۔

جناب سپیکر: آپ کو کس نے اجازت دی ہے؟ This is not good

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! ایک لوٹے کے باپ کو نوازا گیا ہے۔

جناب سپیکر: Order please, order please آپ تشریف رکھیں۔ راجہ صاحب کی بات سننے دیں۔ راجہ صاحب! آپ relevant رہیں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! ہمیں آپ کا بہت احترام ہے۔ آپ ہمارے لئے انتہائی قابل احترام ہیں لیکن اس صوبہ میں ہو کیا رہا ہے؟

جناب سپیکر: اس کا وہ جواب دیں گے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! اس دن چیف منسٹر صاحب یہاں تشریف لائے تو آپ نے وعدہ کیا کہ چیف منسٹر صاحب آپ کی بات سن کر جائیں گے لیکن وہ اپنی بات کر کے بھاگ گئے۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں، ایسے نہیں ہے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! وہ موقع سے بھاگ گئے۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! ایسے نہیں ہے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! وہ موقع سے بھاگ گئے جس طرح باقی باتوں میں بھاگتے ہیں۔ اب چیف منسٹر پنجاب آئیں اور جو ایک جعلی اَن پڑھ ایجوکیشن ایڈوائزر رکھا ہے وہ اس کے رکھنے کی وجہ بتائیں کہ اس میں کیا خوبی ہے جو بے چارے رانا ارشد میں نہیں ہے۔ اس میں کیا خوبی ہے جو اس اَن پڑھ آدمی کو ایجوکیشن کا ایڈوائزر رکھا گیا ہے؟ اس سے ایجوکیشن کا بیڑا غرق ہو گا۔

جناب سپیکر! آپ تو امیر آدمی ہیں آپ کے بچے تو پرائیویٹ سکولوں میں پڑھتے ہوں گے لیکن جو آٹھ کروڑ غریب عوام ہے وہ کس طرح اپنے بچوں کو پڑھاتے ہیں، ان کے بچوں کا مستقبل ایک اَن پڑھ آدمی کو ایجوکیشن کا ایڈوائزر رکھ کر تاریک کر دیا گیا ہے۔ انہیں شرم آنی چاہئے۔ انہوں نے اسی طرح ہیلتھ کا بیڑا غرق کیا ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "شیم شیم" کی آوازیں)

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ اُن کی بات کا سُن کر جواب دیں، جو طریق کار ہے۔

ڈاکٹر غزالہ رضا رانا: جناب سپیکر۔۔۔

جناب سپیکر: آپ سب کے سب بول رہے ہیں۔ صرف ایک صاحب جواب دیں۔ (قطع کلامیاں)

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! میاں محمد شہباز شریف کی دن رات کی ترقی کو یہ برداشت نہیں کر سکتے اور اب ان کو شہباز شریف فوبیا ہو گیا ہے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ پنجاب کی ایجوکیشن میں جو development اور promotion ہو رہی ہے اُس میں میاں محمد شہباز شریف کا vision موجود ہے کہ آج پاکستان کے اندر اگر کسی جگہ پر ایجوکیشن ہے تو وہ صوبہ پنجاب میں ہے۔ آج پنجاب کے topper students باہر کی یونیورسٹیوں کے visit کر رہے ہیں اور آج اُن کو Education Endowment Fund اور scholarships مل رہے ہیں۔ اگر کسی کو شہباز شریف فوبیا ہو گیا ہے تو ہماری اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان کا علاج ہو۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ آج سب سے بڑا غریب عوام پر جو عذاب ہے وہ دو روپے بجلی مہنگی کر دی گئی، آج طالب علم تڑپ رہا ہے کیونکہ بجلی نہیں آ رہی، آج بجلی کی لوڈ شیڈنگ نے معاشرے کو مفلوج کر دیا ہے۔ (قطع کلامیاں)

MR SPEAKER: Order please, order please. Order in the House.

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! آج امتحانی سنٹروں میں بجلی نہیں ہوتی اور ہسپتالوں کے اندر مریض تڑپ رہے ہوتے ہیں کیونکہ بیس بیس گھنٹے کی لوڈ شیڈنگ ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر: آپ پہلے اُن کی بات سنیں پھر اُس کا جواب دیں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: محترم! آپ کو اجازت نہیں ہے۔ایسے ٹھیک نہیں ہے۔پلیز! آپ تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر غزالہ رضارانا: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: اُن کو بات کرنے دیں۔آپ کیا کر رہے ہیں؟

ڈاکٹر غزالہ رضارانا: جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف نے کہا ہے کہ ہمارے مشیر اَن پڑھ ہیں۔یہ اپنے الفاظ واپس لیں۔

MR SPEAKER: Order please, order please.

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! یہ محترمہ جو بات کر رہی ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر غزالہ رضارانا: جناب سپیکر! یہ کیا بات کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، مجھے اُن کی بات سننے دیں۔(قطع کلامیاں)

آپ اُن کو بات کرنے دیں اور اُن کی بات سن کر پھر آپ جواب دیں۔یہ آپ کا کیا طریقہ ہے؟

ڈاکٹر غزالہ رضارانا: آدھی سے زیادہ آبادی اَن پڑھ ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ کی مہربانی۔ایسے ٹھیک نہیں ہے۔آپ کیا کرتے ہیں، مجھے اُن کی بات سننے دیں۔آرڈر پلیز۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): شکریہ۔ جناب سپیکر! یہ محترمہ ڈاکٹر غزالہ صاحبہ مجھ سے ایچی سن کالج میں ایک نوکری مانگ رہی تھیں جو میں نہیں دلا سکا اور آج اس وجہ سے یہ شور مچا رہی ہیں۔ میں اِن سے وعدہ کرتا ہوں کہ اگلے سال میں اِن کو نوکری لے دوں گا۔اِن کو صرف نوکری کی تکلیف ہے۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! آپ personal نہ ہوں اور ایسی بات آپ کے لئے اچھی نہیں ہے۔

ڈاکٹر غزالہ رضارانا: جناب سپیکر! یہ نام لے کر کیوں بات کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: راجہ صاحب! آپ لیڈر آف دی اپوزیشن ہیں اس لئے آپ کو ایسی باتیں زیب نہیں دیتیں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! اُن کو میرے ساتھ ذاتی رنجش ہے۔ وہ کہتی تھیں کہ میں اپنی پارٹی بدل دوں گی۔ (قطع کلامیاں)

MR SPEAKER: Order please, order please.

ڈاکٹر غزالہ رضا رانا: جناب سپیکر! یہ سراسر جھوٹ بول رہے ہیں۔ یہ اپنے الفاظ واپس لیں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! یہ کہہ رہی تھیں کہ آپ مجھے نوکری دے دیں، میں پارٹی بدل لوں گی لیکن میں ان کو نوکری نہیں دے سکا۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! آپ نے اپنی جو بات کرنی ہے وہ کریں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! Issue یہ ہے کہ [****] جو یہاں ایوان میں آتے ہی نہیں ہیں۔ ہمارا فرض یہاں point out کرنا ہے۔

جناب سپیکر: اس قسم کے الفاظ حذف کئے جاتے ہیں اور انہیں کارروائی کا حصہ نہ بنایا جائے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! ہمارا فرض بنتا ہے کہ [****] ایوان میں لانے کے لئے۔۔۔

جناب سپیکر: ایسے نازیبا الفاظ کو کارروائی کا حصہ نہ بنایا جائے۔ راجہ صاحب! آپ پھر خود ہی باتیں سنیں گے جب اس کا جواب آئے گا۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! جو وزیراعلیٰ بھاگ جاتا ہو، جو اسمبلی سے literally بھاگ جاتا ہو [************]

جناب سپیکر: آپ تہذیب کے دائرہ میں آئیں۔

(اذانِ عصر)

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! میں آپ سے ایک گزارش کروں گا۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

ڈاکٹر غزالہ رضارانا: جناب سپیکر! انہوں نے میرا نام لیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ بیٹھیں۔

ڈاکٹر غزالہ رضارانا: جناب سپیکر! مجھے پہلے اس کا جواب دیں کہ انہوں نے میرا نام کیوں لیا ہے؟

جناب سپیکر: راجہ صاحب! آپ لیڈر آف اپوزیشن ہیں اس لئے آپ کو personal نہیں ہونا چاہئے اور ایسی بات نہیں کرنی چاہئے۔

ڈاکٹر غزالہ رضارانا: جناب سپیکر! انہوں نے میرا نام لیا ہے مجھے اس پر objection ہے۔ یہ مجھے اس کا جواب دیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کی مہربانی۔ آپ تشریف رکھیں۔Order in the House

ڈاکٹر غزالہ رضارانا: جناب سپیکر! انہوں نے یہاں پر Rules کے خلاف بات کی ہے لہذا آپ اس کا notice لیں۔

جناب سپیکر: یہ پہلے اوپر دیکھتے ہیں اُس کے بعد بات کرتے ہیں۔

ڈاکٹر غزالہ رضارانا: جناب سپیکر! اِنہوں نے میرے خلاف بات کی ہے اس لئے اِن کو یہ بات بتانی پڑے گی۔ آپ اِن سے کہیں کہ sorry کریں۔

جناب سپیکر: انہوں نے اپنی زبان سے نام لے لیا ہے جو انہیں نہیں لینا چاہئے تھا۔ انہوں نے اچھی بات نہیں کی۔

ڈاکٹر غزالہ رضارانا: جناب سپیکر! جھوٹ بولنے والے پر لعنت ہے۔ یہ اس بات پر sorry کریں۔

جناب سپیکر: انہوں نے اچھی بات نہیں کی اور مجھے بھی پسند نہیں آئی جو آپ کہہ رہی ہیں۔

ڈاکٹر غزالہ رضارانا: جناب سپیکر! آپ ان کو کہیں کہ وہ sorry کریں۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ محترمہ! آپ کی مہربانی۔ میں اُن سے یہی کہہ رہا ہوں کہ آپ نے اچھی بات نہیں کی۔ (قطع کلامیاں)

ڈاکٹر غزالہ رضارانا: جناب سپیکر! انہوں نے جھوٹی بات کی ہے۔

جناب سپیکر: آپ اگر مجھے ایجنڈے کے مطابق چلنے نہیں دینا چاہتے تو آپ کی مرضی ہے۔ یہ آپ کے ہی سوالات ہیں مجھے تو کوئی اعتراض نہیں ہے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! ایک ڈاکو جس نے تین قتل کئے ہوئے ہیں اُس کا نام شیر افگن ہے اور اسے سترھویں سکیل میں بارڈر ملٹری پولیس میں لگا دیا گیا ہے۔ یہ دھاندلی ہے اور وہ بھگوڑا وزیر اعلیٰ ہے، بتائیں کہ ہمارا اور آٹھ کروڑ عوام کا کیا قصور ہے؟

جناب سپیکر: جی، بولتے رہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران حزب اقتدار کی طرف سے
"جھوٹ ہے جھوٹ ہے" کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ مہربانی کر کے کچھ خیال کریں۔

سردار اطہر حسن خان گورچانی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: نہیں، کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو گا۔ مجھے ایجنڈے کے مطابق چلنے دیں اور میں اس کے مطابق ہی چلوں گا۔

ڈاکٹر غزالہ رضا رانا: جناب سپیکر! راجہ صاحب نے floor پر جھوٹ بولا ہے لہٰذا یہ sorry کریں۔

سوالات

(محکمہ جیل خانہ جات)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: محترمہ! پلیز تشریف رکھیں۔ آرڈر پلیز۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے اور پہلا سوال محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کا ہے۔ جی، محترمہ! اپنا سوال نمبر پکاریں۔ آرڈر پلیز۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 6423 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

گجرات جیل میں بند قیدیوں کی تعداد و تفصیل

*6423: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع گجرات کی جیل میں کل کتنے قیدی ہیں؟

(ب) کتنی عورتیں اور کتنے بچے قید ہیں؟

(ج) کیا کم عمر بچوں کے لئے جیل میں علیٰحدہ انتظام ہے یا نہیں ؟
(د) اگر علیٰحدہ انتظام ہے تو بچوں کو کون کون سی سہولتیں دی جاتی ہیں ؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) ڈسٹرکٹ جیل گجرات میں اسیران کی تعداد 1389 ہے۔

(ب) ڈسٹرکٹ جیل گجرات میں اس وقت 33 خواتین بند ہیں اور 08 نفر چھوٹے بچے ان عورتوں کے ساتھ ہیں۔

(ج) جیل ہذا میں نو عمر (Juvenile) اسیران کو بالغ (Adult) اسیران سے علیٰحدہ رکھنے کے لئے نو عمر بارک (Juvenile Barrack) موجود ہے جہاں پر نو عمر اسیران کو خصوصی حفاظت سے رکھا جاتا ہے اور کسی بھی اسیر کو نو عمر وارڈ میں داخل ہونے کی اجازت نہ ہے۔ اس وقت ڈسٹرکٹ جیل گجرات میں کل 19 نو عمر (Juvenile) اسیران بند ہیں۔

(د) جیل ہذا میں نو عمر اسیران کے لئے علیٰحدہ بارک موجود ہے جہاں پر نو عمر اسیران کو دینی و دنیاوی تعلیم کے لئے اساتذہ کی خدمات میسر ہیں۔ نو عمر وارڈ میں اسیران بمطابق پاکستان پریژن رولز تمام بنیادی سہولتیں دی گئی ہیں جن میں بجلی، پانی، باتھ روم، سیلنگ فین، ایگزاسٹ فین، الیکٹرک واٹر کولر کی سہولیات موجود ہیں۔ اس کے علاوہ نو عمر اسیران کی بارکوں میں ٹی وی کی سہولیات بھی میسر ہیں۔ مزید برآں نو عمر اسیران کی ذہنی نشو و نما کے لئے (Games) کا بھی انتظام کیا گیا ہے جن میں لڈو، کیرم بورڈ، والی بال وغیرہ جیسی گیمز شامل ہیں۔ مزید یہ کہ جیل ہذا میں ایک ہسپتال بھی ہے جہاں پر پیرا میڈیکل سٹاف 24 گھنٹے اسیران کو طبی سہولیات مہیا کرنے کے لئے موجود ہے۔ NCHD کے تعاون سے نو عمر اسیران کے لئے تعلیم کا انتظام بھی موجود ہے جہاں باقاعدگی سے کلاسوں کا انتظام ہوتا ہے نیز نو عمر اسیران کی تعلیم کے لئے متعین استاد کو NCHD کی جانب سے مبلغ -/2,500 روپے ماہانہ معاوضہ بھی دیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس سوال کا جواب دو سال چار ماہ بعد آیا ہے لہذا اس کا موجودہ status بتا دیں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!اس سوال کا موجودہ status بتائیں۔ محترمہ!آپ کون سے جز کا پوچھنا چاہتی ہیں؟

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! یہ اس سوال کا موجودہ status بتادیں کیونکہ اس کا جواب دو سال چار ماہ بعد آیا ہے یعنی جب حکومت جانے والی ہے تب اِس کا جواب آیا ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! یہ بڑی shameful بات ہے۔

جناب سپیکر: Shame for whom? مجھے بڑا افسوس ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں بڑے افسوس کے ساتھ کہتی ہوں کہ اس سوال کا دو سال چار ماہ بعد جواب آیا ہے۔

جناب سپیکر: انہوں نے اس کا جواب دے دیا ہے۔ آپ کی بڑی مہربانی۔ جی، منسٹر صاحب!آپ سوال کا latest جواب دیں۔

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! مجھے ان کے سوال کی سمجھ نہیں آئی کہ انہوں نے کیا ضمنی سوال کیا ہے؟ یہ اپنا ضمنی سوال دہرائیں، میں جواب دینے کو تیار ہوں۔

جناب سپیکر: جی، کیا کہہ رہے ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! یہ اپنا سوال repeat کر دیں۔

جناب سپیکر: وہ کہہ رہی ہیں کہ سوال کی latest position بتائیں۔ آرڈر پلیز۔ ان کا جواب سنیں۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر!اس وقت ڈسٹرکٹ جیل گجرات میں حوالاتی 1071، قیدی 143، سزائے موت کے قیدی 184 اور کل تعداد 1397 ہے۔

جناب سپیکر!ان کے سوال کرنے کے وقت کچھ اور تعداد تھی اور موجودہ تعداد یکم جولائی کی ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! 1397 قیدیوں کی تعداد بتائی ہے جبکہ جرائم کی شرح میں ہر جگہ پر اضافہ ہو رہا ہے تو کیا اڑھائی سالوں سے گجرات جیل میں صرف اتنے ہی قیدی ہیں؟ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس جیل میں قیدیوں کی گنجائش کتنی ہے کیونکہ وہاں پر تعمیر شدہ area سے زیادہ قیدی آ جائیں

تو پھر یہ کیا کرتے ہیں چونکہ جس شرح سے جرائم میں اضافہ ہو رہا ہے تو کیا جیل کی توسیع کا کوئی ارادہ ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! گجرات جیل میں ہم توسیع نہیں کر رہے اور اس حوالے سے نئی جیل بنانے کا ہمارا کوئی ارادہ نہیں ہے۔ اس وقت وہاں گنجائش سے زائد قیدی و حوالاتی موجود ہیں اور پورے پنجاب کی 25 جیلوں میں 52 ہزار سے زائد قیدی و حوالاتی موجود ہیں جبکہ گنجائش 21 ہزار کی ہے تاہم 14 نئی جیلیں یعنی ہر ضلع میں ایک نئی جیل تعمیر کر رہے ہیں تاکہ قیدیوں کی گنجائش میں کمی ہو سکے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! منسٹر صاحب صحیح فرما رہے ہیں کہ پورے پنجاب میں جیلیں بنی چاہئیں کیونکہ جرائم کی شرح کا جو حال ہے اور میں اس وقت گجرات کے حوالے سے بات کر رہی ہوں تو کیا گجرات جیل میں توسیع کا ارادہ رکھتے ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! گجرات جیل میں نئی جیل نہیں بنا رہے بلکہ نئی بیرکیں بنا رہے ہیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! منسٹر صاحب! confuse لگتے ہیں کیونکہ وہ پہلے کہہ رہے تھے کہ ارادہ نہیں رکھتے اور اب کہہ رہے ہیں کہ ارادہ رکھتے ہیں تو مجھے بتا دیں کہ صحیح جواب کون سا ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! اس جیل میں 385 قیدیوں اور حوالاتیوں کی گنجائش ہے اور اگر قیدیوں و حوالاتیوں کی تعداد زیادہ ہو گئی تو ہم بیرکیں بنانے کے لئے تیار ہیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جواب میں بتایا گیا ہے کہ نو عمر اسیران کے لئے تعلیم کا انتظام موجود ہے تو 2008 سے اب تک کتنے بچوں کو تعلیم دی گئی ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! ڈسٹرکٹ جیل گجرات میں خواتین کی تعداد 36 ہے جن میں سے حوالاتی 32 اور چار قیدی خواتین جبکہ بچوں والی خواتین کی تعداد تین ہے، نو عمر اسیر 17 ہیں جنہیں پڑھانے والے اساتذہ چار ہیں جن میں قاری دلاور حسین، قاری مظفر حسین، قاری محمد

اسلم اور قاری یاسر حسین بچوں کو مذہبی اور دینی تعلیم دیتے ہیں جبکہ بچوں کے لئے نرسری کی کلاس بھی ہے اور ان کے کھیلنے کے لئے گراؤنڈ موجود ہے، انہیں یونیفارم اور کھلونے دینے کے علاوہ خوراک کا بھی مناسب انتظام ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں چاہ رہی تھی کہ منسٹر صاحب relevant رہیں۔ میں نے صرف یہ پوچھا ہے کہ بچوں کو کہاں تک تعلیم دی گئی ہے اور کتنے بچے ہیں لیکن وہ صرف time waste کر رہے ہیں اور صحیح relevant جواب نہیں دے رہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! کتنے بچوں کو تعلیم دی گئی ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! یہ fresh question ہے جمع کروا دیں تو میں انہیں جواب دے دوں گا۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! یہ کون سا اتنا بڑا اور مشکل سوال ہے جس کا آپ کو پتا نہیں ہے، اس پر افسوس ہی کیا جا سکتا ہے۔

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! اس وقت 17 بچے ہیں۔

جناب سپیکر: وہ یہ بھی پوچھ رہی ہیں کہ پہلے کتنے بچوں کو تعلیم دی ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! اس کے لئے یہ fresh question کریں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! مجھے نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ سوال کا جواب relevant نہیں ہوتا اور منسٹر صاحب صرف ٹائم gain کر رہے ہیں اور وقت ضائع کر رہے ہیں جو کہ آپ کے سامنے ہے۔ اگر منسٹر صاحب confuse ہو گئے ہیں تو پھر یہ بتا دیں کہ 2010 سے لے کر اب تک کتنے قیدیوں کو کون کون سی طبی سہولیات فراہم کی گئی ہیں کیونکہ جواب میں ہے کہ "طبی سہولیات فراہم کی جاتی ہیں"؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! بچوں کے بارے میں یہ پوچھا ہے کہ بچوں کو کون کون سی سہولتیں دی جاتی ہیں تو جیل ہذا میں نو عمر اسیران کے لئے الگ بیرک موجود ہے جہاں پر نو عمر اسیران کو دینی و دنیاوی تعلیم کے لئے اساتذہ کی خدمات میسر ہیں۔ نو عمر اسیران کو پاکستان کے آئین کے مطابق تمام بنیادی سہولتیں دی گئی ہیں جن میں بجلی، پانی، باتھ روم، سیلنگ فین اور الیکٹریکل واٹر کولر موجود ہیں۔ اس کے علاوہ نو عمر اسیران کی بیرکوں میں ٹی وی کی سہولت بھی موجود ہے اور

مزید برآں وہاں پر لڈو، کیرم بورڈ اور والی بال کھیلنے کی سہولت بھی موجود ہے۔ جہاں تک میڈیکل سہولتوں کا تعلق ہے تو ڈاکٹر وہاں پر تعینات ہیں اور نو عمر اسیران کا proper میڈیکل چیک اپ ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: یہ تعداد نہیں بتا سکتے بلکہ وہ کہتے ہیں کہ تمام طبی سہولتوں کا انتظام موجود ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! یہ ڈاکٹر کا نام اور پیرا میڈیکل سٹاف اور میڈیکل سٹاف میں فرق بتادیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! اگر ضرورت پڑے تو ہم DHQ سے ڈاکٹر call کر لیتے ہیں لیکن جیل میں ڈاکٹر کی سہولت موجود ہے، وہاں پر ایکسرے لیب بھی ہے، وہاں پر لیبارٹریز بھی موجود ہیں اور ہم وہاں پر بچوں کو تمام طبعی سہولتیں دے رہے ہیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! ڈاکٹر صاحب کا بتادیں؟

جناب سپیکر: وہ آپ سے ڈاکٹر کا پوچھ رہی ہیں۔

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! میں نے عرض کیا ہے کہ وہاں پر ڈاکٹر موجود ہے اگر کسی قیدی کو زیادہ بیماری ہو تو ہم DHQ سے مزید ڈاکٹر call کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: اگر وہ آپ سے ڈاکٹر کا نام پوچھ لیں تو پھر آپ نام بتادیں گے؟ Is it possible?

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! جہاں پر مزید ضرورت ہو وہاں ہم DHQ سے ڈاکٹرز call کر لیتے ہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! آپ Ruling دیں کہ وزیر صاحب جواب دینے کے قابل ہیں یا نہیں؟

جناب سپیکر: نہیں، میں ایسی Ruling نہیں دے سکتا۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! پھر وہ سوال کا proper جواب کیوں نہیں دیتے؟

جناب سپیکر: وہ آپ کی بات کا جواب دے رہے ہیں، آپ تشریف رکھیں۔ اب ہم اگلے سوال پر آتے ہیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! وزیر صاحب گجرات کے ڈاکٹر کا نام بتادیں؟
جناب سپیکر: جی، آپ ان کا نام بتائیں۔
وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! اس وقت ہمارے پاس تمام جیلوں میں 64 ڈاکٹرز موجود ہیں۔
جناب سپیکر: گجرات کے ڈاکٹر کا نام پوچھا ہے۔
وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! انہوں نے سوال میں نہیں پوچھا لیکن میں نے یہ کہا ہے کہ اگر ضرورت پڑ جائے تو ہم DHQ سے ڈاکٹر call کر لیتے ہیں۔
جناب سپیکر: وہ کہتے ہیں کہ اگر ضرورت پڑے تو ہم DHQ سے ڈاکٹر منگوا لیتے ہیں۔ اب ہم اگلے سوال پر چلتے ہیں، جی، آپ اگلا سوال بولیں۔
محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! اس کا مطلب یہ ہے کہ منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ جب کوئی ایسی ایمرجنسی یا accident ہوتا ہے تو وہاں پر کوئی ڈاکٹر موجود نہیں ہوتا اور وہاں پر ڈاکٹر بلانا پڑتا ہے۔
جناب سپیکر: نہیں، اگر ضرورت پڑے تو بلاتے ہیں۔
محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! اگر خدانخواستہ کوئی ایسی ایمرجنسی ہو کہ ڈاکٹر کو بلانے تک اس بندے کی جان چلی جائے تو پھر اس کا کیا انتظام ہوگا؟
جناب سپیکر: جی، اس کا انتظام موجود ہے۔ آپ مہربانی کرکے اگلے سوال پر آجائیں۔
محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! پچھلے دور میں Rescue 1122 بنائی گئی تھی تاکہ مریضوں کو جلدی سے جلدی ہسپتال پہنچایا جاسکے لیکن وہاں پر جیلوں میں یہ حال ہے کہ ڈاکٹرز ہی موجود نہیں ہیں۔
جناب سپیکر: مہربانی کرکے آپ اگلے سوال پر آئیں۔
محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میرا اگلا سوال نمبر 7259 ہے اور اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔
جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

اوکاڑہ، جیل کی تعمیر سے متعلقہ تفصیل

*7259: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع اوکاڑہ میں ایک جیل تعمیر کی جارہی ہے، یہ جیل کتنی لاگت سے تعمیر کی جارہی ہے اور یہ جیل کب تک مکمل ہو جائے گی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اب جیل کی تعمیر کا کام روکا ہوا ہے؟

(ج) حکومت اس جیل کو کب تک مکمل کر کے ضلع اوکاڑہ کے قیدیوں کو اس جیل میں لانا چاہتی ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) جی ہاں- یہ درست ہے کہ ضلع اوکاڑہ میں ایک جیل زیر تعمیر ہے اور اس کا کل تخمینہ 466.625 ملین روپے ہے اور اس پر کل خرچہ 267.730 ملین روپے ہو چکا ہے-

(ب) یہ درست نہ ہے کہ جیل کی تعمیر کا کام روکا ہوا ہے بلکہ تعمیراتی کام جاری ہے-

(ج) یہ جیل جلد ہی مکمل ہو جائے گی اور ضلع اوکاڑہ کے قیدیوں اور حوالاتیوں کو اس جیل میں لایا جائے گا-

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال بولیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ منسٹر صاحب یہ بتادیں کہ جیل کی عمارت اب کن مراحل میں ہے؟ کیونکہ یہ سوال بھی پرانا ہے اور اس کا جواب 2010 میں آیا ہے۔ اب منسٹر صاحب یہ بتادیں کہ جیل کی عمارت کن مراحل میں ہے اور اگر اس وقت وہ عمارت مکمل نہیں ہوئی تو اس کا جو باقی حصہ رہ گیا ہے اس کو مکمل کرنے میں اب مزید کتنے پیسے لگیں گے؟

جناب سپیکر: یہ انجینئر تو نہیں ہیں بہر حال ان سے پوچھتے ہیں کہ اب اس وقت تعمیر کی latest position کیا ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! اس وقت اوکاڑہ میں ایک جیل زیر تعمیر ہے اس کا کل تخمینہ 466 ملین روپے ہے اور اس کا 61 فیصد کام مکمل ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر: اگر 61 فیصد کام مکمل ہو چکا ہے تو باقی کام کب تک مکمل ہو جائے گا؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! اس وقت کام جاری ہے اور یہ جیل 2013 میں مکمل ہو جائے گی۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! یہ کتنی لاگت میں مکمل ہو گی؟ یہ جو amount بتائی گئی ہے کیا اس وقت تک اسی amount میں مکمل ہو گی؟

جناب سپیکر: دیکھیں! یہ تو کوئی انجینئر ہی بتا سکتے ہیں۔ منسٹر صاحب تو اس طرح نہیں بتا سکتے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! یہ آخری بجٹ ہے اس کے بعد کیا expect کر رہے ہیں؟ اس کے بعد کیا یہ expect کر رہے ہیں کہ دوبارہ آئیں گے لیکن جس طرح ان کے حالات ہیں یہ قطعاً نہیں آئیں گے۔

جناب سپیکر: اس کا حساب تو بعد میں ہو گا، اس وقت تو حساب نہیں ہو سکتا۔ پتا نہیں اس وقت تک ریٹ کہاں جائیں گے؟ منسٹر صاحب! آپ کچھ بتانا چاہتے ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! میں نے انہیں بتایا ہے کہ 466 ملین روپے اس کا تخمینہ ہے اور اس وقت 61 فیصد کام مکمل ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر: کیا اسی تخمینہ میں مکمل ہو گا؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! اسی تخمینہ میں ہی مکمل ہو گا۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ 466 ملین روپے میں ہی مکمل ہو گا۔

جناب محمد اشرف خان سوہنا: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال اُدھر سے آ گیا ہے۔

جناب محمد اشرف خان سوہنا: جناب سپیکر! سوال کے جز (ج) میں پوچھا گیا ہے کہ حکومت اس جیل کو کب تک مکمل کر کے ضلع اوکاڑہ کے قیدیوں کو اس میں منتقل کر دے گی تو جواب یہ دیا گیا ہے کہ یہ جیل جلد ہی مکمل ہو جائے گی اور ضلع کے قیدیوں اور حوالاتیوں کو جیل میں منتقل کر دیا جائے گا۔ اس سوال کی تاریخ وصولی 10-دسمبر 2010 ہے تو پھر جلدی سے کیا مراد ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! میں نے عرض کیا ہے کہ یہ جیل 2013 میں مکمل ہو جائے گی۔ اس جیل کا 61 فیصد کام مکمل ہو چکا ہے ابھی کچھ حصہ زیر تعمیر ہے اور اس پر کام ہو رہا ہے۔

جناب محمد اشرف خان سوہنا: جناب سپیکر! میں نے پوچھا ہے کہ جلدی کے کیا معنی ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! جلدی کے معنی ہیں کہ 2013 میں اس جیل میں لوگ شفٹ ہو جائیں گے۔

جناب محمد اشرف خان سوہنا: جناب سپیکر! PC-1 میں اس جیل کی completion کا کون سا سال تھا جو انہوں نے PC-1 تیار کیا تھا تو اس PC-1 میں اس جیل کو کس سال میں مکمل ہونا تھا؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! اس کی آخری تاریخ 2013 کی ہے اور یہ فروری یا مارچ 2013 میں مکمل ہو جائے گی۔

جناب محمد اشرف خان سوہنا: جناب سپیکر! PC-1 میں اس کے لئے کون سی date کا تعین کیا گیا تھا؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! ان کا question یہ نہیں ہے اور ان کا question صرف یہ ہے کہ حکومت اس جیل کو کب تک مکمل کر کے ضلع اوکاڑہ کے قیدیوں کو اس جیل میں لانا چاہتی ہے تو میں نے جواب دے دیا ہے کہ 2013 میں قیدی اور حوالاتی اس میں شفٹ ہو جائیں گے۔

جناب محمد اشرف خان سوہنا: جناب سپیکر! ان کے ڈیپارٹمنٹ نے 2010 میں کہا ہے کہ یہ جیل جلد مکمل کر دی جائے گی۔ میں صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ PC-1 میں اس کی تاریخ اور year of completion کیا تعین کیا گیا تھا؟

جناب سپیکر: Year of completion تو انہوں نے بتا دیا ہے کہ 2013 ہے۔

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! میں تو عرض کر چکا ہوں کہ اسی سال 2012-13 میں مکمل ہو جائے گی اور جلد ہی اس میں قیدی اور حوالاتی جو ساہیوال میں ہیں وہ شفٹ ہو جائیں گے۔

جناب محمد اشرف خان سوہنا: جناب سپیکر! میں سوال دُہرا دیتا ہوں کہ منسٹر صاحب یہ فرمائیں کہ PC-1 کے اندر year of completion کیا درج کیا گیا تھا؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! اس میں 2012 ہے اور یہ جیل 2012-13 میں مکمل ہو جائے گی۔

جناب محمد اشرف سوہنا: جناب سپیکر! PC-1 کے اندر اس جیل کی date of completion کیا 2011 تھی؟ میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ کابینہ کے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں یہ ذرا اس پر میٹنگ کر لیں کہ یہ ان کی اپنی حکومت کے پاس جو PC-1 موجود ہے تو اس کے اندر date of completion کیا تھی، یہ منسٹر حضرات میٹنگ کر لیں اور پھر ایوان کو بتا دیں کہ date of completion کیا تھی؟

جناب سپیکر: جی، اگلا سوال محترمہ دیبا مرزا صاحبہ کا ہے۔

محترمہ دیبا مرزا: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 7296 ہے اور اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ڈسٹرکٹ جیل سیالکوٹ میں قیدی خواتین و بچوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*7296: محترمہ دیبا مرزا: کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈسٹرکٹ جیل سیالکوٹ میں قیدی خواتین اور بچوں کی تعداد کتنی ہے؟

(ب) ڈسٹرکٹ جیل سیالکوٹ میں بچے کن جرائم کے تحت اسیر ہیں؟

(ج) کتنے بچے سزا یافتہ ہیں اور کتنے under trial juveniles ہیں؟

(د) خواتین کی کتنی تعداد سزا یافتہ ہے اور کتنی under trial prisoners ہیں؟

(ہ) ڈسٹرکٹ جیل سیالکوٹ میں خواتین اور بچوں کی کتنی بیرکس ہیں اور ان میں کتنے قیدی رکھنے کی گنجائش ہے؟

(و) سیالکوٹ جیل میں under trial juveniles کی مذہبی اور فنی تعلیم کے لئے کیا کیا اقدامات اٹھائے گئے ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) جیل ہذا میں 32 قیدی خواتین اور 05 قیدی بچے مقید ہیں۔

(ب) Crime-wise لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) جیل ہذا میں 05 بچے سزا یافتہ اور 40 بچے under trial مقید ہیں۔

(د) جیل ہذا میں 32 خواتین سزا یافتہ، 01 خاتون قیدی سزائے موت اور 17 خواتین under trial مقید ہیں۔

(ہ) جیل ہذا میں خواتین کے لئے 02 بیرکیں ہیں جن میں 60 خواتین رکھنے کی گنجائش ہے جبکہ بچوں کے لئے 01 بیرک ہے جس میں 30 بچوں کی گنجائش ہے۔

(و) under trial juveniles کو جمعیت تعلیم القرآن ٹرسٹ کے تعاون سے مذہبی تعلیم دی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر: ضمنی سوال بولیں۔

محترمہ دیبا مرزا: جناب سپیکر! میں سوال کے جواب سے مطمئن ہوں۔ اب میں اگلے سوال پر آتی ہوں۔

جناب سپیکر: یہ سوال بھی آپ کا ہے؟

محترمہ دیبا مرزا: جناب سپیکر! جی۔

جناب سپیکر: جی، سوال نمبر بولیں۔

محترمہ دیبا مرزا: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 7297 ہے اور اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ڈسٹرکٹ جیل سیالکوٹ کا رقبہ و دیگر تفصیلات

*7297: محترمہ دیبا مرزا: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈسٹرکٹ جیل سیالکوٹ کتنے رقبے پر محیط ہے، اس میں اسیران کی گنجائش کتنی ہے اور اسیران کی موجودہ تعداد کتنی ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ سیالکوٹ میں مرد، بچوں اور خواتین کو ایک ہی جگہ قید رکھا جاتا ہے؟

(ج) ڈسٹرکٹ جیل سیالکوٹ میں تعینات عملے کی تفصیل کیا ہے؟

(د) کیا ڈسٹرکٹ جیل میں خاتون میڈیکل آفیسر تعینات کی گئی ہے؟

(ہ) کیا یہ درست ہے کہ ضلع نارووال کے اسیران کو بھی سیالکوٹ جیل میں رکھا جاتا ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) جیل ہذا کا کل رقبہ تقریباً 19 ایکڑ ہے جس میں سے 10 ایکڑ پر جیل قائم ہے اور باقی ماندہ رقبہ باغیچہ جیل، رہائش گاہوں اور جیل کالونی / پریڈ گراؤنڈ پر مشتمل ہے۔اسیران کی گنجائش 722 ہے جبکہ اس وقت 2338 اسیران مقید ہیں۔

(ب) جی، نہیں۔مرد، بچوں اور خواتین کو علیحٰدہ علیحٰدہ مخصوص بیرکوں میں رکھا جاتا ہے۔

(ج) عملے کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) جی، نہیں۔جیل ہذا میں خاتون میڈیکل آفیسر کی اسامی خالی ہے۔

(ہ) جی، ہاں۔ ضلع نارووال کے اسیران کو بھی سیالکوٹ جیل میں رکھا جاتا ہے کیونکہ ڈسٹرکٹ جیل نارووال زیر تعمیر ہے۔

جناب سپیکر: ضمنی سوال بولیں۔

محترمہ دیبا مرزا: میرا ضمنی سوال یہ ہے اس سوال کے جز (د) میں پوچھا گیا ہے کہ کیا ڈسٹرکٹ جیل میں خاتون میڈیکل آفیسر تعینات کی گئی ہے ؟اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ جی نہیں، جیل ہذا میں خاتون میڈیکل آفیسر کی اسامی خالی ہے تو میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا وزیر موصوف یہ بتائیں گے کہ لیڈی ڈاکٹر کا تقرر near future میں کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں یا نہیں ؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! محکمہ لیڈی ڈاکٹر تعینات کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اور عنقریب اس کی posting بھی ہو جائے گی۔ ہم نے ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ سے رابطہ کر لیا ہے، اس کے لئے اخبار میں اشتہار بھی آئے گا اور بہت جلد یہاں پر لیڈی ڈاکٹر تعینات ہو جائے گی۔

محترمہ دیبا مرزا: جناب سپیکر! میں ایک ضمنی سوال یہ کرنا چاہتی ہوں کہ تقریباً چھ سال پہلے بھی یہ اسامی خالی تھی۔ اس پر میں نے پہلے بھی بات کی تھی جب جیل پر question دیا تھا تو اس میں یہ بھی شامل تھا۔ اس وقت بھی یہی جواب آیا تھا لیکن ابھی اس سوال کو دیئے ہوئے دو سال ہو گئے ہیں اور اب بھی اس سوال کا وہی جواب آیا ہے تو کیا منسٹر صاحب کوئی ٹائم بتا دیں گے کہ یہ تعیناتی کب تک ہو جائے گی ؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! سیالکوٹ جیل میں ایک مرد ڈاکٹر موجود ہے لیکن جب لیڈی ڈاکٹر کی ضرورت پڑتی ہے تو ہم ڈی ایچ کیو سے call کر لیتے ہیں۔ یہ لیڈی ڈاکٹر بہت جلد تعینات ہو جائے گی، میں اس ایوان میں کہہ رہا ہوں کہ بہت جلد اخبار میں اشتہار آ جائے گا اور لیڈی ڈاکٹر کی posting بھی ہو جائے گی۔

محترمہ دیبا مرزا: جناب سپیکر! اس میں میرا اگلا سوال ہے اور میرا اگلا سوال سن لیجئے۔۔۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

ڈاکٹر غزالہ رضا رانا: جناب سپیکر! یہ محترمہ دیبا مرزا کا سوال ہے یہ کیوں ضمنی سوال کر رہی ہیں؟

محترمہ دیبا مرزا: جناب سپیکر! میں ابھی سوال کر رہی ہوں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر یہ خواتین کا مسئلہ ہے۔ جیل میں نہ کوئی LHV ہوتی ہے نہ مڈوائف ہوتی ہے کیا حکومت اس قسم کا کوئی ارادہ رکھتی ہے کہ کسی LHV یا مڈوائف کو وہاں پر تعینات کیا جائے؟

محترمہ دیبا مرزا: جناب سپیکر! میں نے تو ابھی اپنا سوال ختم بھی نہیں کیا تو درمیان میں ہی interruption start ہو گئی ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: چنڑ صاحب سے کہیں کہ اس کا جواب دیں۔

محترمہ دیبا مرزا: جناب سپیکر! چلیں چنڑ صاحب جواب دے دیں۔ کوئی جواب نہیں دینا چاہتے؟

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! یہ خواتین کا مسئلہ ہے اکثر خواتین ایسی ہوتی ہیں۔۔۔

محترمہ محمودہ چیمہ: جناب سپیکر! سوال ان کا ہے وہ بولے چلی جا رہی ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! مجھے اُن کا سوال سُننے دیں، ان کا ضمنی سوال ہے۔ اِن کا mike بند کریں۔

محترمہ دیبا مرزا: جناب سپیکر! میرا سوال ابھی پورا بھی نہیں ہوا تھا۔۔۔

جناب سپیکر: جی، اب آپ بات کریں ناں۔

محترمہ دیبا مرزا: جناب سپیکر! سوال کے جز (ہ) میں یہ پوچھا گیا تھا کہ "کیا یہ درست ہے کہ ضلع نارووال کے اسیران کو بھی سیالکوٹ جیل میں رکھا جاتا ہے؟" جواب یہ دیا گیا ہے کہ "ضلع نارووال کے اسیران کو بھی سیالکوٹ جیل میں رکھا جاتا ہے کیونکہ ڈسٹرکٹ جیل نارووال زیر تعمیر ہے۔" میرا یہ ضمنی سوال ہے کہ کیا وزیر موصوف یہ وضاحت کریں گے کہ نارووال جیل چونکہ عرصہ چھ سال پہلے سے تعمیر ہو رہی

ہے تو کیا اس کا کوئی time frame ہے کہ یہ کب تک مکمل ہو جائے گی اور کب تک ضلع نارووال کے قیدیوں کو وہاں پر شفٹ کیا جا سکے گا؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! نارووال جیل کا کل تخمینہ 1048 ملین روپے ہے اس میں مئی 2012 تک 184 ملین روپے خرچ ہو چکے ہیں۔

رائے محمد شاہجہان خان: جناب سپیکر! ملین ہے، بلین نہیں ہے۔

جناب سپیکر: کس نے بلین کہا ہے؟ انہوں نے تو ملین کہا ہے۔ آپ ایسے بیٹھ کر بات نہ کیا کریں، آپ کی مہربانی ہے۔

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! 18 فیصد کام مکمل ہو چکا ہے انشاء اللہ تعالیٰ 2013 میں یہ جیل مکمل ہو جائے گی۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! سب کچھ ان کے چلے جانے کے بعد مکمل ہو گا؟

جناب سپیکر: جی، محترمہ! آپ نے سُن لیا ہے؟

محترمہ دیبا مرزا: جناب سپیکر! میں اس سوال کے جواب سے satisfied نہیں ہوں کیونکہ چھ سال پہلے بھی یہ جیل زیر تعمیر تھی۔ یہ اس کی وضاحت کر دیں کہ اتنا delay کیوں ہو رہا ہے، اس کی وجہ کیا ہے؟ اگر چھ سالوں میں صرف 18 فیصد کام ہوا ہے تو اس کی وضاحت کریں کہ فنڈز کی کمی ہے یا کیا مسئلہ ہے؟

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! وہاں ڈاکٹر غزالہ رضا رانا کو بھیج دیں۔ ڈاکٹر سامیہ امجد نے کہا ہے کہ وہ as a volunteer وہاں جانے کے لئے تیار ہیں۔ کیا وہ ایسے جا سکتی ہیں؟ اگر جا سکتی ہیں تو ان کو بھیج دیں یا غزالہ رانا کو بھیج دیں۔

جناب سپیکر: جی، ان کا سوال ہے، آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ دیبا مرزا: محترمہ! میرا سوال ہے آپ اس کو بلڈوزنہ کریں۔

جناب سپیکر: مجھے ان کی بات کا جواب لینے دیں۔ آپ پھر بولیں، ایسے نہیں بولنے دوں گا۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میں خواتین کے لئے بات کر رہی ہوں۔۔۔

محترمہ دیبا مرزا: محترمہ! آپ پلیز اپنی باری پر بات کیجئے گا، مجھے بات کرنے دیں یہ میرا سوال ہے۔

جناب سپیکر: مجھے سمجھ آنے دیں۔ آپ میرے ساتھ بات کریں، اُدھر بات نہ کریں۔

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! یہ جیل دو سال پہلے 2010 میں شروع ہوئی تھی اور انشاء اللہ تعالیٰ 2013 تک یہ مکمل ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: جی، سید حسن مرتضیٰ صاحب!

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! On his behalf. (معزز ممبر نے سید حسن مرتضیٰ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، سوال نمبر بولئے گا۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! سوال نمبر 7391 ہے اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

کوٹ لکھپت جیل کی تفصیلات

*7391: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

کوٹ لکھپت جیل میں یکم جنوری 2008 سے آج تک کتنے ایسے ملزمان قید ہیں جن کا جرم قابل ضمانت ہے لیکن ان کے لئے ضمانت کا انتظام کرنے والا کوئی نہیں ہے، ان کے لئے حکومت کوئی متبادل اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

اس ضمن میں تحریر ہے کہ سنٹرل جیل کوٹ لکھپت لاہور میں اس وقت تقریباً 09 ملزمان جیل ہذا میں بند ہیں جن کے جرم قابل ضمانت ہیں لیکن ان کے لئے ضمانت کا انتظام کرنے والا کوئی نہیں ہے جن کی رپورٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! سوال یہ تھا کہ "کوٹ لکھپت جیل میں یکم جنوری 2008 سے آج تک کتنے ایسے ملزمان قید ہیں جن کا جرم قابل ضمانت ہے لیکن ان کے لئے ضمانت کا انتظام کرنے والا کوئی نہیں ہے، کیا ان کے لئے حکومت کوئی متبادل اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟" اس کا جواب سُن لیں۔ اس ضمن میں تحریر ہے کہ "سنٹرل جیل کوٹ لکھپت لاہور میں اس وقت

تقریباً 9 ملزمان جیل ہذا میں بند ہیں جن کے جرم قابل ضمانت ہیں لیکن ان کے لئے ضمانت کا انتظام کرنے والا کوئی نہیں ہے جن کی رپورٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔" ایوان کی میز پر جو رپورٹ رکھ دی گئی ہے اس میں قیدیوں کی تفصیل ہے اور ان کے خلاف جرم ہے جبکہ سوال یہ تھا کہ کیا حکومت ان کی مدد کرنے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے؟ اس کے علاوہ یہ 2008 کی بات ہے اور اب 2012 ہے۔

جناب سپیکر: انہوں نے تو جو کرنا تھا کر دیا۔ اب آپ مہربانی کریں اور ان کی ضمانت کرا لیں۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! پہلی بات میں نے یہ کی ہے کہ کیا حکومت ان کی مدد کا کوئی ارادہ رکھتی ہے اور دوسری بات یہ جواب 2008 کا ہے اور اب 2012 ہے اس کا latest status کیا ہے، کیا وہ 9 قیدی ابھی بھی جیل کے اندر ہیں یا ان کی ضمانت ہو گئی ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! یہ بتائیں کہ ابھی جن 9 قیدیوں کا انہوں نے ذکر کیا ہے اس کی latest position کیا ہے، آیا وہ release ہو چکے ہیں یا نہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! سنٹرل جیل کوٹ لکھپت لاہور میں اس وقت تقریباً 12 ملزمان بند ہیں۔ جن کے جرم قابل ضمانت ہیں۔

جناب سپیکر: یہ اُن 9 ملزمان سمیت 12 ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! میں موجودہ 01.07.2012 کی بات کر رہا ہوں۔ اس وقت کل ملزمان 12 ہیں۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! 2008 میں جو 9 ملزمان ہیں میں نے ان کا status پوچھا ہے۔

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! جیل میں آنا جانا رہتا ہے اور ہر جیل میں ڈسٹرکٹ سیشن جج اور ایڈیشنل سیشن جج مہینے میں دو دفعہ visit کرتے ہیں اور جو معمولی جرم کے بندے ہوں ان کو بری کر دیتے ہیں۔ یہ بندے تو already جیل میں ہیں، آتے بھی ہیں، جاتے بھی ہیں۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: ان سے کہیں ان 9 ملزمان کا بتائیں۔

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! میں جواب دے رہا ہوں، انشاء اللہ تعالیٰ یہ مطمئن ہو جائیں گے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: ایک منٹ ان کی بات ذرا سُن لیں۔ پھر میں آپ کو موقع دیتا ہوں۔

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! سنٹرل جیل کوٹ لکھپت لاہور میں اس وقت تقریباً 12 ملزمان بند ہیں جن کے جرم قابل ضمانت ہیں۔

جناب سپیکر: میری بات سُننے کی ذرا تھوڑی سی زحمت کر لیں۔ میں بھی اور وہ بھی یہ پوچھ رہے ہیں کہ آپ نے پہلے جن 9 ملزمان کا ذکر کیا ہے وہ exclude کر کے 12 ملزمان ہیں یا ان کے سمیت 12 ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): وہ 9 چلے گئے ہیں، یہ 12 نئے آ گئے ہیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میں ایک ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، اب ان کی بات سُنیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! وزیر موصوف یہ کہہ رہے ہیں کہ مہینے میں دو دفعہ ایڈیشنل سیشن جج یا سیشن جج صاحب جیل کا دورہ کرتے ہیں اور قابل ضمانت جرائم میں یا چھوٹے جرائم میں ملوث قیدیوں کو اپنی ضمانت پر رہا کرتے ہیں۔ ان کی اس statement کے بعد یہ کیفیت دیکھیں کہ ایک قیدی 13.10.2010 سے قید ہے یہ 17 مہینے بنتے ہیں۔ ہمارے منسٹر صاحب کے کہنے کے مطابق 17 مہینوں میں 34 وزٹ سیشن جج صاحب کے ہوئے ہوں گے اب یہ کل 9 قیدی ہیں ان میں سے ایک قیدی 17 ماہ سے قید ہے، دوسرا 16 ماہ سے، تیسرا بھی 16 ماہ سے، چوتھا 18 ماہ سے اور پانچواں 19 ماہ سے قید ہے۔ ان کی گرفتاری کی dates دیکھیں کہ 13-10-10,13-11-10, 11-10-10, یہ سارے ملزمان 2010 کے ہیں۔ اب یہ دیکھیں کہ ان پر جرائم کیا ہیں؟ مجرم نمبر چار پر 1500 روپے چوری کا جرم ہے۔ یہ ان کی دی ہوئی dates ہیں۔ سن لیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: شیم، شیم۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: مجرم نمبر 4 جو ہے وہ 19 ماہ سے جیل میں ہے، اس پر الزام ہے جو کہ ثابت نہیں ہوا، الزام یہ ہے کہ اس نے 15 سو روپے مالیت کی چوری کی ہے۔ اب دوسرا سن لیں۔ وزیر موصوف سے کہیں اب سُن لیں۔ جو مجرم نمبر 9 ہے اس پر یہ الزام ہے کہ اس کے پاس ایک ناجائز پسٹل تھا، جو مجرم نمبر 8 ہے اس پر 5 ہزار روپے چوری کا الزام ہے اور یہ ملزم نمبر 2 پر بھی 5 ہزار روپے چوری کا الزام ہے۔ یہ ہے ہماری گورننس۔

جناب سپیکر: آپ اس بات سے باز نہیں آئیں گے ، بیٹھے بیٹھے comments نہ دیا کریں۔ پلیز! آپ کی مہربانی ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: پونے دو سال سے یہ ملزمان قید میں ہیں، یہ قتل کے ملزم کی ایک سال میں ضمانت کرا لیتے ہیں اور پونے دو سال سے یہ 9 بندے جیلوں میں ہیں۔ ایک بہاولنگر کا رہنے والا ہے، ایک فیصل آباد کا رہنے والا ہے، ایک میانوالی کا رہنے والا ہے اور ایک ننکانہ صاحب کا رہنے والا ہے۔

جناب محمد معین وٹو: جناب سپیکر! میرا بھی ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: ٹھہریں، مجھے ان کی بات سُننے دیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: یہ لاہور کی جیلوں میں ہیں لیکن ان علاقوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ اب ان کی گڈ گورننس کا حال یہ ہے کہ Cr.P.C کے مطابق ان کی ضمانت ایس ایچ او بھی لے سکتا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! Cr.P.C کے مطابق ان کی ضمانت ایس ایچ او بھی لے سکتا ہے، ایڈیشنل سیشن جج بھی لے سکتا ہے اور ایک دن جیل اور حوالات میں بند کئے بغیر بھی ان کو گھر بھیجا جا سکتا ہے۔ یہ ہماری گورننس ہے کہ 302 کے مجرم کی ضمانت یہ چھ ماہ، ایک سال یا ڈیڑھ سال میں کر رہے ہیں اور جس بے چارے پر 15 سو روپے چوری کا الزام ہے وہ 19 ماہ سے جیل کے اندر ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران حزب اختلاف کی جانب سے شیم، شیم کی آوازیں)

جناب سپیکر: آپ کو بڑی ہمدردی ہے ماشاء اللہ، آپ جا کر ان کے مچلکے بھر دیں۔

جناب محمد معین وٹو: جناب سپیکر! مجھے ضمنی سوال کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: آپ کیا کر رہے ہیں؟ What are you doing now?

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: میں خادم اعلیٰ کو یہ کہوں گا کہ اگر عوام کی یہی خدمت جاری رہی اور اس رپورٹ کے اندر ایک بات اور بھی لکھی ہوئی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ تقریر کر رہے ہیں یا ضمنی سوال کر رہے ہیں؟ مجھے اب وزیر موصوف سے جواب لینے دیں۔ وزیر موصوف سے بھی میں گزارش کروں گا کہ وہ تسلی اور تحمل سے بات سن لیا کریں اور اس کا جواب بھی تحمل سے دیا کریں۔ آرڈر پلیز۔

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب والا! پہلی بات تو یہ ہے کہ میرے فاضل دوست خود بھی ایک وکیل ہیں، جو بندہ عدالت کے حکم پر جیل میں آتا ہے جیل حکام کا کام اس کی نگرانی، اس کی تعلیم، اس کی خوراک اور صحت وغیرہ کا خیال رکھنا ہے۔ ان تین سو پچاس قیدیوں کو وزیر اعلیٰ صاحب نے جرمانہ ادا کر کے release کرایا ہے، 9 پہلے ہی رہا ہو چکے ہیں۔ اس وقت status یہ ہے کہ 2009 سے 12-07-01 تک 3 ہزار 353 اسیران کو رہا کیا جا چکا ہے۔ اس میں مختلف NGOs جس میں محترمہ عاصمہ جہانگیر کی NGO AGHS بھی شامل ہے وہ بھی ان کو legal aid دیتی ہے اور اس کے علاوہ ہم ہائیکورٹ بار، ڈسٹرکٹ بار کو بھی خط لکھتے ہیں کہ ان کے لئے legal aid کا بندوبست کیا جائے۔ جیل حکام کا یہ کام نہیں ہے کہ کسی بندے کو از خود رہا کرے۔ جب تک جج اس کو رہا نہیں کرے گا، جج کی طرف سے اس کی رہائی کا پروانہ نہیں آئے گا ہم اس کو رہا نہیں کر سکتے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب والا! میرے سوال کا جواب تو نہیں آیا۔ Cr.P.C یہ کہتی ہے جن قیدیوں کی قید کی مدت پوری ہو چکی ہے یا معمولی سی رہتی ہے ان کی تو ایس ایچ او بھی خود ضمانت لے سکتا ہے اور ان کے لئے Cr.P.C یہ کہتی ہے کہ ایڈیشنل سیشن جج جو ماہانہ ہمارے معزز وزیر کے کہنے کے مطابق ایک مہینے میں دو دفعہ جیل کا visit کرتے ہیں اور ان کے کہنے کے مطابق 35 دفعہ ایڈیشنل سیشن جج صاحب جیل میں گئے ہوں گے وہ ان 9 قیدیوں کو رہا کیوں نہیں کرا سکے؟ اس سلسلے میں مزید ایک بات بھی کروں گا اور معزز وزیر سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ پنجاب کی تمام جیلوں کے اندر گنجائش سے چار گنا زیادہ قیدی موجود ہیں، اگر چار ہزار قیدیوں کی گنجائش موجود ہے تو 1600 قیدی جیلوں میں رہ رہے ہیں۔ حالت یہ ہے کہ ایک جیل کے اندر 1500 روپے چوری کے الزام والا بندہ انیس ماہ سے جیل کے اندر رہے۔ خادم اعلیٰ کو اس امن وامان پر مبارکباد ہو اور ہمارے وزیر قانون کو بھی مبارک ہو۔۔۔

جناب سپیکر: آپ ذرا relevant رہا کریں، آپ کی یہ بات مجھے پسند نہیں آتی جو آپ بلا وجہ کرتے ہیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب والا! آپ میری بات تو مکمل ہونے دیں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب والا! میرے سوال کا جواب نہیں آیا۔

جناب سپیکر: انہوں نے آپ کو اس کی تفصیل بھی بتادی ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ مہربانی!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں کہ 9 ملزمان رہا ہو چکے ہیں بقایا 12 بھی انشاء اللہ جلد رہا ہو جائیں گے۔ وزیراعلیٰ صاحب نے کم از کم تین ہزار قیدی رہا کرائے ہیں۔

جناب سپیکر: اس سوال پر بہت ضمنی سوالات ہو گئے ہیں۔ اب اگلا سوال رانا محمد افضل خان کا ہے۔

رانا محمد افضل خان: سوال نمبر 7649 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ڈسٹرکٹ جیل فیصل آباد میں رہائش گاہوں کی تعمیر کی تفصیلات

*7649: رانا محمد افضل خان: کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈسٹرکٹ جیل فیصل آباد سے ملحقہ رقبہ پر جیل افسران کے لئے کوٹھیاں تعمیر کی گئی ہیں؟

(ب) یہ کتنی کوٹھیاں ہیں کن کے لئے ہیں اور ہر کوٹھی کا مربع فٹ رقبہ کتنا ہے؟

(ج) کیا ان کوٹھیوں کے نقشہ جات ڈسٹرکٹ گورنمنٹ سے منظور کروائے گئے اگر نہیں تو اس کی وجہ بیان کی جائے؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ ڈسٹرکٹ جیل فیصل آباد سے ملحقہ رقبہ پر ہوم ڈیپارٹمنٹ کی منظوری کے بعد اور فنڈز مہیا کرنے کے بعد جیل افسران و ملازمین کے لئے رہائش گاہیں تعمیر کی گئی ہیں۔

(ب) تین عدد رہائش گاہیں تعمیر کی گئی ہیں جو کہ میڈیکل آفیسران کے لئے ہیں ہر رہائش گاہ کا تعمیر شدہ رقبہ 1650 مربع فٹ ہے۔

(ج) یہ رہائش گاہیں Chief Architecture گورنمنٹ آف پنجاب کے منظور شدہ نقشہ کے مطابق بنائی گئی ہیں۔ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کی منظوری کی ضرورت نہ ہے۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

رانا محمد افضل خان: جناب والا! میرا ضمنی سوال محکمہ کی تعمیرات کے بارے میں ہے، جز (ج) میں انہوں نے کہا ہے کہ یہ رہائش گاہیں Chief Architecture گورنمنٹ آف پنجاب کے منظور شدہ نقشے کے مطابق بنائی گئی ہیں اور ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کی منظوری کی ضرورت نہ ہے۔ مجھے اس سلسلے میں وہ اتھارٹی بتائی جائے جس کے تحت ایک سرکاری محکمہ یا محکمہ جیل خانہ جات ڈسٹرکٹ بلڈنگ کنٹرول اتھارٹی سے نقشہ پاس کرائے بغیر تعمیر کر سکتے ہیں؟

جناب سپیکر: جز (ج) کا جو آپ نے جواب دیا ہے، آپ نے اس میں یہ کہا ہے کہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کی منظوری کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ اس کی اتھارٹی مجھے بتائیں۔

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب والا! میں عرض کرتا ہوں کہ ہمارا محکمہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے تابع نہیں ہے بلکہ ہمارا محکمہ حکومت پنجاب کے تابع ہے اور حکومت پنجاب کے جو Chief Architecture ہیں انہوں نے اس کی منظوری دے دی ہے۔

رانا محمد افضل خان: جناب والا! مجھے وزیر موصوف سے اسی جواب کی توقع تھی۔ اگر سرکاری محکمے خود دوسرے سرکاری محکموں کا احترام نہیں کریں گے، ان کے قوانین کو follow نہیں کریں گے تو پھر کام کیسے چلے گا۔ تمام buildings آرکیٹیکٹ ہی ڈیزائن کیا کرتے ہیں، ڈسٹرکٹ بلڈنگ کنٹرول اتھارٹی نے اس بلڈنگ کی تعمیر کے لئے civil services provide کرنی ہیں، وہاں زلزلہ آ جائے تو سول ڈیفنس والوں نے اس کے لئے services provide کرنی ہیں وہاں اگر سیوریج کا connection دینا ہے، بجلی کا connection دینا ہے یہ سب ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کا کام ہے اور اگر یہ سمجھتے ہیں کہ ہم ان کے تابع نہیں ہیں تو پھر کون ان کے تابع ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! میں عرض کر چکا ہوں کہ ہمارا محکمہ prison جو ہے یہ حکومت پنجاب کے تابع ہے اور اس کے لئے Chief Architecture پہلے visit کرتا ہے موقع دیکھتا ہے اور اس مقصد کے لئے 1650 مربع فٹ پر مشتمل تین کوٹھیاں ڈاکٹروں کے لئے بنی ہیں۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! اس پر مجھے آپ کی Ruling چاہئے کہ یہ بلڈنگ کنٹرول اتھارٹی کے تابع ہیں یا نہیں؟ اس مسئلے پر ایک کمیٹی بنا دی جائے اور اس کو یہ معاملہ refer کر دیا جائے، یہ لاقانونیت ختم ہونی چاہئے۔ محکموں کو ایک دوسرے کے کام کا احترام کرنا چاہئے۔ میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے

کہ انہوں نے فرمایا کہ تین رہائش گاہیں ڈاکٹروں کے لئے بنائی گئی ہیں، میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا ڈسٹرکٹ جیل فیصل آباد میں تین ڈاکٹر موجود ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! میں پھر عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارا محکمہ صوبائی محکمہ ہے اور یہ رہائش گاہیں محکمہ مواصلات حکومت پنجاب نے تعمیر کی ہیں اور اس کی منظوری محکمہ P&D نے دی ہوئی ہے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! اس مسئلے پر آپ ایک کمیٹی بنادیں کیونکہ میرا ان سے اختلاف ہے۔ یہ بلڈنگ کنٹرول اتھارٹی کی ذمہ داریوں سے واقف نہیں ہیں بلکہ ان کا پورا محکمہ اس سے واقف نہیں ہے جسے میں لاقانونیت سمجھتا ہوں. Ignorance of law is no excuse

جناب سپیکر: بہر حال اس میں کمیٹی تو بنانے کی ضرورت نہیں ہے، آپ ان کے ساتھ علیحدہ بیٹھ کر بات کر سکتے ہیں۔ آپ اس سلسلے میں ایک دوسرے کے ساتھ coordinate کر لیں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب والا! میرا ابھی ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: اسی سوال پر؟

سیدہ ماجدہ زیدی: جی۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! اس جواب میں لکھا ہے کہ "تین رہائش گاہیں میڈیکل آفیسرز کے لئے تیار کی گئی ہیں،" میں یہ پوچھنا چاہوں گی کہ اس جیل میں تین میڈیکل آفیسرز موجود ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب والا! ان تین گھروں میں سے ایک گھر لیڈی ڈاکٹر کے لئے بنا ہے اور دو گھر male doctors کے لئے بنے ہیں اور تینوں پوسٹیں اس وقت fill ہیں، تینوں ڈاکٹر اس جیل میں کام کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: وہ فرما رہے ہیں کہ تینوں ڈاکٹر کام کر رہے ہیں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب والا! وزیر موصوف تینوں ڈاکٹروں کے نام بتادیں۔

جناب سپیکر: اب آپ اس بات کو چھوڑیں اگر نام پوچھنے ہیں تو اس کے لئے fresh question دے دیں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب والا! female doctor کا ہی نام بتادیں۔

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب والا! میں نے عرض کیا ہے کہ دو male doctors اور ایک لیڈی ڈاکٹر وہاں پر موجود ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب والا! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ یہ لیڈی ڈاکٹر Prisons Department کی appoint کی ہوئی ڈاکٹر ہیں، Prisons Department سے تنخواہ لے رہی ہیں یا سوشل ویلفیئر، محکمہ ہیلتھ سے آئی ہیں؟

جناب سپیکر: ان کو محکمہ صحت بھیجتا ہے لیکن ڈیمانڈ یہ کرتے ہیں۔

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب والا! سیکرٹری ہوم محکمہ ہیلتھ کو لکھتا ہے اور ان کی posting سیکرٹری ہیلتھ کرتے ہیں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب والا! میں پورے پنجاب کے ڈاکٹروں کی بات نہیں کر رہی صرف فیصل آباد میں جو ڈاکٹر تعینات ہیں ان کا نام پوچھ رہی ہوں اور ان کا status پوچھ رہی ہوں۔ یہ مجھے female doctor کا ہی status بتادیں۔

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب والا! میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ وہاں پر دو male doctors اور ایک لیڈی ڈاکٹر تعینات ہے۔ نام پوچھ کر بتادوں گا۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب والا! لیڈی ڈاکٹر کا نام بتادیں۔

جناب سپیکر: ان کو نام کا نہیں پتا، نام کیوں اتنا ضروری ہے؟ تشریف رکھیں۔ اس پر مزید سوال نہیں ہو گا۔ سید حسن مرتضیٰ صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر !On his behalf. (معزز ممبر نے سید حسن مرتضیٰ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، سوال نمبر بولئے گا۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! سوال نمبر 7876 ہے اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ڈسٹرکٹ جیل جھنگ کا بجٹ و دیگر تفصیلات

*7876: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

ڈسٹرکٹ جیل جھنگ میں2009-10 میں کتنا بجٹ فراہم کیا گیا، اس میں سے کتنا قیدیوں کی خوراک و دیکھ بھال پر خرچ ہوا اور کتنا ملازمین کی تنخواہوں پر خرچ ہوا؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

کل بجٹ	قیدیوں کی	قیدیوں کی	ملازمین کی
2009-10	خوراک پر خرچہ	دیکھ بھال پر خرچہ	تنخواہوں و دیگر الاؤنس پر خرچہ
91,529,943روپے	35,805,470روپے	9,911,473روپے	45,813,000روپے

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب والا! جواب میں لکھا ہے کہ قیدیوں کی دیکھ بھال پر خرچہ99,11,473روپے ہے۔ خوراک کی بات تو سمجھ میں آ گئی کہ اس پر یہ خرچہ ہو رہا ہے دیکھ بھال کی مد میں کون سی چیزیں آتی ہیں، قیدیوں کی تعداد وہاں پر کیا ہے اور دیکھ بھال کے لئے بجٹ کس طرح سےprepare کیا جاتا ہے، اس کاHead کیا ہے اور اس میں کون کون سی چیزیں آتی ہیں؟

جناب سپیکر: جلدی سے بتا دیںtime over ہونے والا ہے۔

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! قیدیوں کی خوراک، میڈیسن اور باقی تمام انتظامات محکمہ جیل کرتا ہے۔

جناب سپیکر: آپ نے کوئیcriteria تو بنایا ہوگا کہ اتنا خرچ کر سکتا ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): میرے خیال میں دیکھ بھال میں ایجوکیشن ہے، ان کی صحت کا انتظام ہے، ڈاکٹر انہیں چیک کرتے ہیں لیبارٹری سے ان کا ٹیسٹ کروایا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

ڈسٹرکٹ جیل وہاڑی کواپ گریڈ کرنے کی تفصیلات

*7931: سردار خالد سلیم بھٹی: کیاوزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈسٹرکٹ جیل وہاڑی میں 650 قیدی / حوالاتی رکھنے کی گنجائش ہے مگر اس وقت 900 کے قریب قیدی / حوالاتی بند ہیں اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ب) کیا حکومت اس جیل کو اپ گریڈ کر کے اسے سنٹرل جیل کا درجہ دینے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس جیل میں قیدیوں / حوالاتیوں سے کوئی کام نہیں لیا جاتا ہے کیونکہ اس میں کوئی ٹیکنیکل ادارہ / فیکٹری نہ ہے؟

(د) کیا حکومت ٹیوٹا کے تعاون سے اس جیل میں ہنر سکھانے کا ادارہ قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) یہ درست ہے کہ ڈسٹرکٹ جیل، وہاڑی میں 650 اسیران رکھنے کی گنجائش ہے اور اس وقت تقریباً 850 کے قریب اسیران بند ہیں۔اس کی وجہ ضلع ہذا کے بڑھتے ہوئے جرائم ہیں۔دفتر ہذا کی طرف سے 16 سزائے موت کے سیل اور 2 عدد اضافی بارکس کا تخمینہ 80.100 ملین جناب ڈویژنل آفیسر پراونشل بلڈنگ سب ڈویژن وہاڑی سے منظوری کے بعد گورنمنٹ آف پنجاب کو بھجوا دیا گیا ہے جس کی تعمیر مکمل ہونے پر overcrowding کا مسئلہ حل ہو جائے گا۔

(ب) اس ضمن میں گزارش ہے کہ ضلع ملتان میں پہلے ہی سنٹرل جیل موجود ہے مزید برآں فی الوقت ڈسٹرکٹ جیل وہاڑی کو اپ گریڈ کرنے کے لئے کوئی منصوبہ زیر غور نہ ہے۔

(ج) ڈسٹرکٹ جیل، وہاڑی میں صرف 05 سال تک کی قید کے قیدیان کو رکھا جاتا ہے۔5 سال سے زیادہ قید کے قیدیان کو سنٹرل جیل، ملتان منتقل کیا جاتا ہے۔چھوٹی قید کے اسیران سے بمطابق قانون جیل ہذا پر کچن اسیران وغیرہ پر مشقت لی جاتی ہے۔

(د) ڈسٹرکٹ جیل، وہاڑی کو ماڈل بنانے کے لئے تخمینہ مبلغ 100.00 ملین سب ڈویژنل آفیسر پراونشل بلڈنگ سب ڈویژن وہاڑی سے منظوری کے بعد پنجاب گورنمنٹ کو بھجوادیا گیا ہے۔ فنڈ منظور ہونے پر ٹیوٹا کے تعاون سے ڈسٹرکٹ جیل، وہاڑی میں ہنر سکھانے کا ادارہ قائم کیا جا سکتا ہے۔

ڈسٹرکٹ جیل وہاڑی کے قیدیوں کو مضر صحت پانی فراہم کرنے کی تفصیلات

*7932: سردار خالد سلیم بھٹی: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈسٹرکٹ جیل وہاڑی میں قیدیوں کو پینے کے لئے جو پانی سپلائی کیا جارہا ہے وہ ناقص اور مضر صحت ہے جس کی وجہ سے کافی قیدی پیٹ اور دیگر موذی امراض میں مبتلا ہیں؟

(ب) کیا حکومت اس جیل میں یہ سہولت جلد از جلد مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ ڈسٹرکٹ جیل، وہاڑی کا زیر زمین پانی پینے کے قابل نہ ہے تاہم ڈسٹرکٹ جیل کی انتظامیہ نے ڈسٹرکٹ انتظامیہ کے تعاون سے روزانہ کی بنیاد پر ٹی ایم اے کی گاڑی کے ذریعے اسیران اور جیل کالونی کے لئے صاف پانی کا انتظام کیا ہوا ہے تاکہ اسیران اور ملازمین کو بیماریوں سے بچایا جاسکے۔

(ب) مزید برآں وہاڑی تحصیل کو 1967 سے پاکپتن کینال سے بذریعہ پائپ لائن پانی مہیا کیا جاتا ہے اس کی بنیاد پر جیل انتظامیہ کی طرف سے 15 ملین روپے مالیت کا کیس بھجوایا گیا ہے جس کی منظوری کے بعد جیل ہذا کے ملازمین اور اسیران کو صاف پینے کا پانی میسر ہو سکے گا۔

شاہ پور جیل سرگودھا میں قید خواتین و بچوں کی تفصیلات

*8016: محترمہ زوبیہ رباب ملک: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) شاہ پور جیل سرگودھا میں اس وقت کتنی عورتیں اور بچے قید ہیں؟

(ب) کتنی عورتیں بچوں کو feed کرواتی ہیں؟

(ج) کتنی عورتیں اور بچے دیت نہ دینے کی وجہ سے سزا کاٹ رہے ہیں؟

(د) ان کے ذمہ دیت کی کل رقم کتنی ہے کیا حکومت ان کی دیت کی رقم کی ادائیگی خود یا مخیر حضرات کے تعاون سے کروانے اور ان کو رہا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) ڈسٹرکٹ جیل شاہ پور کے خواتین وارڈ میں اس وقت کل 08 خواتین قید ہیں جن میں 06 خواتین حوالاتی، 01 خاتون قیدی سزائے موت اور 01 خاتون پندرہ سالہ قیدی ہے۔مزید یہ کہ 02 حوالاتی خواتین کے ساتھ 02 بچے بھی ہیں۔ان بچوں میں سے ایک بچہ شیر خوار بعمر دو ماہ اور ایک بچی بعمر تین سال ہے۔

(ب) ڈسٹرکٹ جیل، شاہ پور میں صرف ایک حوالاتی عورت اپنے بچے کو feed کرواتی ہے۔

(ج) ڈسٹرکٹ جیل، شاہ پور میں کوئی عورت یا بچہ دیت دینے کی وجہ سے بند نہ ہے۔

(د) NIL

کوٹ لکھپت جیل لاہور میں قیدیوں کو خورد و نوش کی اشیاء فراہم کرنے والی کمپنی کی تفصیلات

*8165: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) سنٹرل جیل کوٹ لکھپت لاہور میں قیدیوں کو خورد و نوش کی اشیاء کون سی کمپنی فراہم کرتی ہے نیز اس کمپنی کے ساتھ سالانہ ٹھیکہ کیا جاتا ہے یا بغیر کسی ٹھیکے کے اشیاء کی سپلائی دی جاتی ہے؟

(ب) سنٹرل جیل کوٹ لکھپت لاہور کتنے رقبے پر کاشت کی جاتی ہے اس کاشت شدہ رقبہ پر کیا کیا فصلات کاشت کی جاتی ہیں، کیا ان سے پیدا ہونے والی فصلات کو فروخت بھی کیا جاتا ہے یا صرف قیدیوں کے استعمال کے لئے کاشت کی جاتی ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) سنٹرل جیل کوٹ لکھپت لاہور پر مندرجہ ذیل رجسٹرڈ ٹھیکیداران قیدیوں کی خورد و نوش کی اشیاء فراہم کرتے ہیں۔ٹھیکہ کے بغیر کوئی خوردنی اشیاء فراہم نہ کی جاتی ہے۔ان فرموں کے ساتھ سالانہ ٹھیکے کئے جاتے ہیں۔

نام ٹھیکیدار	اشیاء خوردنی
میسرز ارشد علی،اصغر علی اینڈ کمپنی لاہور	دال مسور، دال چنا، دال مونگ، دال ماش، سفید چنے، چاول باسمتی، سپر چینی سفید، نمک، لوبیا، آلو
میسرز چترال آئل اینڈ گھی ملز لاہور	کوکنگ آئل
میسرز رب نواز خان اینڈ کو سرگودھا	لکڑی بالن
میسرز نیو میاں فلور ملز شیخوپورہ	آٹا گندم
میسرز نذیر گل خان اینڈ برادرز راولپنڈی	شربت شر قند
میسرز محمد رفیق اینڈ کو دہلی گیٹ ملتان	سرخ مرچ، گرم مصالحہ، ہلدی سالم
میسرز خان برادرز ساہیوال	پیاز، گوشت مرغی، ٹماٹر، ڈبل روٹی
میسرز میاں اشرف علی لاہور	ادرک، لہسن، کھجور
میسرز ماشاٗاللہ انٹرپرائزز لاہور	گوشت بکرا، سبزی موسمی، برف
میسرز چودھری طارق گوجرانوالہ	گوشت بڑا
میسرز نوید اینڈ کمپنی	چائے پتی
میسرز سلیم ندیم انٹرپرائزز لاہور	دودھ ملک پیک(ڈیری کوئین)

(ب) جیل ہذا کے ساتھ کوئی باغیچہ منسلک نہ ہے لہذا کوئی فصل کاشت نہ کی جاتی ہے۔

پنجاب کی جیلوں میں قید ایڈز، ہیپاٹائٹس، ٹی بی کے مریضوں کی تفصیلات

*8240: جناب اعجاز احمد کاہلوں: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب کی جیلوں میں 40ہزار سے زائد قیدی جیلوں میں بند ہیں، ان میں اکثر قیدی بیمار ہیں جن میں سے کچھ موذی مرض ایڈز کا شکار ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ دسمبر 2009 کو آئی جی جیل خانہ جات پنجاب کو جملہ قیدیوں کا ایڈز، ہیپاٹائٹس اور ٹی بی کے ٹیسٹ کروانے کے احکامات جاری کئے گئے جس کے نتیجے میں 280 قیدیوں کا ایڈز ٹیسٹ پازیٹو آیا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایک سال کا عرصہ گزرنے کے باجود ان قیدیوں کے علاج و معالجہ اور تعلیمی آگاہی پروگرام کا کوئی پروگرام کیا گیا اور نہ ہی ان کے لئے حفاظتی اقدامات اٹھائے گئے نیز نہ ہی موذی مرض ایڈز سے متاثرہ قیدیوں کو تندرست قیدیوں سے الگ رکھنے کے اقدامات اٹھائے گئے اور نہ ہی محکمہ جیل خانہ جات کو ان کے علاج اور دیگر ضروریات کے لئے الگ سے فنڈز جاری کئے گئے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان قیدیوں جو کہ موذی مرض ایڈز میں مبتلا ہیں، ان کے علاج معالجے، آگاہی پروگرام اور فنڈز دینے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کرے؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) پنجاب کی 32 جیلوں میں 53994 اسیران بند ہیں اور ان میں سے 255 اسیران کی ایڈز کے مریض کے طور پر تشخیص ہوئی ہے۔

(ب) جی ہاں! یہ درست ہے کہ جملہ اسیران جن کی تعداد 44757 تھی کی مکمل سکریننگ کروائی گئی اور رپورٹس کے مطابق 5223 اسیران ہیپاٹائٹس (سی)، 1979 اسیران ہیپاٹائٹس (بی)، 255 اسیران HIV/AIDS اور 530 اسیران ٹی بی میں مبتلا پائے گئے۔

(ج) پنجاب بھر کے جیل ہسپتالوں میں ضروری ادویات وافر مقدار میں موجود ہیں۔ پنجاب ہیپاٹائٹس کنٹرول پروگرام کے تعاون سے تمام اسیران کو ہیپاٹائٹس (بی) کی ویکسین دی جا چکی ہے۔ جو اسیران ہیپاٹائٹس (سی) میں مبتلا ہیں ان کا PCR (پولی کرومیٹک چین ری ایکشن) ٹیسٹ کروا لیا گیا ہے جس کی رپورٹ کے مطابق ان کا علاج ہو رہا ہے۔ انٹر فران انجکشن اور دیگر ادویات مفت فراہم کی جا رہی ہیں۔ جو اسیران سکریننگ کی رپورٹ کے مطابق ایڈز کے مرض میں مبتلا پائے گئے ہیں ان کے CD-4 ٹیسٹ کروائے گئے ہیں اور 168 اسیران کے CD-4 ٹیسٹ کی رپورٹس مختلف جیلوں میں موصول ہو چکی ہیں ان رپورٹس کے مطابق 17 اسیران کا پنجاب ایڈز کنٹرول پروگرام اور نیشنل ایڈز کنٹرول پروگرام کے تحت علاج شروع ہو چکا ہے اور باقی اسیران کی کونسلنگ جاری ہے جس کے بعد چھ ماہ کے اندر ان کے دوبارہ CD-4 ٹیسٹ کروائے جائیں گے جس کی رپورٹس کے مطابق ان کا علاج کیا جائے گا۔ نیز موذی مرض ایڈز سے متاثرہ اسیران کو باقی اسیران سے الگ رکھا گیا ہے اور ان کو علاج معالجہ کی تمام سہولیات میسر ہیں۔

(د) پنجاب کی 32 جیلوں میں گورنمنٹ آف پنجاب کے تعاون سے موذی مرض ایڈز میں مبتلا اسیران کے علاج معالجہ کے لئے ہر ممکن اقدامات اٹھائے گئے ہیں۔ پنجاب ایڈز کنٹرول پروگرام اور نیشنل ایڈز کنٹرول پروگرام کے تعاون سے ان اسیران کا علاج شروع ہو چکا ہے

اوراس سلسلے میں فنڈز کے حوالے سے کسی دشواری کا سامنا نہ ہے۔جو کہ اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ حکومت پنجاب پوری تندہی سے اسیران کی فلاح و بہبود کے لئے کوشاں ہے۔

لاہور۔کوٹ لکھپت جیل میں قیدی خواتین و بچوں کی تفصیلات

*8333: محترمہ ساجدہ میر: کیاوزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کوٹ لکھپت جیل لاہور میں اس وقت کتنی خواتین اور بچے کس کس جرم کے تحت قید ہیں؟

(ب) کتنی خواتین ایسی ہیں جو کہ ضمانت نہ ہونے کی وجہ سے قید ہیں یہ کس کس جرم کے تحت بند ہیں؟

(ج) ان قیدی خواتین اور بچوں کو کیا کیا سہولیات اور اشیاء فراہم کی جاتی ہیں؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ ان قیدی بچوں اور خواتین کے لئے اس جیل میں جو سہولیات اور اشیاء فراہم کی جارہی ہیں، وہ غیر معیاری اور مقدار میں کم ہوتی ہیں؟

(ہ) کیا حکومت اس سلسلہ میں کوئی انکوائری کروانا چاہتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) سنٹرل جیل لاہور (کوٹ لکھپت جیل) میں اس وقت 138 خواتین بند ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

(i)	حوالاتی خواتین	96
(ii)	قیدی خواتین	42
(iii)	سزائے موت خواتین	00
	کل خواتین	138

ان خواتین کے ساتھ کم سن بچوں کی تعداد 14 ہے نیز سنٹرل جیل، لاہور (کوٹ لکھپت) میں خواتین کے جرائم کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

	جرم	قیدی	حوالاتی
(i)	منشیات	15	27
(ii)	قتل	18	35
(iii)	حدود	01	02
(iv)	اغواء	03	01
(v)	ڈکیتی	03	05
(vi)	چوری	01	07
(vii)	نیب فراڈ	01	02

(viii) دیگر متفرق مقدمات میں 17خواتین

(ب) اس وقت سنٹرل جیل،لاہور میں 96 حوالاتی خواتین ضمانت نہ ہونے کی وجہ سے قید ہیں۔ان کے جرائم کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

	جرم	حوالاتی
(i)	منشیات	27
(ii)	قتل	35
(iii)	حدود	02
(iv)	اغواء	01
(v)	ڈکیتی	05
(vi)	چوری	07
(vii)	نیب فراڈ	02
(viii)	دیگر متفرق مقدمات میں 17خواتین	

(ج) خواتین کو طبی سہولیات کی فراہمی کے لئے خواتین وارڈ میں ایک ڈسپنسری قائم کی گئی ہے جو کہ بنیادی سہولیات سے مزین ہے اور ادویات سرکاری و غیر سرکاری (این جی اوز) دونوں ذرائع سے فراہم ہوتی ہیں۔سرکاری ہسپتال سے ہر پندرہ روز کے بعد سپیشلسٹ ڈاکٹر وزٹ کرتے ہیں۔جناح ہسپتال لاہور اور جنرل ہسپتال سے گائناکالوجسٹ بھی روزانہ وزٹ کرتی ہیں۔غرض یہ کہ علاج معالجہ سے متعلق ہر قسم کی سہولیات قیدی خواتین اور بچوں کو میسر ہیں۔تعلیم و تربیت کے لئے ایک سکول زنان خانہ میں قائم کیا گیا ہے جس میں ان بچوں کی تعلیم و تربیت کی جاتی ہے جو کہ اپنی ماؤں کے ہمراہ جیل میں مقید ہیں اور یہ سکول مکمل طور پر فری تعلیم فراہم کرتا ہے۔

نادار اور مفلس قیدی خواتین کو مستقل بنیادوں پر Free Legal Aid کی فراہمی کے لئے اہتمام کیا جاتا ہے۔

قیدی خواتین اور بچوں کی فلاح و بہبود کے لئے انہیں وقتاً فوقتاً مختلف مواقع پر کپڑے، جوتے، گرم سوئیٹر، کمبل وغیرہ اور موسم کی مناسبت سے مطلوبہ اشیاء فراہم کی جاتی ہیں۔

(د) یہ بالکل درست نہ ہے بلکہ درج بالا تمام سہولیات خواتین اسیران کو میسر ہیں اور خواتین اسیران کو ملنے والی اشیاء کا معیار بھی باقاعدہ چیک کیا جاتا ہے اور وہ غیر معیاری نہ ہے۔

(ہ) حکومت ہر ممکن کوشش کرتی ہے کہ قیدی بچوں اور خواتین کو جیل میں تمام ممکنہ سہولیات کی فراہمی کو یقینی بنائے تاہم اگر کوئی شکایت موصول ہو تو اس کی فوری انکوائری کروائی جائے گی۔

لاہور کی جیلوں میں خواتین قیدیوں کی نگرانی کے لئے خواتین اے ایس جے، ڈی ایس جے اور ایس جے تعینات کرنے کی تفصیلات

*8334: محترمہ ساجدہ میر: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) لاہور میں خواتین قیدیوں کو کس کس جیل میں رکھا گیا ہے ان کی تعداد جیل وار بتائیں؟

(ب) ان خواتین قیدیوں کی نگرانی کے لئے کتنی خواتین ملازمین کس کس گریڈ اور عہدہ پر کام کر رہی ہیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ خاتون قیدی کی نگرانی تو خواتین وارڈرز کرتی ہیں مگر ان خواتین وارڈرز کے انچارج A.S.J، D.S.J اور S.J مرد حضرات ہیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ مرد انچارج قیدیوں خواتین اور خواتین وارڈرز کو مختلف طریقوں سے ہراساں کر کے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں؟

(ہ) کیا حکومت ان کی جگہ خواتین A.S.J، D.S.J اور S.J تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) لاہور میں خواتین اسیران کو صرف سنٹرل جیل کوٹ لکھپت لاہور میں رکھا جاتا ہے سنٹرل جیل لاہور میں خواتین اسیران کی تعداد 124 ہے۔

(ب) سنٹرل جیل لاہور میں خواتین سٹاف کی تعداد درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	عہدہ	گریڈ	تعداد
1	لیڈی ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ	17	1
2	لیڈی اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ	16	3
3	لیڈی وارڈر	05	16

(ج) خواتین قیدیوں کی نگرانی خواتین عملہ ہی کرتا ہے اور اس میں مرد حضرات کا کوئی عمل دخل نہ ہے ان خواتین اسیران کی دیکھ بھال کے لئے ایک لیڈی ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ، تین لیڈی اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ اور سولہ لیڈی وارڈرز تعینات ہیں۔

(د) یہ بالکل خلاف حقیقت بات ہے۔ خواتین وارڈز میں مرد سٹاف کا داخلہ ممکن نہ ہے۔ خواتین اسیران تک رسائی صرف خواتین سٹاف کو حاصل ہے اور خواتین وارڈ کو Double Lock System کے تحت فول پروف سکیورٹی مہیا کی جاتی ہے اور چادر اور چار دیواری کے تحفظ کو یقینی بنایا گیا ہے۔

(ہ) سنٹرل جیل لاہور میں درج ذیل خواتین سٹاف پہلے سے ہی تعینات ہے۔

نمبر شمار	نام	عہدہ
1	مسماۃ ریحانہ یاسمین	لیڈی ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جیل
2	مسماۃ حنا اکرم	لیڈی اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ جیل
3	مسماۃ سمیرا جبین	لیڈی اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ جیل
4	مسماۃ بشریٰ اصغر	لیڈی اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ جیل

اس کے علاوہ 16 لیڈی وارڈرز تعینات ہیں نیز سنٹرل جیل لاہور میں خواتین اسیران کی تعداد 124 ہے جس کی دیکھ بھال کے لئے درج بالا سٹاف کافی ہے۔ وہاں پر لیڈی سپرنٹنڈنٹ کی تعیناتی کی ضرورت نہ ہے۔

البتہ یہ سہولت پہلے سے زنانہ جیل، ملتان میں موجود ہے۔ زنانہ جیل ملتان میں سپرنٹنڈنٹ بھی خاتون ہے اور تمام عملہ خواتین پر مشتمل ہے۔

سنٹرل جیل لاہور اور ہائی سکیورٹی جیل لاہور کی تفصیلات

*8376: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) سنٹرل جیل لاہور اور ہائی سکیورٹی جیل لاہور کہاں واقع ہیں؟

(ب) ان جیلوں میں کتنے قیدی اور حوالاتی رکھنے کی گنجائش ہے؟

(ج) ان جیلوں میں اس وقت کتنے قیدی / حوالاتی ہیں؟

(د) ان جیلوں کے سال 10۔2009 اور 11۔2010 کے اخراجات کی تفصیل مدوار بتائیں؟

(ہ) ان جیلوں میں تعینات ملازمین کی تعداد عہدہ وار بتائیں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) دونوں جیلیں بمقام کوٹ لکھپت لاہور میں واقع ہیں۔

(ب) سنٹرل جیل کوٹ لکھپت لاہور میں قیدیوں کو رکھنے کی گنجائش 1330 ہے اور ہائی سکیورٹی جیل کی گنجائش 76 ہے اور دونوں جیلوں کی مشترکہ گنجائش 1406 ہے۔

(ج) مورخہ 01-06-2011 کو سنٹرل جیل لاہور اور ہائی سکیورٹی جیل میں 3832 قیدی / حوالاتی مقید ہیں جن میں سے 3792 سنٹرل جیل میں مقید ہیں جبکہ 40 اسیران ہائی سکیورٹی جیل میں مقید ہیں۔

(د) ان جیلوں کے اخراجات کی مدوار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) ان جیلوں پر تعینات ملازمین کی عہدہ وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

محکمہ جیل خانہ جات کے آفیسران کی تعداد و دیگر تفصیلات

*8384: سردار فتح محمد خان بزدار: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) اس وقت محکمہ جیل خانہ جات میں کتنے اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ / ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ / سپرنٹنڈنٹ / ڈی آئی جی / آئی جی پنجاب own pay scale پر کام کر رہے ہیں؟

(ب) مذکورہ آفیسران کی پروموشن کے لئے آخری DPC کب ہوئی تھی اور آئندہ کب ہو گی؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) اس وقت محکمہ جیل خانہ جات میں میرٹ اور Seniority-Cum-Fitness کی بنیاد پر Own Pay Scale پر تعینات افسران کی تفصیل فلیگ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب)

(i) چیف وارڈر سے اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ کی آخری DPC مورخہ 13-08-2009 کو ہوئی۔

(ii) اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ سے ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کی آخری DPC ہوم ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے مورخہ 09-10-2009 کو ہوئی۔

(iii) ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ سے سپرنٹنڈنٹ ڈسٹرکٹ جیل کی آخری DPC مورخہ 19-07-2006 کو ہوئی۔

(iv) سپرنٹنڈنٹ ڈسٹرکٹ جیل سے سپرنٹنڈنٹ سنٹرل جیل کے لئے آخری DPC مورخہ 16-08-2005 کو ہوئی۔

(v) سپرنٹنڈنٹ سنٹرل جیل سے ڈی آئی جی کی آخری DPC مورخہ 16-04-2008 کو ہوئی۔

مزید برآں ستمبر 2009 میں اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ جیل، ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جیل، سپرنٹنڈنٹ جیل، ڈی آئی جی اور آئی جی کی پوسٹیں اپ گریڈ کی گئیں اور نئے سروس رولز 2010 بنے جن کے مطابق پروموشن کے لئے ٹریننگ لازمی ہے-اس وقت موجودہ آئی جی میاں فاروق نذیر اور دو ڈی آئی جی صاحبان میاں سالک جلال اور ملک مبشر احمد خان پروموشن کورس کر چکے ہیں اور مرزا شاہد سلیم بیگ ڈی آئی جی پروموش کورس کر رہے ہیں جبکہ پانچ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جیل بھی پروموشن کورس کر چکے ہیں-وارڈر سے ہیڈوارڈر تین ماہ کا پروموشن کورس مورخہ 09-04-2012 سے شروع ہے جبکہ مورخہ 30-04-2012 سے ہیڈوارڈر سے چیف وارڈر پروموشن کورس شروع ہوگا-باقی رینکس کی ٹریننگ بھی ہنگامی بنیادوں پر شروع ہے جس کی گورنمنٹ آف پنجاب نے محکمہ جیل خانہ جات کے سروس رولز میں ترمیم بھی کر دی ہے۔ کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ جس کے نتیجے میں ٹریننگ جلد از جلد مکمل ہو سکے گی اور تمام پوسٹیں ریگولر بنیادوں پر ہوں گی۔

صوبہ پنجاب میں جوڈیشل حوالاتوں کی تفصیلات

*8409: جناب طاہر اقبال چودھری: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ پنجاب کے تمام اضلاع میں ضلع اور تحصیل کی سطح پر جوڈیشل حوالاتیں ہیں، ان حوالاتوں میں مردوں اور زنانہ کمروں کی علیٰحدہ علیٰحدہ تعداد کیا ہے؟

(ب) کیا ان جوڈیشل حوالاتوں میں toilets کا معقول انتظام ہے اور جن مقامات پر toilets نہیں، وہاں کب تک یہ مہیا کر دی جائیں گی؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) اگرچہ جوڈیشل حوالات محکمہ جیل خانہ جات، پنجاب کی تحویل میں نہ ہیں تاہم صوبہ پنجاب کے اضلاع اور تحصیل سطح پر موجود جوڈیشل حوالات کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	نام ضلع	نام جوڈیشل حوالات	مردانہ کمروں / بیرکس کی تعداد	زنانہ کمروں / بیرکس کی تعداد
1	حافظ آباد	پنڈی بھٹیاں	5 کمرے، 4 سیل	-

2	قصور	قصور	2 کمرے	-
		چونیاں	2 کمرے	-
3	نارووال	نارووال	2 کمرے	-
		شکر گڑھ	2 کمرے	-
4	بہاولپور	حاصل پور	1 کمرہ	-
		احمد پور شرقیہ	5 کمرے	-
5	مظفر گڑھ	کوٹ ادو	3 کمرے	-
		علی پور	3 کمرے	-
6	رحیم یار خان	لیاقت پور	2 بیرکس	-
		صادق آباد	6 بیرکس	-
7	راجن پور	جام پور	4 بیرکس	-
8	وہاڑی	میلسی	11 کمرے، 8 سیل	-
9	راولپنڈی	مری	1 کمرہ	-
		گوجر خان	4 کمرے، 4 سیل	-
10	اٹک	پنڈی گھیب	1 کمرہ	1 کمرہ
11	جہلم	پنڈدادن خان	3 کمرے	-
12	میانوالی	عیسیٰ خیل	5 کمرے، 7 بیرکس	-
13	جھنگ	شورکوٹ	4 کمرے 3 بیرکس	-
14	سرگودھا	سلانوالی	1 کمرہ	1 کمرہ
15	بہاولنگر	ہارون آباد	3 بیرکس	-
		فورٹ عباس	3 بیرکس	1 بیرک
		چشتیاں	3 بیرکس	1 بیرک
		منچن آباد	1 کمرہ	-
16	فیصل آباد	سمندری	3 کمرے	1 کمرہ
17	ملتان	شجاع آباد	2 بیرکس	-
18	خانیوال	خانیوال	8 بیرکس، 5 سیل	-
19	لیہ	لیہ	2 کمرے	-
20	گوجرانوالہ	وزیرآباد	1 کمرہ	1 کمرہ
21	پاکپتن	پاکپتن	1 کمرہ	1 کمرہ

(ب) جی ہاں! تمام جوڈیشل حوالات پر toilets کا معقول انتظام موجود ہے۔

ڈسٹرکٹ جیل سرگودھا اور شاہپور کا رقبہ و دیگر تفصیلات

*8430: **محترمہ زوبیہ رباب ملک:** کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ڈسٹرکٹ جیل سرگودھا اور شاہپور کتنے رقبہ پر مشتمل ہے، تفصیل جیل وار بتائیں؟

(ب) ان جیلوں میں کل کتنے قیدی / حوالاتی ہیں؟

(ج) ان جیلوں میں گنجائش سے کتنے قیدی / حوالاتی زیادہ بند ہیں؟

(د) کیا حکومت ان جیلوں میں مزید بیرکس اور سیل بنانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) ڈسٹرکٹ جیل سرگودھا کا رقبہ 33ایکڑ اور 04کنال جبکہ ڈسٹرکٹ جیل شاہپور کا رقبہ 59ایکڑ 5کنال اور 5مرلے پر مشتمل ہے۔

(ب) ڈسٹرکٹ جیل سرگودھا میں 1551 اور ڈسٹرکٹ جیل شاہپور میں 971قیدی / حوالاتی بند ہیں۔

(ج) ڈسٹرکٹ جیل سرگودھا میں 988 اور ڈسٹرکٹ جیل شاہ پور میں 559 قیدی / حوالاتی گنجائش سے زائد بند ہیں۔

(د) ڈسٹرکٹ جیل سرگودھا میں مزید تعمیرات کی کوئی گنجائش نہ ہے۔اس لئے حکومت کوئی بیرک یا سیل بنانے کا ارادہ نہیں رکھتی جبکہ ڈسٹرکٹ جیل شاہپور میں حکومت پنجاب کے درج ذیل منصوبے زیر غور ہیں۔

1. Construction of 32 Nos. of Condemned Prisoners Cells

2. Construction of 04 Nos. Barracks for 60 Prisoners each.

ضلع سرگودھا کی جیلوں میں قید خواتین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*8437: جناب اعجاز احمد کاہلوں: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع سرگودھا کی جیلوں میں قید خواتین کی تعداد کیا ہے؟

(ب) مذکورہ جیلوں میں ڈاکٹرز اور LHVs کی تعداد جیل وار فراہم کریں؟

(ج) حکومت ان قیدی خواتین کو کیا سہولیات فراہم کر رہی ہے، مکمل تفصیل سے آگاہ کریں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) ضلع سرگودھا میں دو جیلیں ہیں جن میں قید خواتین اسیران کی تفصیل درج ذیل ہے:

ڈسٹرکٹ جیل سرگودھا

خواتین اسیران	کل تعداد	=	35
حوالاتی خواتین اسیران		=	33
قیدی خواتین اسیران		=	02

ڈسٹرکٹ جیل شاہپور

خواتین اسیران	کل تعداد	=	13
حوالاتی خواتین اسیران		=	10
قیدی خواتین اسیران		=	02
قیدی سزائے موت خواتین اسیران		=	01

(ب)

ڈسٹرکٹ جیل سرگودھا

نمبر شمار	عہدہ	تعداد
1	میڈیکل آفیسر	01
2	لیڈی ہیلتھ وزیٹر	01

ڈسٹرکٹ جیل شاہپور

نمبر شمار	عہدہ	تعداد
1	میڈیکل آفیسر	01
2	لیڈی ہیلتھ وزیٹر	جیل ہذا پر L.H.V کی پوسٹ نہ ہے۔ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال شاہپور سے L.H.V آن کال وزٹ کرتی ہے۔

(ج) پاکستان پریزن رولز کے مطابق خواتین اسیران کو تمام بنیادی طبی سہولیات فراہم کی جاتی ہیں۔ نیز خواتین اسیران کو قاعدہ اور قوانین کے تحت خواتین وارڈ میں رکھا گیا ہے۔ان کا بیمار ہونے کی صورت میں مناسب علاج معالجہ فوری طور پر کیا جاتا ہے۔ان کو چار پائیاں فراہم کی گئی ہیں۔ نیز ان کی دینی اور دنیاوی تعلیم کے لئے ٹیچر بھی مقرر ہے جو ان کو تعلیم سے بہرہ ور کر رہی ہے۔ شیر خوار بچوں والی ماؤں کو دودھ، چینی اور چاول کی اضافی خوراک بھی مہیا کی جاتی ہے۔ بچوں کو کھلونے بھی فراہم کئے گئے ہیں اور ان کا ہر قسم کا خیال رکھا جاتا ہے۔

راولپنڈی میں خواتین اور نوعمر بچوں کے لئے بنائی جانے والی جیل کی تفصیلات

*8465: انجینئر قمر الاسلام راجہ: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جیل اصلاحات کے تحت راولپنڈی میں بھی ایک خواتین اور نو عمر بچوں کے لئے الگ جیل تعمیر کرنے کا اعلان ہو چکا ہے اور اس مقصد کے لئے جگہ کا انتخاب کیا جا چکا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس ضمن میں زمین کی قیمت کی ادائیگی کر دی گئی ہے لیکن قبضہ ابھی تک حاصل نہیں کیا گیا اس کی وجوہات سے آگاہ کریں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ دوران سال 03-2002 (مورخہ 24-03-2003) کو جناب چیف منسٹر پنجاب کی زیر صدارت برائے تعمیر وومن جیل (500 خواتین) اور بورسٹل جیل الگ بنائے جانے کا فیصلہ ہوا۔ جس کے لئے سنٹرل جیل راولپنڈی کے بالکل سامنے 87 ایکڑ 03 کنال اور 08 مرلہ رقبہ کا انتخاب کیا گیا۔ ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) راولپنڈی میں خواتین اور نو عمر بچوں کے لئے نئی جیل کی تعمیر کے لئے انتخاب کردہ رقبہ کی کل قیمت مبلغ -/8,08,98,900 سو روپے مورخہ 06-07-2006 ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے کو مع جبرانہ ڈسٹرکٹ ریونیو راولپنڈی کے اکاؤنٹ بوساطت محکمہ بلڈنگ جمع کروائی گئی بعد ازاں بورڈ آف ریونیو پنجاب کی طرف سے منظوری بذریعہ چٹھی نمبری SIV-271/2010/256 مورخہ 10-03-2010 ضمیمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے کو ہوئی اس کے بعد ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر راولپنڈی کی طرف سے گزٹیڈ نوٹیفکیشن انڈر سیکشن (9) ضمیمہ (د) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) جاری ہوا، لیکن ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر ریونیو راولپنڈی نے بذریعہ چٹھی 2856 مورخہ 04-12-2010 ضمیمہ (ر) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے تحریر کیا کہ متبادل جگہ تلاش کی جائے اس کے بعد چیف منسٹر پنجاب نے مندرجہ ذیل آفیسران ضمیمہ (س) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دی گئی۔

1- ہوم سیکرٹری، پنجاب
2- محکمہ پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ، پنجاب
3- ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر، راولپنڈی

تاکہ مذکورہ بالا سکیم کا نئے سرے سے جائزہ لیا جائے۔

مزید برآں گورنمنٹ کی ہدایت کے مطابق ڈی آئی جی جیل خانہ جات راولپنڈی ضمیمہ (ص) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے کی سربراہی میں مشتمل کمیٹی قائم کی گئی جس میں ایگزیکٹو انجینئر، راولپنڈی اور نائب تحصیلدار ضمیمہ (ط) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے شامل تھے۔ اب جگہ کے انتخاب کے لئے معاملہ محکمہ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کے ساتھ زیر غور ہے جو جلد حل کر لیا جائے گا۔

ڈسٹرکٹ جیل وہاڑی میں خواتین و بچوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*8590: محترمہ شمیلہ اسلم: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ڈسٹرکٹ جیل وہاڑی کی جیل میں خواتین قیدیوں اور بچوں کی تعداد کتنی ہے؟

(ب) حکومت ان کی تربیت و دیگر کیا سہولیات فراہم کر رہی ہے؟

(ج) کیا حکومت مذکورہ جیل میں صاف پانی و سوئی گیس کی فراہمی کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) ڈسٹرکٹ جیل وہاڑی میں کل 07 خواتین اسیران مقید ہیں ان میں ایک خاتون اسیر کے ساتھ ایک نو عمر بچہ بھی ہے۔

(ب) ڈسٹرکٹ جیل وہاڑی میں مقید خواتین اسیران کو نہ صرف دینی تعلیم دی جاتی ہے بلکہ خواتین کو کشیدہ کاری، سلائی، کڑھائی اور ایمبرائڈری کا کام بھی سکھایا جاتا ہے۔نیز حکومت کی طرف سے شیر خوار بچوں کے لئے مخصوص غذا فراہم کی جاتی ہے۔جس میں ہر بچے کو دودھ 467 گرام، چینی 29 گرام اور چاول 117 گرام شامل ہیں جبکہ حاملہ خواتین کے لئے عمومی خوراک کے ساتھ اضافی خوراک دودھ 700 گرام اور چینی 29 گرام دی جاتی ہے۔مزید برآں مختلف NGOاور مخیر حضرات کے تعاون سے خواتین وارڈ میں الیکٹرک واٹر کولر، گیزر، ٹی وی، چار پائیاں، بچوں کے لئے کھلونے، جھولے اور کتابیں فراہم کی جاتی ہیں۔

(ج) ڈسٹرکٹ جیل وہاڑی میں صاف پینے کے پانی اور سوئی گیس کی سہولت نہ ہے تاہم تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن وہاڑی کے تعاون سے جیل ہذا میں مقید اسیران کے لئے صاف پانی کی فراہمی کے لئے دن میں دو مرتبہ پانی کی گاڑی جیل میں بلوائی جاتی ہے تاکہ اسیران کو ہمہ وقت

پینے کا صاف پانی میسر آ سکے۔مزید برآں مندرجہ بالا سہولیات کے لئے حکومت پنجاب اس سال block allocation میں سے فنڈز مہیا کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔

فیصل آباد۔جیلوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*8636: میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) فیصل آباد میں کتنی جیلیں کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) ہر جیل میں کتنے حوالاتی اور قیدی رکھنے کی گنجائش ہے، تفصیل جیل وار بتائیں؟

(ج) ہر جیل میں اس وقت کتنے قیدی / حوالاتی بند ہیں گنجائش سے کتنے قیدی / حوالاتی زیادہ ہیں؟

(د) حکومت ان جیلوں میں بند قیدیوں اور حوالاتیوں پر سالانہ کتنی رقم خرچ کر رہی ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف)

1- سنٹرل جیل فیصل آباد جڑانوالہ روڈ فیصل آباد میں واقع ہے۔

2- بورسٹل جیل، فیصل آباد جڑانوالہ روڈ فیصل آباد میں واقع ہے۔

3- ڈسٹرکٹ جیل، فیصل آباد مین روڈ زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کے قریب ہے۔

(ب)

1- سنٹرل جیل، فیصل آباد میں 1126 نفر اسیران کی گنجائش ہے۔

2- بورسٹل جیل، فیصل آباد میں 224 حوالاتی / قیدی رکھنے کی گنجائش ہے۔

3- ڈسٹرکٹ جیل، فیصل آباد میں 730 نفر اسیران رکھنے کی گنجائش ہے۔

(ج)

1- سنٹرل جیل، فیصل آباد میں مورخہ 01-06-2011 کو 2813 قیدی / حوالاتی بند ہیں۔ 1623 قیدی / حوالاتی گنجائش سے زیادہ ہیں۔

2- بورسٹل جیل، فیصل آباد میں مورخہ 01-06-2011 کو 137 حوالاتی / قیدی بند ہیں۔مزید 87 اسیران رکھنے کی گنجائش ہے۔

3- ڈسٹرکٹ جیل، فیصل آباد میں مورخہ 01-06-2011 کو 2173 نفر اسیران مقید ہیں جو کہ مطلوبہ تعداد سے 1320 نفر زیادہ ہیں۔

(د)

1- سنٹرل جیل، فیصل آباد میں بند قیدیوں اور حوالاتیوں کی خوراک پر سالانہ خرچہ-/7,67,84,491روپے ہے۔

2- بورسٹل جیل، فیصل آباد میں بند قیدیوں اور حوالاتیوں کی خوراک پر سالانہ خرچہ-/69,29,816روپے ہے۔

3- ڈسٹرکٹ جیل، فیصل آباد میں بند قیدیوں اور حوالاتیوں کی خوراک پر سالانہ خرچہ-/4,71,97,802روپے ہے۔

دفتر آئی جی جیل خانہ جات میں بے قاعدگیوں کی تفصیلات

*8784: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیاوزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ آئی جی جیل خانہ جات پنجاب نے تمام جیلوں کو ہدایت جاری کی ہے کہ 54تا58روپے فی لٹر کے حساب سے دودھ خریدیں جبکہ آئی جی صاحب نے ڈسٹرکٹ جیل فیصل آباد کے لئے دودھ 66روپے فی لٹر کے حساب سے بذریعہ چٹھی نمبری5706 مورخہ 2010-12-27ریٹ منظور کیا؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ دفتر آئی جی جیل خانہ جات کو حلیب دودھ والوں نے پورے پنجاب کے لئے54روپے دودھ فی لٹر سپلائی کرنے کے لئےپیشکش کی تھی مگراس پیشکش کو ٹھکرادیا گیا جبکہ اب58تا66روپے کے حساب سے خریدا جارہاہے؟

(ج) کیایہ بھی درست ہے کہ مالی سال11-2010 کے لئے ایک فرم نے پورے پنجاب کی جیلوں کے لئے71روپے90پیسے فی کلو کے حساب سے چینی سپلائی کرنے کی پیشکش کی تھی مگراس پیشکش کو بھی ٹھکرادیا گیااور83تا96روپے فی کلو کے حساب سے چینی خریدی جارہی ہے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت افسران جواس مبینہ کرپشن میں ملوث ہیں ان کے خلاف کارروائی کرنے کاارادہ رکھتی ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) یہ درست ہے کہ تمام جیلوں کو ہدایت جاری کی گئی کہ وہ دودھ55.90روپے سے زائد وانیا برانڈ ملک اور58.35روپے سے زائد ڈیری کوئن ملک خرید نہ کریں۔کیونکہ جیلوں کی طرف سے زیادہ نرخ پر خریداری کرنے کے لئے کیسز دفتر ہذامیں موصول ہورہے تھے۔

دودھ کا ریٹ طے شدہ طریق کار اختیار کرنے کے بعد 66روپے فی لٹر بذریعہ چٹھی نمبری 57061 مورخہ 27-12-2010 منظور کیا گیا تھا لیکن بعد میں ڈیری کوئین دودھ کا نرخ حلیب کمپنی سے معلوم کیا گیا تو پتہ چلا کہ دودھ کا نرخ ٹھیکیدار نے زیادہ quote کیا تھا لہذا ریٹ مبلغ 66روپے فی لٹر مسترد کر کے 58.35روپے فی لٹر منظور کیا گیا کاپی ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے اور زائد رقم مبلغ -/62,118روپے متعلقہ ٹھیکیدار سے وصول کر کے مورخہ 02-03-2011 کو سرکاری خزانہ میں جمع کرا دیئے گئے۔ کاپی ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ حلیب دودھ والوں نے پورے پنجاب کے لئے 54 روپے فی لٹر دودھ سپلائی کرنے کے لئے کوئی پیشکش کی تھی۔

یہ درست نہ ہے کہ دودھ 58روپے تا 66روپے خرید کیا جا رہا ہے ٹینڈر ریٹ بابت سپلائی ڈیری کوئین دودھ بحساب مبلغ 58.35روپے فی لٹر اور وانیا ملک بحساب 55.90روپے فی لٹر وصول ہوا تھا جس کو پرچیز کمیٹی نے Pure food rule کی شرائط پر پورا نہ اترنے پر تکنیکی بنیاد پر مسترد کر دیا تھا اور اس دوران تمام جیلوں کو ہدایت کی گئی کی کہ وہ 55.90 روپے اور 58.35روپے فی لٹر سے زائد پر لوکل خریداری نہ کریں اور دوبارہ ٹینڈر شائع کر دیا گیا جس میں حلیب دودھ کا ریٹ 64.70روپے فی لٹر وصول ہوا جس کو مسترد کر دیا گیا لہذا لوکل خریداری کی منظوری بحساب 55.90روپے فی لٹر اور 58.35 روپے فی لٹر دی جا رہی ہے۔

(ج) یہ بھی درست نہ ہے کہ چینی مالی سال 2010-11 کے لئے ایک فرم نے پورے پنجاب کی جیلوں کے لئے 71.90 روپے فی کلو کے حساب سے سپلائی کرنے کی پیشکش کی تھی مگر اس پیشکش کو بھی ٹھکرا دیا گیا تھا۔ اس فرم نے صرف لاہور ریجن کی جیلوں کے لئے 71.90 روپے فی کلو کے حساب سے پیشکش کی تھی جسے منظور کر لیا گیا تھا۔

جہاں تک چینی 83 روپے تا 96 روپے فی کلو خرید کرنے کا تعلق ہے تو یہ صرف ان دنوں میں خرید کی گئی جب پورے ملک میں چینی کا بحران تھا اور چینی 100 سے 120 روپے فی کلو بازار میں فروخت ہو رہی تھی۔ تاہم اس وقت چینی کا ٹھیکہ مبلغ 71.90 روپے فی کلو منظور کیا گیا

تھا کاپی ضمیمہ (د) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے اور اس کے مطابق تمام جیلوں کو چینی مہیا کی جارہی ہے۔

(د) جزہائے بالا کا جواب اثبات میں نہ ہے اس لئے کوئی بھی افسر مبینہ کرپشن میں شامل نہ ہے۔ اس لئے حکومت کسی بھی افسر کے خلاف کارروائی کرنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی۔

ڈسٹرکٹ جیل قصور کو فراہم کی گئی رقم و دیگر تفصیلات

*8907: شیخ علاؤالدین: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) ڈسٹرکٹ جیل قصور کو 10۔2009 اور 11۔2010 کے دوران کتنی رقم سال وار کس کس مد میں موصول ہوئی؟

(ب) کتنی رقم قیدیوں کی خوراک و دیگر مدوں پر خرچ ہوئی؟

(ج) کتنی رقم جیل کی مرمت و دیکھ بھال پر خرچ ہوئی؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ جیل میں قیدیوں کو ناقص غذا کی فراہمی اور منشیات کا دھندہ عروج پر ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف)

سال 2009-10	9,13,20,820/- روپے	مد وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
سال 2010-11	10,43,15,712/- روپے	مد وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب)

سال 2009-10 خوراک کی مد میں خرچہ	3,51,08,490/- روپے	دیگر مدوں کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
ماہ اپریل 2011 تک خوراک کی مد میں اخراجات	2,75,79,328/- روپے	دیگر مدوں کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج)

سال 2009-10	1,00,000/- روپے	خرچ ہوئے۔
سال 2010-11	1,00,000/- روپے	ابھی تک خرچ نہ ہوئے ہیں۔

(د) یہ درست نہ ہے کہ جیل ہذا میں کسی قسم کی منشیات کا مکروہ دھندہ ہوتا ہے اگر کوئی نشہ آور مواد چوری چھپے جیل میں لے آئے تو اس کے خلاف جیل قوانین کے تحت کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔اسیران کو دی جانے والی ناقص غذا کی فراہمی کے بارے میں جو کہا گیا ہے وہ درست نہ ہے۔اسیران کو گورنمنٹ آف پنجاب کی طرف سے جاری کردہ menu کے مطابق خوراک

دی جاتی ہے۔ جیل میں مقید اسیران میں سے چار اسیران پر ایک کمیٹی تشکیل دی ہوئی ہے جو اپنی نگرانی میں غلہ گودام سے سکیل کے مطابق راشن وصول کر کے جیل کچن میں اپنی نگرانی ہی میں تیار کروا کر تقسیم کرواتے ہیں۔

ڈسٹرکٹ جیل قصور کی عمارت میں توسیع کی تفصیلات

*8908: شیخ علاؤالدین: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ڈسٹرکٹ جیل قصور میں گنجائش سے زائد کتنے قیدی / حوالاتی مقید ہیں؟

(ب) یہ جیل کتنے رقبہ پر مشتمل ہے اور عمارت کتنے رقبہ پر ہے؟

(ج) حکومت اس جیل کو قیدیوں کی تعداد کے مطابق توسیع دینے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) ڈسٹرکٹ جیل، قصور میں 596 اسیران رکھنے کی گنجائش ہے اور اس وقت 400 قیدی اور 1269 حوالاتی مقید ہیں۔ اس طرح 1073 اسیران گنجائش سے زیادہ مقید ہیں۔

(ب) ڈسٹرکٹ جیل قصور کا کل رقبہ 32 ایکڑ 01 کنال اور 10 مرلہ پر مشتمل ہے اور جیل کی عمارت 13 ایکڑ 05 کنال اور 05 مرلہ پر مشتمل ہے۔

(ج) حکومت پنجاب اس وقت اس جیل کو توسیع کرنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی البتہ 14 عدد نئی جیلیں زیر تعمیر ہیں جس سے overcrowding کا مسئلہ کسی حد تک کم ہو جائے گا۔

سنٹرل جیل کوٹ لکھپت لاہور کو بجٹ کی فراہمی و دیگر تفصیلات

*9216: محترمہ سیمل کامران: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) سنٹرل جیل کوٹ لکھپت لاہور کو سال 10۔2009 اور 11۔2010 کے دوران سالانہ کتنی رقم فراہم کی گئی نیز ان سالوں کے دوران کتنی رقم حوالاتیوں اور قیدیوں پر خرچ ہوئی؟

(ب) مذکورہ جیل میں بند قیدیوں اور حوالاتیوں پر روزانہ کتنی رقم کھانے پینے کی مد میں خرچ کی جاتی ہے نیز ان کو کھانے پینے کے لئے روزانہ کیا خوراک فراہم کی جاتی ہے، مکمل تفصیل سے آگاہ کریں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف)

بجٹ سال2009-10	خرچہ اسیران برائے سال2009-10	بجٹ سال2010-11	خرچہ اسیران برائے سال2010-11
230.335 (M)	126.679 (M)	305.821 (M)	148.331 (M)
	خرچہ زیر مد گیس، بجلی، ہاٹ اینڈ کولڈ، خوراک، ادویات، کپڑے، متفرق اشیاء		خرچہ زیر مد گیس، بجلی، ہاٹ اینڈ کولڈ، خوراک، ادویات، کپڑے، متفرق اشیاء

(ب) جیل ہذا میں بند قیدیوں اور حوالاتیوں پر روزانہ تقریباً مبلغ-/2,46,000 روپے کھانے کی مد میں خرچ کئے جاتے ہیں۔قیدیوں اور حوالاتیوں کی روزانہ خوراک کی تفصیل درج ذیل ہے:-

ہفتہ وار مینیو برائے اسیران سنٹرل جیل لاہور

یکم اگست 2008 سے جاری شدہ

بروز	صبح	دوپہر	شام
پیر	چائے پراٹھا	سبزی روٹی، زردہ چاول	گوشت بڑا، روٹی
منگل	چائے پراٹھا	آلو، گوشت مرغی، روٹی	دال چنا، چاول
بدھ	چائے پراٹھا	دال ماش، روٹی	گوشت مرغی، روٹی، زردہ چاول
جمعرات	چائے پراٹھا	گوشت مرغی، روٹی	سبزی، روٹی
جمعہ	چائے پراٹھا	گوشت بڑا، روٹی	سفید چنے، روٹی
ہفتہ	چائے پراٹھا	لوبیہ، روٹی	گوشت مرغی، روٹی، زردہ چاول
اتوار	چائے پراٹھا	دال مونگ، دال مسور، روٹی (مکس)	سبزی، روٹی

نوٹ:

یکم مئی سے 30 ستمبر تک بعد دوپہر شربت روزانہ

یکم اکتوبر سے 30 اپریل تک بعد دوپہر چائے

سنٹرل جیل کوٹ لکھپت کا قیام و دیگر تفصیلات

*9233: محترمہ سیمل کامران: کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سنٹرل جیل کوٹ لکھپت لاہور کب قائم ہوئی نیز اسکا رقبہ کتنا ہے؟

(ب) مذکورہ جیل میں کتنے قیدی اور حوالاتی رکھنے کی گنجائش ہے؟

(ج) مذکورہ جیل میں کتنی بیرکس موجود ہیں نیز مزید کتنی بیرکس و عمارات بنانا مقصود ہیں، مکمل تفصیل سے آگاہ کریں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) سنٹرل جیل، لاہور کوٹ لکھپت 1965 میں قائم ہوئی اور اس کا کل رقبہ 62 ایکڑ 06 کنال پر مشتمل ہے۔

(ب) سنٹرل جیل، لاہور کوٹ لکھپت میں 1406 قیدی / حوالاتی رکھنے کی گنجائش ہے۔

(ج) سنٹرل جیل، لاہور کوٹ لکھپت میں 11 بیرکس اور 09 عدد بلاکس موجود ہیں اور 52 عدد فیملی رومز سنٹرل جیل لاہور پر زیر تعمیر ہیں۔ جن کی منظوری 16-02-2009 کو ہوئی اور کل تخمینہ 90.839 ملین تھا۔ جس پر کل خرچہ بابت مئی 2011 تک 64.610 ملین ہو چکا ہے اور 71 فیصد کام مکمل ہو چکا ہے اور ان کے علاوہ 48 عدد ڈیتھ سیل سنٹرل جیل لاہور پر زیر تعمیر ہیں۔ جن کی منظوری 26-05-2009 کو ہوئی تھی اور کل تخمینہ 52.042 ملین تھا جس پر کل خرچہ بابت ماہ مئی 2011 تک 15.000 ملین ہو چکا ہے اور 29 فیصد کام مکمل ہو گیا ہے۔

فیملی رومز پراجیکٹ کی تعمیر کا معاملہ

*9263: جناب محمد اشرف خان سوہنا: کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سپریم کورٹ کے حکم کے باوجود محکمہ جیل خانہ جات کے افسران کی غفلت ولاپرواہی کے باعث کروڑوں روپے کی لاگت سے شروع فیملی رومز کا پراجیکٹ مکمل نہیں ہو سکا جبکہ 30۔ جون 2009 اس کی حتمی تاریخ تھی؟

(ب) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت سپریم کوٹ کے حکم مطابق جیلوں میں فیملی رومز کی تعمیر جلد از جلد کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) یہ درست نہ ہے کہ محکمہ جیل خانہ جات کے آفیسران کی غفلت ولاپرواہی کے باعث فیملی رومز کا پراجیکٹ مکمل نہیں ہو سکا بلکہ فنڈز کی عدم دستیابی کی وجہ سے مذکورہ پراجیکٹ نامکمل ہیں۔

(ب) اس ضمن میں تحریر ہے کہ فیملی رومز کی latest position یہ ہے:

1. سنٹرل جیل لاہور: سنٹرل جیل لاہور پر فیملی رومز زیر تعمیر ہیں جس کی کل لاگت 90.839 ملین ہے جس پر 69.991 ملین خرچہ ہو چکا ہے اور 77 فیصد کام مکمل ہے۔
2. سنٹرل جیل ملتان: سنٹرل جیل ملتان فیملی رومز زیر تعمیر ہیں جس کی کل لاگت 97.598 ملین ہے جس پر 91.906 ملین خرچہ ہو چکا ہے اور 96 فیصد کام مکمل ہے۔
3. سنٹرل جیل فیصل آباد: سنٹرل جیل فیصل آباد پر فیملی رومز زیر تعمیر ہیں جس کی کل لاگت 106.539 ملین ہے جس پر 97.443 ملین خرچ ہو چکا ہے اور 91 فیصد کام مکمل ہے۔
4. سنٹرل جیل، راولپنڈی: سنٹرل جیل راولپنڈی پر فیملی رومز تعمیر ہونے تھے جس کی کل لاگت 114.525 ملین تھی جس کی منظوری گورنمنٹ پنجاب نے دی تھی مگر جگہ موجود نہ تھی لہذا ان کوارٹروں کی تعمیر کے لئے فیصلہ ہوا کہ پہلے جو رقبہ 87 ایکڑ 03 کنال اور 08 مرلہ برائے تعمیر زنانہ جیل و نو عمر وارڈ خرید کیا جا رہا ہے اس رقبہ میں یہ کوارٹر تعمیر ہوں گے۔ جس کی کل قیمت مع جرانہ مبلغ -/8,08,97,900 روپے برائے مالی سال 06-2005 اور 09-2008 محکمہ ریونیو راولپنڈی بذریعہ بلڈنگ محکمہ جمع ہو چکے ہیں اور تمام ترکارروائی مکمل ہونے کے بعد اچانک ریونیو آفیسر راولپنڈی نے جگہ تبدیل کرنے اور کہیں اور جگہ خریدنے کی چٹھی لکھ دی۔ جس پر وزیر اعلیٰ پنجاب نے ایک کمیٹی ہوم سیکرٹری پنجاب، P&D محکمہ اور ڈسٹرکٹ کوآرڈینیٹر راولپنڈی کی تشکیل دی تاکہ مذکورہ سکیم کا نئے سرے سے جائزہ لیا جائے۔

ایک ذیلی کمیٹی کا اجلاس مورخہ 11-04-2011 کو منعقد ہوا جس میں ہر معاملہ پر بحث کی گئی۔ کمیٹی نے فیملی رومز کی تعمیر کے لئے زمین کا ایک ٹکڑا منتخب کرنے کے لئے سنٹرل جیل راولپنڈی کے مختلف حصوں کا دورہ کیا۔ اگرچہ ہائی سکیورٹی جیل کے قریب زمین کا ایک ٹکڑا موجود ہے مگر یہ دیکھا گیا کہ زمین کا یہ ٹکڑا فیملی رومز کے لئے تمام ضروریات پوری نہیں کرتا۔ اس کے علاوہ یہ ہائی سکیورٹی جیل کے لئے خطرے کا سبب بھی ہے۔ کمیٹی نے مجوزہ جگہ کا بھی معائنہ کیا جو کہ 87 ایکڑ 07 کنال اور 08 مرلوں پر مشتمل ہے اور جس کی قیمت 80.8 ملین روپے پہلے ہی قومی خزانے میں جمع کروائی جا چکی ہے تاہم وقت کے ساتھ زمین کی قیمتوں میں اضافہ ہو چکا ہے۔ اس سلسلے میں کمیٹی نے متفقہ طور پر سفارش کی ہے کہ پہلے سے جمع کروائی گئی رقم کے بدلے جتنی بھی زمین مارکیٹ ریٹ کے مطابق میسر آ سکتی ہے اس کو حاصل کیا جائے اور اس پر خواتین اور بچوں کی جیل کے علاوہ فیملی رومز کی تعمیر مکمل کی جا

سکے۔ جونہی ریونیو ڈیپارٹمنٹ نے زمین جس کی قیمت پہلے ہی جمع ہو چکی ہے محکمہ جیل خانہ جات کے حوالے کی فیملی رومز کی تعمیر شروع کر دی جائے گی۔

راولپنڈی، خواتین کے لئے جیل بنانے کا مسئلہ

*9299: جناب محمد شفیق خان: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔
کیا حکومت پنجاب راولپنڈی میں زنانہ جیل بنانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر جواب اثبات میں ہے تو کب تک؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

جی ہاں! حکومت پنجاب راولپنڈی میں زنانہ جیل بنانے کا ارادہ رکھتی ہے مورخہ 24-03-2003 کو چیف منسٹر پنجاب کی زیر صدارت برائے تعمیر جیل جو کہ 500 خواتین اور نو عمر اسیران کے لئے الگ جیل بنائے جانے کا فیصلہ ہوا ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ جس کے لئے موجودہ سنٹرل جیل راولپنڈی کے بالکل سامنے 87 ایکڑ 03 کنال اور 08 مرلہ رقبہ کا انتخاب کیا گیا۔ جس کی کل قیمت مبلغ -/8,08,98,900 مورخہ 06-07-2006 ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے کو مع جبرانہ ڈسٹرکٹ ریونیو راولپنڈی کے اکاؤنٹ بوساطت محکمہ بلڈنگ جمع کروائی گئی بعد ازاں بورڈ آف ریونیو پنجاب کی طرف سے منظوری بذریعہ چٹھی نمبری SIV-271/2010/256 مورخہ 10-03-2010 ضمیمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے کو ہوئی اس کے بعد ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر راولپنڈی کی طرف سے گزٹیڈ نوٹیفکیشن انڈر سیکشن (9) ضمیمہ (د) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) جاری ہوا، لیکن ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر ریونیو راولپنڈی نے بذریعہ چٹھی 2856 مورخہ 04-12-2010 ضمیمہ (ر) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے تحریر کیا کہ متبادل جگہ تلاش کی جائے اس کے بعد چیف منسٹر پنجاب نے مندرجہ ذیل آفیسران ضمیمہ (س) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دی گئی۔

1- ہوم سیکرٹری، پنجاب
2- محکمہ پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ، پنجاب
3- ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر، راولپنڈی

تاکہ مذکورہ بالا سکیم کا نئے سرے سے جائزہ لیا جائے۔

مزید برآں گورنمنٹ کی ہدایت کے مطابق ڈی آئی جی جیل خانہ جات راولپنڈی ضمیمہ (ص) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے کی سربراہی میں مشتمل کمیٹی قائم کی گئی۔ جس میں ایگزیکٹو انجینئر، راولپنڈی اور نائب تحصیلدار ضمیمہ (ط) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے شامل تھے۔ اب جگہ کے انتخاب کے لئے معاملہ محکمہ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کے ساتھ زیر غور ہے جو جلد حل کر لیا جائے گا۔

اڈیالہ جیل راولپنڈی میں خواتین قیدیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*9302: جناب محمد شفیق خان: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) اڈیالہ جیل راولپنڈی میں اس وقت کتنی خواتین قیدی موجود ہیں اور جیل حکام نے ان کو کیا سہولیات فراہم کی ہوئی ہیں؟

(ب) اڈیالہ جیل میں خواتین کے ساتھ رہنے والے بچوں کی تعلیم و تربیت کے کیا انتظامات کئے گئے ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) اڈیالہ جیل راولپنڈی میں خواتین قیدیوں کی تعداد 150 ہے جن میں سے قیدی خواتین کی تعداد 45 ہے اور 105 حوالاتی خواتین ہیں۔ جیل میں بند خواتین کو چارپائیاں اور میٹرس دیئے گئے ہیں۔ ٹھنڈے پانی کے واٹر کولر اور ایئر کولر مہیا کئے گئے ہیں۔ جیل ہذا پر ایک لیڈی ہیلتھ ورکر تعینات ہے جو کہ خواتین کو روزانہ چیک کرتی ہے جبکہ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال راولپنڈی سے ایک لیڈی ڈاکٹر روزانہ خواتین وارڈ میں تشریف لاتی ہے اور خواتین کا معائنہ کرتی ہے۔ اس کے علاوہ خواتین کو سلائی کڑھائی کا کام بھی سکھایا جاتا ہے۔

(ب) اڈیالہ جیل راولپنڈی میں بند خواتین اسیران کے ساتھ بچوں کو مندرجہ ذیل سہولتیں فراہم کی گئی ہیں:۔

1. نرسری کی تعلیم آڈیو وڈیو کی سہولت کے ساتھ
2. پانچ سے چھ سال کی عمر کے بچوں کے لئے جیل سٹاف کالونی میں واقع پرائمری سکول میں تعلیم حاصل کرنے کی سہولت
3. بچوں کو کتابیں، کاپیاں اور یونیفارم کی مفت سہولت
4. بچوں کے لئے کھیل کا میدان اور جھولے وغیرہ

5. چائلڈ سپیشلسٹ کا باقاعدگی سے معائنہ کرنا
6. موسم کے مطابق کپڑے، جوتے اور کھلونوں کی فراہمی
7. دودھ، چاول اور فروٹ بھی دیا جاتا ہے

صوبہ کی جیلوں کی تزئین و آرائش کے لئے جاری کئے گئے فنڈز و دیگر تفصیلات

*9662: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ماضی میں تعمیر کی جانے والی جیلوں میں 5 گنا زیادہ قیدیوں کو بند کیا قید رکھا گیا ہے پھانسی کے 12x10 کے کمرے میں صرف ایک قیدی ہوتا تھا مگر اب ایک 12x10 کے کمرے میں 5 سے 9 افراد قید ہیں؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ایک کمرے میں ایک قیدی رکھنے کے فارمولے پر عملدرآمد کے لئے تیار ہے اور جیلوں میں عمارات کی توسیع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) اس ضمن میں تحریر ہے کہ جیلوں میں گنجائش سے زائد اسیران موجود ہیں۔اس وقت پنجاب کی جیلوں میں 21880 گنجائش کے مقابلے میں 51489 اسیران مقید ہیں جس کی وجہ سے ایک سیل میں ایک قیدی بند کرنے کی بجائے ایک سے زیادہ قیدی بند ہیں جو کہ 2.76 فیصد گنا زیادہ ہے۔

(ب) موجودہ حالات میں ایک کمرے میں ایک قیدی کا فارمولا قابل عمل نہ ہے البتہ اس ضمن میں پنجاب میں پچھلے پانچ سال میں جتنی نئی بیرکیں + سیلز کی تعمیر مکمل ہوئی ہے اس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام جیل	اقدامات
1	سنٹرل جیل لاہور	تعمیر 80 نمبر زڈیتھ سیل
2	ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ	تعمیر 32 نمبر زڈیتھ سیل
3	سنٹرل جیل، راولپنڈی	تعمیر 32 نمبر زڈیتھ سیل
4	ڈسٹرکٹ جیل، جہلم	تعمیر 32 نمبر زڈیتھ سیل
5	سنٹرل جیل گوجرانوالہ	تعمیر 32 نمبر زڈیتھ سیل
6	سنٹرل جیل، ساہیوال	تعمیر 64 نمبر زڈیتھ سیل
7	ڈسٹرکٹ جیل، رحیم یار خان	تعمیر 32 نمبر زڈیتھ سیل
8	ڈسٹرکٹ جیل قصور	تعمیر 32 نمبر زڈیتھ سیل
9	ڈسٹرکٹ جیل، منڈی بہاؤالدین	تعمیر 32 نمبر زڈیتھ سیل

10	ڈسٹرکٹ جیل، سرگودھا	تعمیر32نمبر ڈیتھ سیل
11	سنٹرل جیل، فیصل آباد	تعمیر32نمبر ڈیتھ سیل
12	ڈسٹرکٹ جیل، مظفر گڑھ	تعمیر32نمبر ڈیتھ سیل
13	سنٹرل جیل،لاہور	تعمیر2نمبر بارکیں
14	ڈسٹرکٹ جیل، جہلم	تعمیر2نمبر بارکیں
15	سنٹرل جیل، گوجرانوالہ	تعمیر2نمبر بارکیں
16	ڈسٹرکٹ جیل، قصور	تعمیر2نمبر بارکیں
17	ڈسٹرکٹ جیل، شیخوپورہ	تعمیر2نمبر بارکیں
18	ڈسٹرکٹ جیل، شاہ پور	تعمیر2نمبر بارکیں
19	ڈسٹرکٹ جیل،اٹک	تعمیر2نمبر بارکیں
20	ڈسٹرکٹ جیل، سرگودھا	تعمیر2نمبر بارکیں
21	سنٹرل جیل، فیصل آباد	تعمیر2نمبر بارکیں
22	ڈسٹرکٹ جیل، فیصل آباد	تعمیر2نمبر بارکیں
23	ڈسٹرکٹ جیل، مظفر گڑھ	تعمیر2نمبر بارکیں

اس وقت صوبہ پنجاب میں13 عدد نئی جیلیں زیر تعمیر ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:-

1- ڈسٹرکٹ جیل اوکاڑہ
2- ڈسٹرکٹ جیل پاکپتن
3- ڈسٹرکٹ جیل لیہ
4- ڈسٹرکٹ جیل نارووال
5- ڈسٹرکٹ جیل بھکر
6- ڈسٹرکٹ جیل حافظ آباد
7- ڈسٹرکٹ جیل لودھراں
8- ڈسٹرکٹ جیل خانیوال
9- ڈسٹرکٹ جیل راجن پور
10- سب جیل شجاع آباد
11- ہائی سکیورٹی بارک / پریزن راولپنڈی
12- ہائی سکیورٹی پریزن ساہیوال
13- ہائی سکیورٹی پریزن میانوالی

ان جیلوں کی تعمیر سے گنجائش بھی بڑھ جائے گی اور اسیران کو ریلیف بھی ملے گا۔

ضلع ننکانہ صاحب، جیل کے قیام کی تفصیلات

*9708: جناب شاہجہان احمد بھٹی: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع ننکانہ صاحب میں قیدیوں کے لئے کوئی جیل قائم نہیں کی گئی اور قیدیوں کو طویل مسافت طے کرنے کے بعد شیخوپورہ جیل لانا اور لے جانا پڑتا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت کے پاس جیل بنانے کے لئے ننکانہ شاہ کوٹ روڈ ربوالہ کے مقام پر سرکاری بنجر زمین موجود ہے؟

(ج) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ضلع ننکانہ صاحب میں جیل قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ ضلع ننکانہ صاحب میں کوئی جیل نہ ہے اور قیدیوں اور لواحقین کو 45/40 کلومیٹر طویل سفر طے کرنے کے بعد شیخوپورہ جیل جانا پڑتا ہے۔

(ب) ضلع ننکانہ صاحب میں جیل کے قیام کا منصوبہ زیر غور ہے لیکن ابھی تک زمین کی دستیابی کے لئے متروکہ وقف املاک سے خط و کتابت جاری ہے۔

(ج) زمین مل جانے کے بعد باقی منصوبہ بندی کی جائے گی۔

ڈسٹرکٹ جیل و بورسٹل جیل فیصل آباد کے افسران و اہلکاران کے خلاف انکوائریوں کی تفصیلات

*9764: چودھری ظہیر الدین خان: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ڈسرکٹ جیل و بورسٹل جیل فیصل آباد کے کتنے افسران اور اہلکاران کے خلاف اس وقت محکمانہ انکوائریاں چل رہی ہیں؟

(ب) ان انکوائریوں میں سے ایسی کتنی ہیں جو کہ عرصہ تین ماہ سے زیادہ سے التواء میں ہیں؟

(ج) ایسے افسران اور اہلکاران کی تعداد کتنی ہے جن کے خلاف انکوائریاں بھی چل رہی ہیں اور وہ باقاعدہ ڈیوٹی پر بھی ہیں اور ان کو معطل بھی نہیں کیا گیا؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

بورسٹل جیل فیصل آباد (الف) بورسٹل جیل فیصل آباد پر میاں فہیم الدین ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کے خلاف پیڈا ایکٹ کے تحت ایک انکوائری ہوم ڈیپارٹمنٹ میں مورخہ 05-03-2011 سے زیر التوا ہے۔	ڈسٹرکٹ جیل فیصل آباد ڈسٹرکٹ جیل فیصل آباد میں درج ذیل 03 محکمانہ انکوائریاں چل رہی ہیں۔ 1- مورخہ 2009-10-13 کو حوالاتی یاسر خان ولد ولی نواز فرار ہوا۔ جس پر درج ذیل افسران و اہلکاران کے خلاف تادیبی کارروائی کی انکوائری ہوم ڈیپارٹمنٹ میں مورخہ 2011-09-07 سے زیر التواء ہے۔ (الف) رضا اللہ خان، سپرنٹنڈنٹ جیل (ب) ریاض احمد خان، ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ (پ) زاہد محمود، ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ (ت) ڈاکٹر عبدالغفار شاہد، میڈیکل آفیسر (ٹ) طارق عزیز، ڈسپنسر راجہ خرم شہزاد، ڈپٹی سیکرٹری (IS) گورنمنٹ آف پنجاب ہوم ڈیپارٹمنٹ لاہور کو انکوائری آفیسر مقرر کیا گیا۔ انکوائری زیر التواء ہے۔ 2- حوالاتی ندیم اختر ولد جیت مسیح ڈسٹرکٹ جیل فیصل آباد کی غلط رہائی ہوئی جس پر درج ذیل آفیسران و اہلکاران کے خلاف تادیبی کارروائی/انکوائری ہوم ڈیپارٹمنٹ میں مورخہ 11-07-15 سے زیر التواء ہے۔ (الف) ملک عطاء اللہ اعوان، ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ (ب) عرفان سلمان، اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ (پ) یوسف علی، ہیڈ وارڈر (ت) سلطان خان، ہیڈ وارڈر راجہ خرم شہزاد ڈپٹی سیکرٹری (IS) گورنمنٹ آف پنجاب ہوم ڈیپارٹمنٹ لاہور کو انکوائری آفیسر مقرر کیا گیا۔ انکوائری زیر التواء ہے۔ 3- ڈسٹرکٹ جیل فیصل آباد پر ایک وارڈر حسنین رضا کے خلاف محکمانہ انکوائری ریجنل آفس فیصل آباد میں مورخہ 11-04-27 سے زیر التواء ہے۔
(ب) صرف ایک ہی انکوائری زیر التوا ہے	(ب) درج بالا انکوائری کو تین ماہ سے زائد عرصہ گزار چکا ہے افسران اور اہلکاران کے خلاف انکوائریاں ہوم ڈیپارٹمنٹ اور ایک انکوائری وارڈر حسنین رضا کی فیصل آباد ریجن میں زیر التواء ہے۔
(ج) صرف ایک آفیسر میاں فہیم الدین ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کے خلاف انکوائری ہوم ڈیپارٹمنٹ میں چل رہی ہے اور اس کو معطل نہ کیا گیا ہے۔	(ج) ڈسٹرکٹ جیل فیصل آباد پر صرف ایک وارڈر حسنین رضا کے خلاف انکوائری چل رہی ہے جس کو باقاعدہ طور جناب ڈی آئی جی فیصل آباد ریجن، فیصل آباد نے مورخہ 2011-04-27 کو معطل کیا تھا اور مورخہ 2011-09-12 کو بحال ہو گیا تھا۔

رپورٹیں
(جو پیش ہوئیں)

جناب سپیکر: محترمہ دیبا مرزا صاحبہ مجلس قائمہ برائے مال، ریلیف اشتمال کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتی ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔

مسودہ قانون (ترمیم) متروکہ وقف املاک (انتظام وفروخت) مصدرہ 2012 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال، ریلیف واشتمال کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

محترمہ دیبا مرزا: جناب سپیکر!

"The Punjab Evacuee Trust Properties Management and Disposal (Amendment) Bill 2012 (Bill No. 20 of 2012)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال، ریلیف واشتمال کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتی ہوں۔"

(رپورٹ پیش ہوئی)

جناب سپیکر: رپورٹ پیش کر دی گئی۔ محترمہ کرن ڈار!

مسودہ قانون (ترمیم) ہاؤسنگ اینڈ ٹاؤن پلاننگ ایجنسی مصدرہ 2012 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا

محترمہ کرن ڈار: جناب سپیکر! میں

"Housing and Town Planning Agency (Amendment) Bill 2012 (Bill No 21 of 2012) and the issue raised by Mr. Naveed Anjum PP-147 during the sitting of the Assembly dated 6th June 2012.

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرتی ہوں۔"

(رپورٹیں پیش ہوئیں)

جناب سپیکر: جی، رپورٹیں پیش کر دی گئیں۔ محمد یاسین سوہل صاحب!

مسودہ قانون (ترمیم) یونیورسٹی آف ویٹرنری اینڈ اینیمل سائنسز لاہور مصدرہ 2012 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے لائیو سٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

جناب محمد یاسین سوہل: جناب سپیکر! میں بطور ممبر کمیٹی

The University of Veterinary and Animal Sciences Lahore Amendment Bill 2012 (Bill No. 15 of 2012)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے لائیو سٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

(رپورٹ پیش ہوئی)

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب سپیکر: جی، رپورٹ پیش کر دی گئی۔ اب ہم Call Attention Notices لیتے ہیں۔ پہلا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 1333 خواجہ محمد اسلام صاحب کا ہے۔۔۔ خواجہ صاحب تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 1335 چودھری علی اصغر منڈا صاحب کی طرف سے ہے۔

لاہور پراپرٹی تنازعہ پر فائرنگ سے شہری کی ہلاکت کی تفصیلات

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 27- جون 2012 کو 117 H بلاک ماڈل ٹاؤن کی رہائشی خاتون ثمینہ الماس عدالتی حکم کے تحت اپنی پراپرٹی پر ہونے والے قبضہ کو vacate کرانے کے لئے اپنے خاوند محمد فاروق احمد اور منظور حسین بیلف سیشن کورٹ کے ہمراہ پراپرٹی واقعہ خیابان چوک رائے ونڈ روڈ لاہور پہنچی۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پراپرٹی مذکور پر قابض ملزم محمود رفیق نے ریوالور تیس بور سے فائرنگ کر کے پراپرٹی کے مالک محمد فاروق احمد کو قتل کر دیا جسے وقوعہ سے فرار ہوتے ہوئے موقع پر موجود لوگوں نے پکڑ کر حوالہ پولیس کیا اور ملزم کے خلاف مقدمہ نمبری 2012/666 بجرم 302 ت پ تھانہ نواب ٹاؤن لاہور درج رجسٹرڈ ہوا مگر ملزم کی گرفتاری 3۔ جولائی 2012 کو چھ روز بعد باضابطہ عمل میں لائی گئی۔

(ج) متذکرہ واقعہ کے درج مقدمہ میں اب تک ہونے والی پیشرفت کی مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! وقوعہ کی حد تک توجہ دلاؤ نوٹس میں جو کہا گیا ہے یہ درست ہے لیکن اس میں ملزم کی گرفتاری سے متعلق جو discrepancy ہے اس پر آج ہی CCPO لاہور سے کہا گیا ہے کہ وہ خود اس معاملے کو enquire کریں لہذا اس کی رپورٹ آنے تک اسے pending فرمالیں۔

جناب سپیکر: کب تک رپورٹ آجائے گی؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): اگلے ہفتے تک pending فرمادیں۔

جناب سپیکر: جی، یہ next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ خواجہ صاحب! نہیں ہیں تو ان کے توجہ دلاؤ نوٹس کا کیا کیا جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اسے dispose of کر دیں چونکہ وہ موجود نہیں ہیں اس لئے یہ take up ہی نہیں ہوا۔ اگر take up ہو جاتا تو پھر pending ہو سکتا تھا۔ چونکہ وہ موجود نہیں ہیں اس لئے آپ اسے dispose of فرمادیں۔

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ اسے dispose of کیا جاتا ہے۔ اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ رانا صاحب! لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 16/12 ہے یہ انگلش میں لکھی ہوئی ہے اسے pending کیا گیا تھا، کیا اس کا جواب آگیا ہے؟

سوزوکی کارپوریشن کے اہلکاروں کی معزز ممبر اسمبلی سے غلط بیانی اور گمراہ کن اطلاعات

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ issue وفاقی حکومت سے متعلقہ ہے اس لئے متعلقہ ڈیپارٹمنٹ کو لکھا گیا ہے لیکن ابھی تک ان کی طرف سے جواب موصول نہیں ہوا لہذا آپ mover سے پوچھ لیں اگر وہ اسے مجلس استحقاقات کے سپرد کرانا چاہتے ہیں تو آپ کر دیں۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: ابھی ان کی طرف سے جواب نہیں آیا تو آپ اسے کمیٹی کے سپرد کر دیں۔

جناب سپیکر: یہ تحریک استحقاق مجلس استحقاقات کے سپرد کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 20 رانا منور صاحب کی طرف سے ہے یہ پڑھی جا چکی ہے۔ اس کا جواب آنا تھا لیکن رانا منور صاحب موجود نہیں ہیں پھر اسے pending کر دیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جی اسے pending فرما دیں۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: .pended till next week اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں، تحریک التوائے کار نمبر 12/623 شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے یہ پڑھی جا چکی ہے لیکن pending ہوئی تھی۔ رانا صاحب! اس کا جواب آگیا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ابھی اس کا جواب موصول نہیں ہوا ہے لہذا آپ اسے next week تک pending فرما دیں۔

جناب سپیکر: pended till next week اگلی تحریک التوائے کار نمبر 643 سردار خالد سلیم بھٹی صاحب کی ہے، یہ پڑھی جا چکی ہے۔ کیا اس کا جواب آگیا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب موصول نہیں ہوا اس لئے اس کو کل تک کے لئے pending فرما دیں۔ میں کل اس کا جواب دے دوں گا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، سردار خالد سلیم بھٹی صاحب کی تحریک کو کل تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 726/12 ملک محمد عباس راں صاحب کی ہے۔

صوبہ کے سرکاری سکولوں کا بوقت داخلہ پیدائشی سرٹیفکیٹ ضروری قرار دینے سے والدین کو پریشانی کا سامنا

ملک محمد عباس راں: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ جب سے ضلعی گورنمنٹ کا نظام قائم ہوا ہے حکومت نے تاخیر سے پیدائش کے اندراج کو کافی پیچیدہ بنا دیا ہے، جس کے تحت مختلف دفاتر کو شامل کر دیا گیا ہے۔ ان دفاتر / افسران کی سفارش کے بعد تاریخ پیدائش کا اندراج ہوگا مگر ہمارے خصوصاً ملتان ڈویژن، بہاولپور ڈویژن، ڈیرہ غازی خان ڈویژن اور سرگودھا ڈویژن کے علاقہ جات جو نہایت ہی پسماندہ ہیں میں لوگوں کی اکثریت اَن پڑھ ہے اور وہ بروقت بچے کی تاریخ پیدائش کا اندراج نہیں کروا پاتے ہیں۔ بعد ازاں جب ان بچوں کو سرکاری سکولوں میں داخل کروایا جاتا ہے تو ان سے پیدائشی سرٹیفکیٹ کی ڈیمانڈ کی جاتی ہے۔ تب ان لوگوں کو پیدائشی سرٹیفکیٹ بنانے میں دو سے تین ماہ ان دفاتر میں مختلف حربوں سے رسوا کیا جاتا ہے اور ان سے حکومتی فیس کی مد میں کافی رقم وصول کی جاتی ہے جو ان دیہاتی لوگوں کی پہنچ سے باہر ہوتی ہے۔ اس فیس کے ادا نہ کر سکنے کی وجہ سے کافی بچے / بچیاں سکولوں میں داخل ہونے سے ہر سال رہ جاتے ہیں۔ چاہئے تو یہ کہ متعلقہ گاؤں / چک / موضع کے نمبردار یا یونین ناظم یا متعلقہ ایم پی اے کی سفارش پر سرٹیفکیٹ بنایا جائے مگر اس سلسلہ میں حکومت کی طرف سے میڈیکل Manual کے پیراگراف 551(2) کی کلاز (ii) رکاوٹ بنی ہوئی ہے۔ چاہئے تو یہ کہ حکومت وقت اس کلاز کو ختم کرتی یا اس میں ترمیم کر کے لوگوں کے لئے آسانیاں پیدا کرتی مگر حکومت وقت نے بھی اس سلسلہ میں کچھ نہ کیا ہے جس بناء پر طالب علموں اور ان کے والدین کو شدید مشکلات سے دو چار ہونا پڑا ہے اور ان میں اضطراب پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محکمہ لوکل گورنمنٹ نے اس کا نوٹس لیا ہے اور اس میں ضروری ترمیم سے متعلق تحرک کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، مہربانی۔

جناب محمد عثمان بھٹی: جناب سپیکر! میں اسی حوالے سے ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: اس پر بحث نہیں ہو سکتی۔

جناب محمد عثمان بھٹی: جناب سپیکر! غریب عوام کو relief دینے کی بجائے اب اس پر فیس بڑھا کر پانچ سو روپے کر دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: وزیر قانون صاحب! متعلقہ محکمہ سے کہیں کہ اس کی فیس کم کی جائے۔ عباس راں صاحب اپنی تحریک کو press نہیں کرتے اس لئے یہ dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 743/12 شیخ علاؤالدین صاحب کی طرف سے ہے۔ جی، شیخ صاحب! آپ اپنی تحریک پیش کریں۔

گریجویٹ میڈیکل انسٹیٹیوٹ لاہور میں اقرباء پروری کی وجہ سے معیار تعلیم میں مسلسل کمی

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ یہ افسوسناک امر اس معزز ایوان کی فوری توجہ کا متقاضی ہے کہ آج پنجاب میں Master of Surgery(MS) اور Master of Medicine (MD) جن کا اجراء برطانوی دور حکومت میں کیا گیا تھا لیکن آج صورتحال یہ ہے کہ ارباب اختیار کی اقرباء پروری اور پیشہ وارانہ بددیانتی کی وجہ سے آج (MS) کا مطلب My Son یا My Son in Law کہا جاتا ہے۔ اسی طرح (MD) کا مطلب My Daughter یا My Daughter in Law کہا جاتا ہے۔ زمینی حقائق اس طرح ہیں کہ پچھلے دس سال میں 353 طلباء میں سے صرف 45 پاس ہو سکے ہیں۔ اسی طرح 153 طلباء جو (MD) ڈگری کے لئے تھے ان میں سے صرف 5 پاس ہو سکے۔ یہ اعداد و شمار یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز کے 2003 سے آج 2012 تک کے ہیں۔ حالات یہ ہیں کہ Postgraduate Medical Institute Lahore (PGM) میں ایک تاریخ ساز طالب علم جن کو 1986 میں داخلہ دیا گیا تھا 26 سال گزرنے کے باوجود پاس نہ ہو سکے ہیں اور ہنوز وہیں پر براجمان ہیں۔ اسی طرح چار اور طلبہ جن کو 1993 میں داخلہ دیا گیا تھا آج بھی وہیں پر پائے جاتے ہیں۔ پنجاب کے آٹھ میڈیکل کالج (MD) اور (MS) ڈگری پروگرام چلا رہے ہیں جن میں PGMI میں سب سے زیادہ سٹوڈنٹس ہیں لیکن یہ تمام ادارے سپیشلسٹ ڈاکٹر پیدا کرنے میں بُری طرح ناکام ہو چکے ہیں۔ حالات کا اندازہ اس طرح بھی کیا جا سکتا ہے 15 طلباء جو

MS Pediatricsاور 10 طلباء جو MS Plastic Surgeryکے پروگرام میں شامل ہوئے تمام کے تمام فیل ہو چکے ہیں۔ معاملے کی سنگینی کو مزید سمجھنے کے لئے معزز ایوان کے سامنے یہ تلخ حقیقت بھی رکھی جا رہی ہے کہ 100 طلباء جو (Specialize Programme)13 یعنی سپیشلسٹ بننے کے لئے شامل ہوئے تھے ان میں سے ایک بھی پاس نہ ہو سکا۔ اسی طرح 24 طلباء میں سے کارڈیالوجی کے امتحان میں صرف 3 طلباء پاس ہو سکے۔ سپیشلسٹ ڈاکٹروں کے موجودہ معیار کی یہ ہلکی سی جھلک ہے اور اس کی بنیادی وجہ نالائق لوگوں کا ایسے کالجوں سے MBBS کرنا ہے جہاں حقیقتاً کوئی فیکلٹی ہی نہ ہے اور جن کو کسی صورت میڈیکل کی تعلیم تو کیا ڈسپنسر اور نرسوں کی تعلیم کے لئے بھی موزوں نہیں کہا جا سکتا۔ اس پر طُرہ یہ کہ روس، چائنا، افغانستان، جارجیا، فلپائن، یوکرائن، کرغستان، قازقستان اور رومانیہ سے ڈگری یافتہ ڈاکٹرز ہیں جن کا معیار انتہائی نچلے درجہ پر ہے۔ سیدھا سوال یہ ہے کہ ان تمام آٹھ اداروں جن میں MSاور MD پروگرامز پڑھائے جا رہے ہیں کے ارباب اختیار اور ان پر اربوں روپے کے اخراجات کا کیا کوئی مواخذہ ممکن ہے جو ان سے ان کی کارکردگی کا پوچھ سکے؟ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک میں جن حقائق کا ذکر کیا گیا ہے یہ تلخ حقیقت واقعی موجود ہے اور شاید اس تلخ حقیقت کی بنیاد پر ہی پچھلے دنوں پورے صوبے کو ڈاکٹروں کی ہڑتال کا سامنا رہا ہے۔ اس میں بھی زیادہ تر کرغستان، فلپائن، یوکرائن اور جارجیا سے پڑھے ہوئے لوگوں کا عمل دخل تھا۔ بہر حال یہ ایک ایسا معاملہ ہے کہ جس پر محکمہ صحت غور کر رہا ہے کہ اس بارے میں کوئی مؤثر پالیسی سامنے لائی جائے۔ میں شیخ صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے ان حقائق کو ایوان میں پیش کیا ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ Not pressed

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ نے not pressed کا حکم دے دیا ہے اور میں اس کی تعمیل کروں گا لیکن میری ایک بات ذرا سُن لیں کہ اگر اس حوالے سے گورنمنٹ یا محکمہ صحت نے فوری ایکشن نہ لیا تو یہ معاملہ جو کہ پہلے ہی alarming ہو چکا ہے بہت خراب صورتحال اختیار کر لے گا۔ میری صرف یہ استدعا ہے کہ اس پر بہت تیزی سے اور جنگی بنیادوں پر کام کریں۔ آج ہمارے پاس بالکل Specialists نہیں رہے اور اس کی وجہ یہی میڈیکل کالج ہیں۔

جناب سپیکر: چونکہ اس تحریک التوائے کار کو محرک press نہیں کرتے اس لئے اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 744/12 بھی شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔

ایڈووکیٹ جنرل پنجاب کے دفتر سے قیمتی فائلوں کے غائب ہونے سے اپیل کنندگان کو مشکلات کا سامنا

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایڈووکیٹ جنرل پنجاب کے دفتر سے 27 ایسی انتہائی قیمتی فائلیں غائب کر دی گئی ہیں جن میں پنجاب حکومت کی ارب ہا روپے کی اراضی کی ملکیت کے معاملات تھے۔ محکمانہ انکوائری کے نتیجے میں اس بات کی تصدیق ہو گئی ہے کہ یہ فائلیں 2005 تک کے کیسوں کی غائب کی گئی ہیں۔ گو آج 2012 تک بھی اگر اس قسم کی قیمتی فائلیں غائب ہو گئی ہوں تو اس بارے میں حتمی بات نہیں کی جا سکتی لیکن انتہائی افسوسناک امر یہ ہے کہ ان 27 فائلوں میں ہزارہا کنال انتہائی قیمتی اراضیات کے معاملات تھے جن میں سول کورٹس نے حکومت کے خلاف فیصلے کئے تھے۔ ان فیصلوں کے خلاف جو کسی صورت میں بھی ہوئے تھے اور ان میں سے بہت سے Ex-Party فیصلے بھی ہوئے ہوں گے ان کے خلاف فوری اپیلیں دائر ہونا چاہئیں تھیں۔ حکومتی جائیداد کی حفاظت محکمہ مال کا اوّلین فرض تو ہے ہی لیکن وہ محکمے بھی برابر کے ذمہ دار ہیں جن کے زیر تصرف یہ تمام زمینیں تھیں یا ہیں۔ بدترین بددیانتی کی بنیاد پر یہ فائلیں ایڈووکیٹ جنرل پنجاب کے دفتر سے صرف اس لئے غائب کر دی گئی ہیں کہ ان مقدمات کی اپیلیں دائر نہ ہو سکیں۔ معاملہ اس وقت ایک بم کی مانند پھٹا جب ایک پارٹی کی طرف سے حکومت کے خلاف ایک فیصلے / ڈگری کی اجراء دائر کی گئی تو معلوم ہوا کہ کس طرح پنجاب حکومت کی ارب ہا روپے کی زمینوں کی اپیلیں دائر کرنے کی میعاد دانستہ گزار دی گئی ہے۔ سادہ الفاظ میں اب اگر یہ اپیلیں دائر بھی کی گئیں تو time barred ہوں گی۔ ان ارب ہا روپے کی حکومتی زمینوں کی لوٹ مار کا کون ذمہ دار ہے؟ حکومت کے خلاف ان عدالتی فیصلوں سے وہ کون سے افراد ہیں جن کو ناجائز فائدہ ہو گا، اُن کا تدارک کس طرح ہو گا؟ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب بہتر سمجھتے ہیں کہ Limitation Act کے حوالہ سے قوم کے ساتھ کتنا بڑا ظلم ہوا ہے۔ آپ بتائیے کہ اب اس کا کیا ہونا ہے؟

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ کافی complicated matter ہے اس لئے ایڈووکیٹ جنرل اس معاملہ کو ذاتی طور پر enquire کر رہے ہیں اور انہوں نے اس میں مزید time کی request کی ہے تو آپ اس تحریک کو next session تک pending فرمالیں۔

جناب سپیکر: زیر غور تحریک التواء کو next session تک pending کیا جاتا ہے۔ شیخ صاحب! اگلی تحریک التوائے کار نمبر 745 بھی آپ کی ہے۔

کمشنر لاہور کے احکامات کے باوجود یونیورسٹی اور دیگر پارکس شادی ہالوں میں تبدیل

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ کمشنر لاہور ڈویژن نے ایک مراسلہ کے ذریعے حکم دیا ہے کہ تمام پبلک پارکس اور سپورٹس گراؤنڈز میں شادی بیاہ کے فنکشنز وغیرہ بند کر دیئے جائیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ پورے صوبہ اور بالخصوص لاہور میں شاید ہی کوئی پارک ہو جو ایسے فنکشن سے محفوظ رہا ہے۔ پنجاب یونیورسٹی نیو کیمپس کی کرکٹ گراؤنڈ اور پنجاب یونیورسٹی کے (I.E.R) ڈیپارٹمنٹ کے سامنے تمام گرین ایریا جو کبھی پنجاب یونیورسٹی کی شان و شوکت کا مظہر تھا آج بے شمار شادی ہالز میں تبدیل ہو چکا ہے۔ پنجاب یونیورسٹی جو محرک اور معزز ایوان میں بیٹھے ہوئے بیشتر ممبران کی مادر علمی ہے کی آج کی حالت زار دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ پنجاب یونیورسٹی بھی کمرشل ازم کی شکار ہو چکی ہے اور اب اسے پنجاب یونیورسٹی کی بجائے پنجاب کمرشل ہوٹل اینڈ ایونٹ یونیورسٹی قرار دے دیا جائے جس سے کم از کم آنے والی نسلوں کو آج کے ارباب اختیار کے حقیقی خیالات تک پہنچنے میں مدد ملے گی لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کا جواب موصول نہیں ہوا، اس کو next session تک pending فرمالیں۔

جناب سپیکر: اس تحریک کو next session تک pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 746 بھی شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔ جی، شیخ صاحب!

خلاف قانون استعمال شدہ میڈیکل ویسٹ کی درآمد اور استعمال سے ہیپاٹائٹس اور ایڈز جیسی موذی بیماریوں کے پھیلنے کا خدشہ

شیخ علاؤالدین: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ یہ انتہائی مضر صحت (Used Medical Waste) بغیر کسی پوچھ گچھ کے پلاسٹک سکریپ کے لبادے میں بہت بڑی تعداد میں درآمد کی جارہی ہے۔ انسانی صحت کے لئے انتہائی نقصان دہ یہ میڈیکل ویسٹ لاہور اور پنجاب کے دوسرے بڑے شہروں میں سستے (PVC) مصنوعات کی تیاری میں استعمال کے لئے فروخت ہو رہی ہے جو Hepatitis C, HIV/AIDS جیسی خطرناک بیماریوں کی وجہ بن سکتی ہیں۔ میڈیکل ویسٹ جو (Intravenous) پر مشتمل ہیں زیادہ تر برطانیہ کے ساتھ ساتھ دوسرے ممالک سے بھی درآمد کی جارہی ہیں۔ یہ یوں تو شہر میں بے شمار خفیہ جگہوں پر ذخیرہ کی گئی ہے لیکن شاہدرہ کا علاقہ اس میں سر فہرست ہے۔ اس کو پلاسٹک سکریپ کا نام دے کر فروخت کیا جارہا ہے۔ انتہائی مضر صحت یہ نام نہاد پلاسٹک سکریپ بین الاقوامی اور ملکی درآمدی قوانین کی خلاف ورزی ہے۔ یہ میڈیکل ویسٹ (Urine Bag, Drips Bag) اور دوسری اسی قسم کی چیزوں پر مشتمل ہیں۔ ان اشیاء کی مجرمانہ درآمد کو لاہور ڈرائی پورٹ کسٹم نے کسی طرح کلیئر کیا اور اس کے کیا محرکات تھے۔ ایوان کے ہر معزز ممبر کو سن کر دکھ ہوگا کہ اس تمام میڈیکل ویسٹ کو (Post-production Plastic Scrap) ظاہر کیا گیا ہے جبکہ حقیقتاً ایسا نہیں ہے اور لیبارٹری رپورٹ میں بھی اس تمام میٹریل کو (Dirty infusion plastic bag) ظاہر کرنے کے باوجود دانستہ عوام کی صحت جیسے اہم پہلو کو نظر انداز کیوں کیا گیا اور مسلسل کرتے ہوئے ان اشیاء کی کھلی فروخت کی جارہی ہے۔ یہ امر بھی اہمیت کا حامل ہے کہ سندھ ہائی کورٹ کی طرف سے اس قسم کے ویسٹ میڈیکل میٹریل کی فروخت پر پابندی کے بعد یہ مکروہ کاروبار کراچی میں ختم ہو چکا تھا لیکن لاہور میں تیزی سے ہو رہا ہے۔ تقریباً 250 ایسے containers جو سندھ ہائی کورٹ کے حکم کی وجہ

سے کراچی سے کلیئر نہ ہو سکے تھے کو لاہور اور سیالکوٹ کی ڈرائی پورٹ سے کلیئر کرالیا گیا اور اب ان کی فروخت پنجاب کے مختلف شہروں اور بالخصوص لاہور میں بلا روک ٹوک جاری ہے جو انتہائی خطرناک ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ پنجاب حکومت چار لائن کا ایک لیٹر لکھ کر کسٹم ڈیپارٹمنٹ سے یہ پوچھے کہ اگر سندھ ہائی کورٹ کی یہ Ruling تھی تو یہاں سے یہ چیزیں کیوں release ہوئیں؟

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب! یہ چیز نوٹ کریں اور اس کا نوٹس لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ نوٹ ہو گیا ہے۔ اس تحریک التوائے کار کا بھی جواب موصول نہیں ہوا، اس کو next session تک pending کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: زیر غور تحریک التوائے کار next session تک pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 747 بھی شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! یہ ساری شیخ صاحب کی تحاریک التوائے کار ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کیسے بول رہی ہیں؟ آپ ماحول کو خراب نہ کریں۔ آپ کی بڑی مہربانی۔

شیخ علاؤالدین: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب بھر میں مورخہ 10۔مارچ 2012 کو جاری شدہ ایک حکم نامہ کی بنیاد پر 6200 ایسے سکول جو انتہائی غریب والدین کے بچوں کو بنیادی تعلیم مہیا کر رہے تھے بند کرنے کا حکم دے دیا ہے۔ ان سکولوں میں بچوں کی تعداد 248,000 ہے۔۔۔

کورم کی نشاندہی

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! آپ نے اگر صرف شیخ علاؤالدین کا بزنس لینا ہے تو پھر میں کورم point out کرتی ہوں۔ ایوان میں کورم نہیں ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، آپ کی مرضی ہے۔ محترمہ! کورم پورا کرنا آپ کی ذمہ داری تھی تو ہمیں اس پر کیا اعتراض ہے۔ گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے۔ پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب سپیکر: گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

مجھے بہت افسوس ہے کہ آج اجلاس شروع ہونے سے پہلے جب ہم بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں بیٹھے ہوئے تھے تو ہم نے آپس میں یہ طے کیا تھا کہ اس طرح سے ایوان کی کارروائی ہو گی۔ یہ اجلاس اپوزیشن کی ریکوزیشن پر طلب کیا گیا تھا اور لاء منسٹر صاحب کہہ رہے تھے کہ ہم اپوزیشن کی باتوں کا پوری طرح سے جواب دیں گے۔ میں بہت ہی افسوس اور دُکھ کے ساتھ یہ دیکھ رہا ہوں کہ کورم پورا نہیں ہے اس لئے اب میں اجلاس کل بروز منگل مورخہ 17۔جولائی 2012 صبح 10 بجے تک کے لئے ملتوی کرتا ہوں۔

88

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 17۔ جولائی 2012

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ صحت)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

حصہ اوّل

(مسودہ قانون)

RECONSIDERATION OF THE PROVINCIAL ASSEMBLY OF THE PUNJAB PRIVILEGES (AMENDMENT) BILL 2008 (Bill No. 15 of 2008)

Ch Aamar Sultan Cheema: to move that the message of the Governor in respect of the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill 2008, as passed by the Assembly on 28th February 2012, be taken into consideration at once.

Ch Aamar Sultan Cheema: to move that the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill 2008, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2)(b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor.

Ch Aamar Sultan Cheema: to move that the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill 2008, as originally passed by the Assembly, be passed again.

89

حصہ دوم

قرارداد

(مفاد عامہ سے متعلق)

محترمہ نگہت سلیم: یہ ایوان وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ گروپ کیپٹن (ریٹائرڈ)جناب سیسل چودھری کو خراج تحسین پیش کرنے کے لئے ملک کے کسی بھی ایئر بیس کو ان کے نام سے منسوب کیا جائے۔

90

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا انتالیسواں اجلاس

منگل، 17۔جولائی 2012

(یوم الثلاثہ، 26۔شعبان المعظم 1433ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11 بج کر 47 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری عبدالغفار شاکر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِo

وَالَّيۡلِ اِذَا يَغۡشٰى ۝١ وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى ۝٢ وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ
وَالۡاُنۡثٰٓى ۝٣ اِنَّ سَعۡيَكُمۡ لَشَتّٰى ۝٤ فَاَمَّا مَنۡ اَعۡطٰى وَ
اتَّقٰى ۝٥ وَصَدَّقَ بِالۡحُسۡنٰى ۝٦ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلۡيُسۡرٰى ۝٧
وَاَمَّا مَنۡۢ بَخِلَ وَاسۡتَغۡنٰى ۝٨ وَكَذَّبَ بِالۡحُسۡنٰى ۝٩
فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلۡعُسۡرٰى ۝١٠ وَمَا يُغۡنِىۡ عَنۡهُ مَالُهٗۤ اِذَا تَرَدّٰى ۝١١
اِنَّ عَلَيۡنَا لَـلۡهُدٰى ۝١٢ وَاِنَّ لَـنَا لَـلۡاٰخِرَةَ وَالۡاُوۡلٰى ۝١٣ فَاَنۡذَرۡتُكُمۡ
نَارًا تَلَظّٰى ۝١٤ لَا يَصۡلٰٮهَاۤ اِلَّا الۡاَشۡقَى ۝١٥ الَّذِىۡ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ۝١٦

سورة اللیْل آیات 1تا16

رات کی قسم جب (دن کو) چھپالے (1) اور دن کی قسم جب چمک اٹھے (2) اور اس (ذات) کی قسم جس نے نر اور مادہ پیدا کئے (3) کہ تم لوگوں کی کوشش طرح طرح کی ہے (4) تو جس نے (اللہ کے رستے میں مال) دیا اور پرہیز گاری کی (5) اور نیک بات کو سچ جانا (6) اس کو ہم آسان طریقے کی توفیق دیں گے (7) اور جس نے بخل کیا اور بے پروا بنا رہا (8) اور نیک بات کو جھوٹ سمجھا (9) اسے سختی میں پہنچائیں گے (10) اور جب وہ (دوزخ کے گڑھے میں) گرے گا تو اس کا مال اس کے کچھ بھی کام نہ آئے گا (11) ہمیں تو راہ دکھا دینا ہے (12) اور آخرت اور دنیا ہماری ہی چیزیں ہیں (13) سو میں نے تم کو بھڑکتی

آگ سے متنبہ کر دیا(14)اس میں وہی داخل ہو گا جو بڑا بد بخت ہے (15) جس نے جھٹلایا اور منہ پھیرا(16)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب محمد افضل نوشاہی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

غم زدوں کے لئے رحمت مصطفیٰ ﷺ وہ سمندر ہے جس کا کنارہ نہیں
حشر کے دن بھی وہ سب کے کام آئیں گے کون ہے جس نے اُن کو پکارا نہیں
شاہد اس پہ ہوا ہے کلام خُدا مصطفیٰ ﷺ کی رضا ہے خُدا کی رضا
اپنے محبوب سے حق نے فرما دیا جو تمھارا نہیں وہ ہمارا نہیں
کیا گھڑی ہو گی محشر میں سب انبیاء اُمتوں کو نہ دیں گے کوئی آسرا
ہو گی سب کی زبان پر یہی اک صدا مصطفیٰ ﷺ کے سوا کوئی چارہ نہیں
ہو کے وارفتہ جو بھی مدینے گیا سبز گنبد کو بس دیکھتا رہ گیا
ساری دنیا میں ایسا حسیں دلرُبا دوسرا اور کوئی نظارہ نہیں

سوالات

(محکمہ صحت)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اس سے پیشتر کہ ہم کارروائی کاآغاز کریں ہمارے اسHouse کے سابق معزز ممبر ملک رشید احمد خان جو کہ اب ماشاء اللہ قومی اسمبلی پاکستان کے ممبر ہیں وہ اس وقت سپیکر گیلری میں تشریف فرماہیں ہم ان کوwelcome کرتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران نے ڈیسک بجاکر معزز مہمان کا خیر مقدم کیا)

اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔پہلا سوال محترم محمد نوید انجم صاحب کا ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر!سوال نمبر2558 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

فاطمہ جناح میڈیکل کالج لاہور میں بھرتی کی تفصیلات

*2558: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یکم جنوری2007 سے آج تک فاطمہ جناح میڈیکل کالج، لاہور میں پروفیسر، ایسوسی ایٹ پروفیسر، اسسٹنٹ پروفیسر اور سینئر رجسٹرار کی کتنی پوسٹوں پر بھرتی کی گئی؟

(ب) بھرتی ہونے والے افراد کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، ڈومیسائل، پتاجات اور تجربہ کی تفصیل بیان کریں؟

(ج) ان اسامیوں پر بھرتی کے لئے کتنے افراد نے درخواستیں دیں ان کے نام، ولدیت، تعلیمی قابلیت اور تجربہ بیان کریں؟

(د) اگر بھرتی میرٹ پر ہوئی تو میرٹ لسٹ نیز میرٹ بنانے والے ملازمین کے نام، عہدہ اور گریڈ بتائیں؟

(ہ) کیا حکومت کے علم میں ہے کہ جن افراد کو ان پوسٹوں پر بھرتی کیا گیا ہے، ان سے اعلیٰ تعلیم یافتہ اور تجربہ کار افراد کو نظرانداز کرکے ان کو بھرتی کیا گیا ہے؟

(و) کیا حکومت غیر قانونی بھرتی کی تحقیقات کروانے اور حق دار افراد کو بھرتی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):

(الف) یکم جنوری2007 سے آج تک فاطمہ جناح میڈیکل کالج / سرگنگا رام ہسپتال لاہور میں پروفیسرز، ایسوسی ایٹ پروفیسرز، اسسٹنٹ پروفیسرز اور سینئر رجسٹرارز کی بھرتی کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سال2007 میں06 اسسٹنٹ پروفیسرز بھرتی کئے گئے۔

سال2008 میں کوئی پروفیسر، ایسوسی ایٹ پروفیسر اور اسسٹنٹ پروفیسر بھرتی نہ ہوا ہے تاہم29 سینئر رجسٹرار بھرتی کئے گئے ہیں۔

سال2009 میں2 پروفیسرز، 06 ایسوسی ایٹ پروفیسرز، 17 اسسٹنٹ پروفیسرز اور05 سینئر رجسٹرار بھرتی کئے گئے ہیں۔

سال11-2010 میں مندرجہ بالا پوسٹوں پر کوئی بھرتی نہ ہوئی ہے۔

سال2012 میں4 پروفیسرز، 2 ایسوسی ایٹ پروفیسرز، 8 اسسٹنٹ پروفیسرز اور18 سینئر رجسٹرار کی پوسٹوں پر بھرتی کے لئے سلیکشن لسٹ انٹرویو لینے کے بعد مورخہ 5-جون 2012 کو محکمہ صحت کو بھجوادی ہے جن پر محکمہ صحت جلد احکامات جاری کردے گا۔

(ب) یکم جنوری2007 سے آج تک فاطمہ جناح میڈیکل کالج / سرگنگا رام ہسپتال لاہور میں کل67 افراد کو بھرتی کیا گیا جبکہ 2012 میں33 افراد کے ناموں کی حتمی منظوری کے لئے حکومت پنجاب کو لسٹ بھیج دی گئی ہے۔ تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) متذکرہ اسامیوں پر بھرتی کے لئے درخواستیں دینے والے افراد کی تفصیل (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) تمام بھرتی حکومت پنجاب کی میرٹ پالیسی کے مطابق سپیشل سلیکشن بورڈ کے تحت کی گئی جس کے مطابق متعلقہ ادارہ کا سربراہ (پرنسپل، FJMC) چیئرمین ہوتا ہے جبکہ دیگر ممبران میں متعلقہ شعبہ کا ہیڈ اور حکومت پنجاب کی طرف سے محکمہ صحت کا نمائندہ شامل ہوتا ہے۔ تفصیل بمعہ میرٹ لسٹ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) تمام افراد کو ان کی تعلیمی قابلیت اور تجربات کے مطابق اوپن میرٹ اور گورنمنٹ کی پالیسی کے مطابق بھرتی کیا گیا ہے۔ تمام افراد کے سپیشل سلیکشن بورڈ کی سفارش پر محکمہ صحت

حکومت پنجاب نے آرڈرز جاری کئے ہیں۔ کسی بھی اعلیٰ تعلیم یافتہ اور اعلیٰ تجربہ کار امیدوار کو نظر انداز نہیں کیا گیا۔

(و) ادارہ ہذا میں ہر دفعہ بھرتی میرٹ پر کی گئی، بغیر میرٹ اور قواعد و ضوابط کے برعکس کوئی بھرتی نہ کی گئی اور نہ ہی اس سلسلہ میں درخواست دہندگان کی طرف سے کوئی بھی شکایت موصول ہوئی ہے لہذا تحقیقات کا کوئی جواز نہ ہے۔ تاہم اگر ادارے کو اس بابت کوئی شکایت موصول ہوئی تو مکمل تحقیقات کی جائیں گی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میں جواب سے مطمئن ہوں۔

جناب سپیکر: ماشاء اللہ۔ آپ کو بہت مبارک ہو۔ اگلا سوال بھی محترم نوید انجم صاحب کا ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! سوال نمبر 2808 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب ڈینٹل ہسپتال لاہور کی تفصیلات

*2808: **جناب محمد نوید انجم:** کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب ڈینٹل ہسپتال لاہور سے ملحقہ ڈینٹل کالج کب قائم کیا گیا تھا، اس کے قیام کے اغراض و مقاصد بتائیں؟

(ب) اس میں کہاں تک تعلیم دی جاتی ہے؟

(ج) ان طالب علموں سے ماہانہ کتنی فیس وصول کی جاتی ہے؟

(د) اس کے سال 08-2007 اور 09-2008 کے اخراجات بتائیں؟

(ہ) اس کالج کی ان سالوں کی آمدن سال وار بتائیں نیز آمدن کے ذرائع کون کون سے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):

(الف) پنجاب ڈینٹل کالج لاہور 1934 میں لاہور وال سٹی ٹیکسالی کے ساتھ قائم کیا گیا تھا۔

ڈینٹل کالج کے قیام کا مقصد لاہور شہر، صوبہ پنجاب اور پاکستان بشمول برصغیر پاک و ہند کے لوگوں کے لئے دانتوں کے علاج کے لئے تربیت گاہ کا قیام تھا۔

(ب) ڈینٹل کالج لاہور میں درج ذیل کیٹیگریز میں تعلیم دی جاتی ہے۔

بنیادی تعلیم:

(i) بیچلر آف ڈینٹل سرجری (BDS) چار سالہ

پوسٹ گریجویٹ تعلیم:

(i) ایف سی پی ایس کی ٹریننگ (FCPS) چار سال

(ii) ایم سی پی ایس (MCPS) دو سال

(iii) ایم ڈی ایس کی ٹریننگ (MDS) چار سال

(iv) ایم فل کی ٹریننگ (M-Phill) دو سال

(ج) ڈینٹل کالج کے ہر BDS کے طالب علم سے سالانہ۔/13,972 روپے بطور فیس وصول کئے جاتے ہیں اور پوسٹ گریجویٹس کو حکومتِ پنجاب (stipend) دیتی ہے۔

(د) ڈینٹل کالج لاہور کا سال 08-2007 کا ٹوٹل خرچہ مبلغ دو کروڑ تراسی لاکھ انتالیس ہزار نو سو روپے ہے۔ کاپی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ڈینٹل کالج کا سال 09-2008 کا ٹوٹل خرچہ مبلغ ایک کروڑ تہتر لاکھ تینتیس ہزار روپے ہے۔ کاپی (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) ڈینٹل کالج لاہور کی سال 08-2007 کی آمدن بطور سالانہ فیس مبلغ اکسٹھ لاکھ انتیس ہزار تین سو روپے ہے۔

سال 09-2008 کی آمدن بصورت سالانہ فیس گیارہ لاکھ چونتیس ہزار نو سو روپے ہے۔

آمدن کے ذرائع:۔

بی ڈی ایس کے طالب علموں سے فیس وصول کی جاتی ہے۔

نیز اس کالج کو گورنمنٹ آف پنجاب کی طرف سے سال 08-2007 میں مبلغ چار کروڑ چودہ لاکھ تراسی ہزار روپے بجٹ گرانٹ دی گئی تھی اور سال 09-2008 میں مبلغ چار کروڑ انیس لاکھ تینتیس ہزار روپے بجٹ گرانٹ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میں اس کے جواب سے بھی مطمئن ہوں۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میں اس پر ضمنی سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، پوچھیں۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! اس سوال کے جز (ج) میں بتایا گیا ہے کہ "ڈینٹل کالج کے ہر BDS کے طالب علم سے سالانہ -/13,972 روپے بطور فیس وصول کئے جاتے ہیں اور پوسٹ گریجویٹس کو حکومت پنجاب stipend دیتی ہے۔" میرا پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے ضمنی سوال یہ ہے کہ حکومت ایک طالب علم کو ڈاکٹر یا ڈینٹل ڈاکٹر بنانے پر تقریباً کتنا خرچہ کرتی ہے اور کیا ہم ان سے کوئی bond لیتے ہیں کہ وہ تعلیم حاصل کرنے کے بعد پاکستان کے عوام کی خدمت کریں گے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! اس میں گزارش یہ ہے کہ ہم طالب علموں کو subsidy دیتے ہیں۔ مبلغ -/13,972 روپے طالب علم خود pay کرتا ہے اور باقی اخراجات حکومت ادا کرتی ہے۔ اس طرح چار، پانچ سالوں میں حکومت کا تقریباً پچیس سے تیس لاکھ روپے ایک ڈاکٹر بنانے پر خرچ آتا ہے۔ دوسری جو پوسٹ گریجویٹس ٹریننگ کی بات کی جا رہی ہے جب کوئی ڈاکٹر BDS کر لیتا ہے تو اس کے بعد چند سیٹیں ہوتی ہیں کہ جن کو ہم stipend دیتے ہیں۔ میں گزارش کرتا چلوں کہ 08-2007 میں پوسٹ گریجویٹس طالب علموں کا مشاہرہ آٹھ ہزار روپے تھا جبکہ آج یہ 42 سے 44 ہزار روپے ہے تو چار سالوں میں تقریباً چار گنا اس میں اضافہ ہوا ہے اور دوسری بات جو معزز ممبر نے پوچھی ہے کہ bond لیتے ہیں یا نہیں تو اس وقت کسی بھی میڈیکل یا ڈینٹل گریجویٹ سے کوئی بانڈ نہیں لیا جاتا۔ آج سے بیس سال پہلے بانڈ لیا جاتا تھا اور گورنمنٹ یا آرمی کی دو سال کی سروس لازمی تھی لیکن اس میں پرائیویٹ سیکٹر کے involve ہونے کے بعد یہ بانڈ لینا بند کر دیا گیا ہے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! اس سوال کے جز (د) کے جواب میں لکھا ہے کہ ڈینٹل کالج لاہور کا 08-2007 کا ٹوٹل خرچہ مبلغ 2 کروڑ 83 لاکھ، 39 ہزار 9 سو روپیہ ہے۔ اسی سوال کے جز (ہ) کے جواب میں آگے جا کر یہ لکھتے ہیں کہ نیز اس کالج کو پنجاب حکومت کی طرف سے 08-2007 میں مبلغ 4 کروڑ 14 لاکھ 83 ہزار روپیہ کی گرانٹ دی گئی۔ ایک طرف تو یہ کہتے ہیں کہ اس کا خرچہ صرف 2 کروڑ روپیہ ہے اور دوسری طرف کہتے ہیں کہ اسی سال میں انہیں 4 کروڑ روپیہ دیا گیا۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ 4 کروڑ روپیہ کس لئے دیا گیا؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت(ڈاکٹر سعید الٰہی):جناب سپیکر!اس کالج کا بجٹ تقریباً3کروڑ روپیہ ہے اور اُس کے بعد جب تنخواہیں بڑھائی گئیں، ڈینٹل مٹیریل،لوکل پرچیز اور علاج کی مد کے حوالہ سے سرکاری ہسپتال جو جو ڈیمانڈ بھیجتے ہیں اُس کے مطابق اُن کو گرانٹ دے دی جاتی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!اس ہسپتال کی08-2007 میں انکم61لاکھ29 ہزار روپیہ ہے اور 09-2008 میں یہ انکم11لاکھ 34 ہزار روپے رہ گئی۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ وہاں پر پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے کبھی کوئی وزٹ کیا ہے؟وہاں پر عملی طور پر کوئی کام نہیں ہو رہا،لوگوں کو وہاں پر کوئی سہولت نہیں ہے اور میرے اس دعویٰ کا ثبوت یہ ہے کہ وہاں پر پرچی انکم کتنی کم ہو گئی ہے تو اس کا مطلب ہے کہ وہاں پر کوئی مریض نہیں جاتا اور یہ بتائیں کہ یہ حال کیوں ہوا؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت(ڈاکٹر سعید الٰہی):جناب سپیکر!میں ذرا تصحیح کر دوں کہ اس ڈینٹل کالج کے دو ڈینٹل ہسپتال ہیں۔ شیخ صاحب پرچی فیس کی جو بات کر رہے ہیں اس حوالہ سے بات یہ ہے کہ وہاں پر فری ادویات اور مفت علاج معالجہ فراہم کیا جارہا ہے اس لئے وہاں پر حکومت کا بجٹ بڑھ گیا ہے اور چیف منسٹر نے وہاں پر کار سٹینڈ، موٹر سائیکل سٹینڈ اور پرچی فیس ختم کر دی ہوئی ہے تاکہ لوگوں کو facilitate کیا جا سکے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!09-2008 کی بات ہو رہی ہے۔ میں ثابت کر سکتا ہوں کہ وہاں پر کوئی کام نہیں ہو رہا اور مریضوں کا بڑا بُرا حال ہے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!آپ شیخ صاحب کے ساتھ coordinate کر کے اس معاملہ کو دیکھ لیں۔اگلا سوال محترمہ نگہت ناصر شیخ کا ہے۔جی، محترمہ!

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر3749ہے۔

لاہور میں تعینات ڈرگ انسپکٹروں کی کارکردگی کی تفصیلات

*3749: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور میں ڈرگ انسپکٹروں کی کارکردگی جانچنے کے لئے خفیہ فورس تشکیل دینے کا فیصلہ کیا گیا ہے؟

(ب) سال08۔2007 کے دوران کتنے ڈرگ انسپکٹروں کے خلاف خفیہ رپورٹس محکمہ کو وصول ہوئیں؟

(ج) لاہور کے حلقہ پی پی۔147 سے کتنے ڈرگ انسپکٹروں کے خلاف خفیہ رپورٹس ملیں؟

(د) لاہور کے حلقہ پی پی۔147 میں سال09-2008 میں کتنے میڈیکل سٹوروں کے خلاف چالان پیش کئے گئے، میڈیکل سٹوروں کے نام بتائیں اور چالانوں سے حاصل شدہ رقم سے بھی آگاہ فرمائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):

(الف) یہ درست نہ ہے کہ لاہور میں ڈرگ انسپکٹروں کی کارکردگی جانچنے کے لئے خفیہ فورس تشکیل دینے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ البتہ وزیراعلیٰ پنجاب کی ہدایت پر تشکیل شدہ ٹاسک فورس برائے انسداد جعلی ادویات کی TOR میں ڈرگز انسپکٹروں کی کارکردگی جانچنا بھی شامل ہے۔

(ب) سال08۔2007 کے دوران ڈرگ انسپکٹروں کے خلاف کوئی خفیہ رپورٹ محکمہ کو وصول نہ ہوئی ہے۔

(ج) لاہور کے پی پی۔147 سے کسی ڈرگ انسپکٹر کے خلاف خفیہ رپورٹ نہیں ملی۔

(د) لاہور کے حلقہ پی پی۔147 میں سال2008 سے مئی2012 تک جن میڈیکل سٹوروں کے خلاف چالان پیش ہوئے ان کے نام اور چالانوں سے حاصل شدہ رقم کی تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! اس سوال کے جواب میں کہا گیا ہے کہ چیف منسٹر کی ہدایت پر ٹاسک فورس بنائی گئی ہے تو میرا پہلا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا وہ ٹاسک فورس ابھی بھی کام کر رہی ہے۔ اس کے ساتھ انہوں نے کہا ہے کہ جعلی ادویات کی TOR میں ڈرگ انسپکٹروں کی کارکردگی کو جانچنا بھی شامل ہے تو کتنے ڈرگ انسپکٹروں ان کے معیار پر پورے اُترے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! پورے پنجاب کے ڈرگ انسپکٹروں کی شہرت کے حوالہ سے verification کی گئی اور اچھی شہرت کے لوگوں کو فیلڈ میں تعینات کیا گیا اور جن کے بارے میں کوئی شکوک و شبہات تھے انہیں مختلف ہسپتالوں اور دیگر اداروں میں تعینات کر دیا

گیا۔اس کے لئے کوئی ایسی ٹاسک فورس تشکیل نہیں دی گئی تھی۔ محکمہ اپنے طور پر معلومات حاصل کرتا ہے اوراس کے نتیجہ میں تبادلے اور تعیناتیاں کرتا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے بتایا ہے کہ قابل لوگوں کو تعینات کر دیا گیاتو پھر جعلی اور پرانی ادویات کیوں فروخت ہو رہی ہیں؟ جز(د) میں ایک لسٹ بھی دی گئی ہے جس میں جعلی ادویات بیچنے پر میڈیکل سٹوروں کے چالان کئے گئے ہیں تو کیا یہ اتنا معمولی سا جرم ہے کہ آپ جعلی یا پرانی ادویات فروخت کر کے لوگوں کی جان لے رہے ہیں اور اُس کا جرمانہ صرف 6 یا 8ہزار روپیہ ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! یہ صرف جعلی ادویات کے کیس نہیں ہیں۔ ڈرگ کورٹس آزاد عدالتیں ہیں وہ خود فیصلہ کرتی ہیں اور گورنمنٹ کا کام prosecution کرنا ہے کہ جو میڈیکل سٹور بے ضابطگیوں میں ملوث ہوتے ہیں ہم اُن کے خلاف کارروائی کر کے عدالتوں کو بھیجتے ہیں اور ڈرگ کورٹس کے جج ہائیکورٹ کے جج کے عہدے کے افسر ہوتے ہیں اور وہ سزائیں دیتے ہیں۔ محترمہ نے ابھی جو جعلی ادویات کے حوالہ سے بات کی ہے تو پوری دُنیا میں امریکہ سے لے کر چائنا تک کوئی ملک ایسا نہیں ہے جہاں جعلی ادویات نہ ہوں لیکن اُس کو کنٹرول کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، وہ کوششیں جاری ہیں۔ چیف منسٹر نے تین سال پہلے ٹاسک فورس بنائی تھی اُس کے علاوہ ابھی بھی تقریباً تین مہینے بعد review ہوتا ہے جس میں محکمہ صحت، سیکرٹری صحت اور دیگر ادارے مل کر review کرتے ہیں پھر campaign launch کرتے ہیں اور پچھلے تین مہینے میں جعلی دواخانوں کے خلاف crack down جاری رہا ہے جس کے بارے میں آپ نے میڈیا میں بھی بہت سُنا ہوگا۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے فرمایا ہے کہ ڈرگ کورٹس کے جج بڑے پائے کے جج ہیں لیکن legislate کرنا تو حکومت کا کام ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس وقت قانون میں جعلی ادویات کے حوالہ سے جو سزائیں موجود ہیں کیا اُن سے یہ کام کنٹرول ہو رہا ہے یا حکومت کو intervention کرنے کی ضرورت ہے، نئی legislation کر کے اُن سزاؤں کو بڑھانے کی ضرورت ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! فیڈرل level پر ڈرگ ریگولیٹری اتھارٹی بن گئی ہے اور اُس کے دائرہ اختیار میں یہ چیزیں شامل ہیں اور یہ جن ترامیم کی بات کر رہے ہیں وہ وہاں پر propose کی گئی ہیں۔ ابھی تک ڈرگ ریگولیٹری اتھارٹی نے fully کام کرنا شروع نہیں کیا جس کی وجہ سے ابھی ترامیم نہیں ہو سکتیں۔ اُس میں صوبوں کا یہ اصرار ہے کہ صوبوں کے majority members ہونے چاہئیں اور فیڈرل کے کم ہونے چاہئیں تو اُس پر یہ بحث و مباحثہ جاری ہے۔ جس دن ڈرگ ریگولیٹری اتھارٹی مکمل ہو جائے گی انشاء اللہ ترامیم بھی آ جائیں گی۔

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب سپیکر! میرے بھائی نے بتایا ہے کہ ہم نے ڈرگ انسپکٹروں کی اچھی شہرت اور بُری شہرت کے حوالہ سے evaluation کی۔ ایک تو بُری شہرت کے بارے میں بتا دیں کہ بُری شہرت میں کیا کیا چیزیں آتی ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ بُری شہرت کے جو لوگ ہیں کیا اُن کے خلاف کوئی تادیبی کارروائی کی گئی یا حکومت کوئی ایسا ارادہ رکھتی ہے کہ اُن کے خلاف تادیبی کارروائی کی جائے؟

جناب سپیکر: Is it a supplementary question? ڈاکٹر صاحب! ان کو تھوڑا سا مطمئن کر دیں پھر آگے چلتے ہیں۔ انہیں بُری شہرت کے بارے میں تھوڑا سا بتا دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! وہ خود ہی جانتے ہیں۔ اچھی شہرت تو خوشبو کی طرح پھیلتی ہے۔ گزارش یہ ہے کہ دو طرح کی کارروائی ہوتی ہے ایک تو یہ ہے کہ جن ڈرگ انسپکٹروں کی عمومی شہرت اچھی نہیں ہوتی اُنہیں ٹرانسفر کیا جاتا ہے اور دوسرے وہ لوگ جن کے خلاف کرپشن، favoritism or nepotism کی کوئی concrete شکایات موصول ہوتی ہیں اُن کے خلاف تادیبی کارروائی کی جاتی ہے۔ اس وقت تقریباً سات سے نو ڈرگ انسپکٹروں کے خلاف under E.N.D Rules انکوائریاں چل رہی ہیں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ! اگلا سوال بھی آپ کا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: سوال نمبر 3750

لاہور۔ جعلی ادویات بنانے والوں کے خلاف کارروائی کی تفصیلات

*3750: **محترمہ نگہت ناصر شیخ:** کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) لاہور ڈویژن کو محکمہ نے جعلی ادویات سے پاک کرنے کے لئے کیا اقدامات اٹھائے ہیں؟

(ب) سال08-2007 کے دوران کتنے ڈرگ انسپکٹروں نے جعلی ادویات بنانے والوں کے خلاف کارروائی کی؟

(ج) لاہور میں کل کتنے ڈرگ انسپکٹروں کو جعلی ادویات بنانے، بیچنے والوں کے خلاف کارروائی کی ذمہ داریاں سونپی گئی ہیں، تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) حلقہ پی پی-147 میں کل کتنے ڈرگ انسپکٹر کام کر رہے ہیں نیز ان کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):

(الف) محکمہ صحت حکومتِ پنجاب نے وزیر اعلیٰ پنجاب کی ہدایت پر صوبہ بھر (بشمول لاہور ڈویژن) سے جعلی ادویات کے خاتمہ کے لئے نومبر 2008 سے مندرجہ ذیل تین ٹاسک فورسز تشکیل دی ہیں۔

1- ٹاسک فورس برائے انسدادِ جعلی ادویات (شمالی پنجاب) 2- ٹاسک فورس برائے انسداد جعلی ادویات (مرکزی پنجاب)

3- ٹاسک فورس برائے انسداد جعلی ادویات (جنوبی پنجاب)

ان ٹاسک فورسز کے سربراہ بالترتیب جناب تنویر اسلم ملک، ایم پی اے، حلقہ پی پی 2
جناب ڈاکٹر سعید الٰہی، ایم پی اے، حلقہ پی پی 152، جناب ڈاکٹر فرخ جاوید، ایم پی اے، حلقہ پی پی 230

مندرجہ بالا ٹاسک فورسز کے تحت پنجاب سے جعلی ادویات کا قلع قمع کرنے کے لئے محکمہ صحت نے ایک باقاعدہ مہم شروع کر رکھی ہے اور ضلعی سطح پر چھاپہ مار ٹیمیں جعلی ادویات کے کاروبار میں ملوث افراد اور اداروں کے خلاف سخت کارروائی کر رہی ہیں۔

(ب) سال08-2007 میں صوبہ بھر کے 146 ڈرگ انسپکٹروں نے جعلی ادویات بنانے والوں کے خلاف کارروائی میں حصہ لیا۔

(ج) لاہور میں مندرجہ ذیل 10 ڈرگ انسپکٹروں کو ٹاؤن کی سطح پر جعلی ادویات بنانے اور بیچنے والوں کے خلاف کارروائی کرنے کی ذمہ داریاں سونپی گئی ہیں۔

نمبر شمار	ٹاؤن	ڈرگ انسپکٹر	نمبر شمار	ٹاؤن	ڈرگ انسپکٹر
1	علامہ اقبال ٹاؤن	حسن سعید	6	عزیز بھٹی ٹاؤن	عمران سرفراز
2	راوی ٹاؤن	شوکت وہاب	7	گلبرک ٹاؤن	اظہر جمال سلیمی
3	داتا گنج بخش ٹاؤن	سعید اقبال	8	سمن آباد ٹاؤن	تاشفین اقبال
4	نشتر ٹاؤن	ثناء اللہ سیف	9	واہگہ ٹاؤن	عامر شہزاد
5	شالیمار ٹاؤن	محمد عنصر	10	کینٹ ایریا	فیصل محمود

(د) حلقہ پی پی-147 میں تین ڈرگ انسپکٹر کام کر رہے ہیں ان کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام ڈرگ انسپکٹر	گریڈ
1-	اظہر جمال سلیمی	18
2-	سعید اقبال	18
3-	عمران سرفراز	17

جناب سپیکر: جی، محترمہ کوئی ضمنی سوال ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! اس سوال کے جواب میں تو کافی تفصیل سے بتایا گیا ہے کہ ڈرگ انسپکٹر بڑے اچھے طریقے سے کام کر رہے ہیں ان کی لاہور میں duties لگا دی گئی ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اگر اتنے اچھے طریقے سے کام ہو رہا ہے اور فوری کارروائی بھی ہو رہی ہے تو پھر جعلی اور زائد المیعاد ادویات تقریباً ہر سٹور پر کیوں فروخت ہو رہی ہیں؟

جناب سپیکر: کیا آپ particular case بتا سکتی ہیں؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرے حلقہ میں فروخت ہو رہی ہیں۔

جناب سپیکر: آپ یہاں particular پوچھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! یہ mix-up کر رہی ہیں کیونکہ جو جرمانے، چالان یا کارروائی ہوتی ہے اس میں مختلف الزامات ہوتے ہیں جن میں دو الزامات جعلی اور زائد المیعاد ادویات سٹوروں میں رکھنا ہے۔ ان سٹوروں کو باقاعدہ seal کیا جاتا ہے، چالان کیا جاتا ہے اور اس کے بعد ایک مقررہ مدت میں expired medicines کو کمپنی کو واپس کرنا ہوتا ہے۔ اس میں جو لوگ delay کرتے ہیں ان کے خلاف کارروائی ہوتی ہے۔ آپ نے جس طرح فرمایا ہے اگر محترمہ نشاندہی کر دیں کہ ان کے حلقہ میں کون کون سے سٹور ہیں جن کے بارے میں ان کو شک ہے کہ وہ غیر قانونی اقدامات میں ملوث ہیں تو انشاء اللہ تعالیٰ ان کو seal کیا جائے گا۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! عموماً میرے سوال کے جواب میں مجھے یا دوسرے ممبران کو یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ آپ نشاندہی کر دیں۔ اگر ہم لوگوں نے ہی یہ کام کرنا ہے تو پھر جن لوگوں کو اس کام کے لئے رکھا گیا ہے ان کو نکال دیں۔ ہم لوگ نشاندہی کر کے کارروائی کر لیں گے۔

جناب سپیکر! ڈرگ کورٹس سے کتنی دیر میں فیصلہ ہو جاتا ہے اور موجودہ ڈرگ کورٹ کہاں پر ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! اس میں گزارش یہ ہے کہ انسپکٹر یا ضلعی انتظامیہ کے علم میں جب کوئی غیر قانونی بات آتی ہے تو وہ اس پر اقدامات کرتے ہیں۔ میں نے ان کو اس لئے کہا ہے کیونکہ انہوں نے یہ سوال اٹھایا ہے۔ اس وقت ایک ڈرگ کورٹ برڈ ووڈ روڈ لاہور میں واقع ہے، اس کے علاوہ چار اور ڈرگ کورٹس ہیں۔ برڈ ووڈ روڈ پر جو ڈرگ کورٹ ہے، جو شخص ہائیکورٹ کا جج بننے کا اہل ہے وہ اس کورٹ میں تعینات کیا جا سکتا ہے اس لئے ہمیں ان پر پورا اعتماد ہے جو ڈرگ کورٹس کام کر رہی ہیں وہاں پر اہل لوگ تعینات کئے گئے ہیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، نولاٹیا صاحب!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! جواب کے اندر ٹاسک فورس برائے انسداد جعلی ادویات لکھا ہوا ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب کو Punjab Government Rules of Business کے تحت اختیارات حاصل ہیں کہ وہ صوبہ پنجاب کو چلائیں گے اور وہ کبھی بھی ان Rules سے باہر نہیں جا سکتے۔ اس کے علاوہ محکمہ صحت کو چلانے کے لئے منسٹر اور منسٹر کے اختیارات ہیں، پارلیمانی سیکرٹری کے اختیارات ہیں، سٹینڈنگ کمیٹی کے اختیارات ہیں، Directorate of Health کے اختیارات ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ ضمنی سوال کریں، آپ نے تو تقریر شروع کر دی ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! انہوں نے کس قانون اور rule کے تحت یہ ٹاسک فورس بنائی ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ محکمہ صحت کو چلانے کے لئے Rules of Business میں یہ چار چیزیں تو موجود ہیں لیکن ٹاسک فورس نہیں ہے۔ اگر ان کو بڑا ہی شوق ہے تو ان کو Punjab Government Rules of Business کے اندر ترمیم کرنی چاہئے اور اس کے اندر لکھنا چاہئے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب ٹاسک فورس بھی بنا سکتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! میں correct کرتا ہوں کہ اس وقت پنجاب میں کوئی ٹاسک فورس کام نہیں کر رہی۔ اس وقت محکمہ صحت کی کوئی ٹاسک فورس کام نہیں کر رہی۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! سابق سپیکر پنجاب اسمبلی چودھری افضل ساہی صاحب نے گزشتہ tenure میں ایک ruling دی تھی کہ جو بھی سوال اس House کے اندر پیش کیا جائے، جس دن اس سوال کو take up کیا جائے گا اس دن تک اس کی latest position سامنے آنی چاہئے۔ انہوں نے پھر اس سوال کی تاریخ وصولی 20۔ جون 2012 دی ہوئی ہے۔ اگر ٹاسک فورس ختم ہو چکی ہے تو پھر یہاں کیوں لکھا گیا ہے۔ انہوں نے یہاں لکھنا تھا کہ ہم ٹاسک فورسز ختم کر چکے ہیں۔ یہ اس کے اندر لکھتے ہیں کہ ٹاسک فورس برائے انسداد جعلی ادویات (شمالی پنجاب) ٹاسک فورس برائے انسداد جعلی ادویات (مرکزی پنجاب) اور ٹاسک فورس برائے انسداد جعلی ادویات (جنوبی پنجاب) ہیں تین ایم پی ایز ان کے چیئرمین بھی لکھے ہوئے ہیں۔ انہوں نے اس کو latest کیوں نہیں کیا یہ اس کی وضاحت فرمادیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس میں یہ عرض کروں گا اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بات نولاٹیا صاحب کے علم میں ہونی چاہئے کہ political governments منتخب نمائندوں کے ساتھ ساتھ اپنے ان کارکنوں کو بھی on board کرتی ہیں جنہوں نے اپنی پارٹی کے لئے محنت کی ہوتی ہے اور کام کیا ہوتا ہے۔ یہ ٹاسک فورسز ایک specific task کے لئے بنائی گئی تھیں جن میں منتخب نمائندے اور سیاسی کارکنوں نے مل کر کام کرنا ہوتا ہے۔ اس specific task کے fulfill ہونے کے بعد ان کو ختم کر دیا گیا تھا۔ ان میں جن لوگوں نے کام کیا ان کے ماسوائے secretarial support کے قطعی طور پر کوئی اخراجات نہیں تھے۔ اس میں کسی کو تنخواہ دی گئی اور نہ کسی کو ٹی اے، ڈی اے دیا گیا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ شکریہ

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! اگر یہ کہتے ہیں کہ ہم نے سیاسی کارکنوں کو accommodate کیا تھا تو اس میں اس House کے ممبران بھی چیئرمین تھے۔ ان میں تنویر اسلم،

ایم پی اے حلقہ پی پی۔21، ڈاکٹر سعید الٰہی، ایم پی اے حلقہ پی پی۔152 اور ڈاکٹر فرخ جاوید، ایم پی اے حلقہ پی پی۔230 شامل ہیں۔ میری ایک تجویز ہے کہ جب Rules of Business کے اندر کہا گیا ہے کہ محکمہ صحت کو پارلیمانی سیکرٹری کے ذریعے چلائیں گے، وزیر صحت کے ذریعے چلائیں گے، سٹینڈنگ کمیٹی کے ذریعے چلائیں گے، Directorate of Health کے ذریعے چلائیں گے یا Secretariat of Health کے ذریعے چلائیں گے تو یہ جو چاروں پانچوں ادارے ہیں ان کو انہوں نے مفلوج کر کے ایک ایسی ٹاسک فورس بنا دی جس کا Rules of business اور قانون کے اندر کوئی ذکر نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ آپ اس کو چیلنج کر دیں۔ مجھے آگے چلنے دیں۔ اگلا سوال سردار خالد سلیم بھٹی صاحب کا ہے۔ جی، بھٹی صاحب!

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! سوال نمبر 3918 ہے۔

پی پی۔233 ضلع وہاڑی میں واقع بی ایچ یوز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3918: سردار خالد سلیم بھٹی: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی۔233 ضلع وہاڑی میں بی ایچ یو کس کس جگہ واقع ہیں؟

(ب) ہر بی ایچ یو کتنے بیڈز پر مشتمل ہے؟

(ج) ہر بی ایچ یو میں ڈاکٹرز کی منظور شدہ اسامیاں کتنی ہیں تفصیل علیحدہ علیحدہ فراہم کریں؟

(د) کتنی اسامیاں کس کس جگہ کب سے خالی ہیں؟

(ہ) خالی اسامیاں کب تک پُر کر دی جائیں گی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):

(الف) پی پی۔233 ضلع وہاڑی میں پانچ بی ایچ یو (چک نمبر EB/325، چک نمبر EB/305، چک نمبر EB/455، چک نمبر 495 اور چک نمبر EB/515) ہیں جبکہ BHU چک نمبر EB/148 کو اپ گریڈ کر کے RHC کا درجہ دے دیا گیا ہے۔

(ب) ہر بی ایچ یو دو بیڈز پر مشتمل ہوتا ہے۔

(ج) ہر بی ایچ یو میں ڈاکٹر کی ایک منظور شدہ اسامی ہے۔

(د،ہ) پی پی۔233 ضلع وہاڑی میں موجود تمام بی ایچ یوز پر اسامیاں پُر ہیں۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! جز(الف) کا جواب غلط ہے۔ انہوں نے جو پانچ بی ایچ یوز میرے حلقہ میں بتائے ہیں ان میں سے تین بی ایچ یوز چک نمبرEB/325، چک نمبرEB/305اور چک نمبر 495تو میرے حلقہ کے ہیں اور باقی میرے حلقہ سے متعلقہ نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: آپ کے متعلقہ نہیں لیکن وہ اس ضلع میں تو ہیں۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! جواب غلط دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: وہ limitationکے master نہیں ہوتے۔ آپ کی حد تک تو جواب آ گیا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! میں reconfirm کر لیتا ہوں۔ اس طرح بھی ہوتا ہے کہ کئی بی ایچ یوز دو حلقوں میں آتے ہیں اور distribution کی problem ہوتی ہے۔ ہمارے انتظامی ڈویژنز نے دیکھنا ہوتا ہے کہ ہم نے بی ایچ یو کو کس حلقہ میں ڈالا ہوا ہے۔ اس کے لئے ہم confirm کر لیتے ہیں۔ اگر ان کے حلقہ میں نہیں ہے تو ہم انہیں delete کر دیں گے۔ ہم اس کو EDO Health سے چیک کرا لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: سردار خالد سلیم صاحب! کوئی اور ضمنی سوال۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! جز(ج) کا جواب یہ ہے کہ ہر بی ایچ یو میں ایک میڈیکل آفیسر یا وومن میڈیکل آفیسر whole time کے لئے تعینات کی جاتی ہے۔ مگر میرے حلقہ پی پی۔233 میں جزوقتی طور پر کام کیا جا رہا ہے مثال کے طور پر میرے حلقہ میں چک نمبرEB/325، چک نمبرEB/305، چک نمبرEB/257اور چک نمبرEB/287 میں چار سنٹر ہیں جن میں چار ڈاکٹروں کی ڈیوٹی ہونی چاہئے مگر ان میں دو ڈاکٹر کام کر رہے ہیں۔ ایک دن ایک ڈاکٹر ایک گاؤں میں جاتا ہے اور دوسرے دن وہاں سے اس کی چھٹی ہوتی ہے اور اس دن وہ دوسرے گاؤں میں چلا جاتا ہے جبکہ گورنمنٹ سے چار ڈاکٹروں کی پوری تنخواہ آتی ہے۔ دو ڈاکٹروں کو تنخواہ دے دی جاتی ہے کیونکہ وہ چار سنٹروں پر جا کر کام کر رہے ہیں لیکن باقی دو ڈاکٹروں کی تنخواہ کس مد میں جاتی ہے، کیا وہ خورد برد ہوتی ہے یا کہیں اور جاتی ہے؟ انہوں نے ابھی تک کیا check کیا ہے جبکہ میں نے چار BHUs چک نمبر 305,325,257اور 287 کا نام بھی لیا ہے۔ یعنی چار ڈاکٹروں کی بجائے دو ڈاکٹر کام کر رہے ہیں مگر تنخواہ چار ڈاکٹروں کو مل رہی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الہی): جناب سپیکر! ہر BHU میں دو bed اور ایک ڈاکٹر ہوتا ہے جو residential ہوتا ہے۔ ہمارے پاس موجود figures کے مطابق حلقہ پی پی۔233 میں تمام اسامیاں fill up ہیں۔ اگر کوئی ڈاکٹر ڈیوٹی پر نہیں جا رہا تو ہمیں نشاندہی کی جائے تاکہ ہم اُس کے خلاف انکوائری کریں۔

سردار خالد سلیم بھٹی: میں نے نشاندہی کر دی ہے کہ BHU چک نمبر 305,325,257 اور 287 ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الہی): جناب سپیکر! ہماری طرف سے تمام ڈاکٹر تعینات ہیں جن کو تنخواہیں مل رہی ہیں۔ اگر وہاں پر غیر حاضری کی شکایت ہے تو confirm کرنے کے بعد اُن کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔

جناب سپیکر: آپ check کر کے بتائیں۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! انہوں نے کہا ہے کہ تمام اسامیاں پُر ہیں۔ ابھی میں ایک BHU چک نمبر 247 کی بات کرتا ہوں کہ گزشتہ حکومت نے کروڑوں کی رقم سے ایک BHU مکمل کیا لیکن اس میں ابھی تک سٹاف آیا ہے اور نہ ہی وہاں پر کوئی کام ہو رہا ہے بلکہ بلڈنگ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو چکی ہے۔ انہوں نے جز (د) میں جواب دیا ہے کہ کوئی سیٹ خالی نہ ہے اور تمام اسامیاں پُر ہیں۔ جز (ج) سے لے کر جز (ہ) تک ان کی طرف سے دیا گیا سارا جواب غلط ہے۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! انہوں نے آپ کو challenge کیا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الہی): جناب سپیکر! میں نے گزارش کی ہے کہ ریکارڈ کے مطابق ہم تعیناتی کرتے ہیں اور جن لوگوں کی selection ہوتی ہے وہاں پر ہم انہیں بھیجتے ہیں۔ اگر انہوں نے غیر حاضری کی شکایت کی ہے تو ہم اسے confirm کر لیتے ہیں اور متعلقہ E.D.O کو ہدایت کریں گے کہ وہ جا کر check کریں کہ کون سے ڈاکٹر غیر حاضر ہیں اور جو ڈاکٹر غیر حاضر پائے گئے اُن کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔ ہمارے ریکارڈ کے مطابق وہاں پر میڈیکل آفیسر کی تمام اسامیاں پُر کر دی گئی ہیں۔

سردار خالد سلیم بھٹی: میں نے بھی آپ کو نشاندہی کر دی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! یہاں پر سپیشل سیکرٹری صحت موجود ہیں جن کو میں نے BHU چک نمبر 305,325,257 اور 287 کے حوالے سے لکھ کر دے دیا ہے کہ ان کی صحیح انکوائری کریں۔ انہوں نے BHU 247 کا بتایا ہے وہ list of BHUs میں شامل نہیں ہے جو چک نمبر 247 کا ہے۔

سردار خالد سلیم بھٹی: یہ BHU چک 447 کا ہے۔ 247 کا نام ہی نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): آپ نے پہلے 247 کا نام ہی لیا ہے۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! میرے حلقہ پی پی۔233 میں سات BHUs کام کر رہے ہیں جنہیں آپ note کر لیں۔ چک نمبر 267, 287, 305, 325, 447, 495 اور 257 ہیں۔ میرے حلقے کے علاوہ ضلع وہاڑی کے تمام BHUs کے ڈاکٹروں کو مستقل بھی کر دیا گیا ہے جبکہ میرے حلقہ کے ڈاکٹروں کو مستقل نہیں کیا گیا جس کے متعلق ہائیکورٹ میں writ ہوئی اور اُس پر 2010 میں جسٹس ہائیکورٹ نے مستقل کرنے کا فیصلہ بھی دیا مگر سابقہ سیکرٹری صحت فواد حسن فواد صاحب نے implement نہ کیا اور فیصلہ میں اُن کو کہا گیا کہ وہ 50 ہزار روپے جرمانہ اپنی جیب سے ادا کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! میں اس حوالے سے تفصیل بیان کر دیتا ہوں۔ میرے بھائی جن ڈاکٹروں کے متعلق بات کر رہے ہیں وہ P.R.S.P کے ملازمین ہیں۔ جنوبی پنجاب کے تیرہ اضلاع میں P.R.S.P دیکھ بھال کر رہی ہے جس کو foreign aid کے تحت NGOs چلاتی ہیں۔ وہاں جو ڈاکٹر کام کر رہے ہیں وہ کنٹریکٹ پر کام کرتے ہیں اور اُن کو تنخواہیں بھی NGOs دیتی ہیں جبکہ monitoring حکومت پنجاب کرتی ہے۔ وہ ڈاکٹر ہائیکورٹ میں گئے تھے جس پر ہائیکورٹ نے ایک فیصلہ دیا تھا جس کی روشنی میں ہم نے اپیل کی ہوئی ہے جو زیر سماعت ہے۔ ہم نے اپیل میں یہ کہا ہے کہ یہ کنٹریکٹ کے ملازمین ہیں اور حکومت پنجاب کے ملازمین نہیں ہیں بلکہ جو NGOs funding کر رہی ہیں ان ڈاکٹروں کی hiring انہوں نے کی ہے اس لئے وہ confirm نہیں ہوئے۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! ہائیکورٹ کی طرف سے اگر کوئی stay order آیا ہے تو پارلیمانی سیکرٹری صاحب دکھا دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): ہم نے جو اپیل کی ہے اُس کی کاپی دے دوں گا۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! اپیل تو ہو گئی مگر اُس کے متعلق کوئی فیصلہ نہیں ہوا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): فیصلہ ہونے تک وہ کنٹریکٹ پر ہی رہیں گے۔

MR SPEAKER: Pending adjudication.

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جبکہ وہ سرکاری ملازمین نہیں ہیں۔

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: سردار صاحب! وہ بتا رہے ہیں کہ معاملہ کورٹ میں pending ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! اس میں نکتہ یہ ہے کہ ان ڈاکٹروں کو حکومت پنجاب نے hire نہیں کیا بلکہ P.R.S.P نے through NGO hire کیا ہے۔ یہ اُن کے ملازمین ہیں اور یہی ہمارا موٴقف ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ! آپ کیا کہنا چاہ رہی ہیں؟

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ ضلع چکوال میں BHUs تقریباً تیس سے زیادہ ہیں جبکہ ان کے لئے چھ یا سات ڈاکٹر کام کر رہے ہیں۔ کتنے BHUs بند رہتے ہیں اور کتنے کام کرتے ہیں اس کا اندازہ یہ خود ہی لگا سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ تو fresh question بنتا ہے۔

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! یہ fresh question نہیں ہے بلکہ میں detail میں بتا رہی ہوں جس سے یہ اندازہ لگا سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کیسے کہہ رہی ہیں کہ fresh question نہیں بنتا؟ میں کہہ رہا ہوں کہ یہ fresh question ہے۔

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! میں صرف request کر رہی ہوں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ اس کے لئے علیحدہ سوال دیں کیونکہ اس سوال کے ساتھ اس کی relevancy نہیں ہے۔

ڈاکٹر غزالہ رضا رانا: جناب سپیکر! ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر غزالہ رضا رانا: جناب سپیکر! BHUs میں ڈاکٹروں کی ڈیوٹی دو یا اڑھائی بجے تک ہوتی ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ان ڈاکٹروں کے چلے جانے کے بعد اگر مریضوں کو کوئی مسئلہ ہو تو وہاں پر کون handle کرتا ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! یہ خود ڈاکٹر ہیں جو مجھ سے بہتر سمجھتی ہیں کہ پوری دنیا میں BHUs میں ڈاکٹر تعینات نہیں ہوتے۔ پاکستان دنیا کے اُن چند ممالک میں ہے جہاں پر BHUs میں بھی qualified ڈاکٹر لگائے ہوئے ہیں ورنہ BHUs میں ہیلتھ ورکر موجود ہوتے ہیں جن کا کام صرف ابتدائی طبی مدد فراہم کرنا اور اُس کے بعد refer کرنا ہوتا ہے۔ BHUs کا کام صرف O.P.D کا ہے اس لئے معمولی بیماریوں کے مریض صبح سے شام تک وہاں جا سکتے ہیں اور بعد میں THQ یا DHQ ہسپتال میں جا سکتے ہیں۔

ڈاکٹر غزالہ رضا رانا: جناب سپیکر! جب BHUs سے مریض refer کرتے ہیں تو بعض مریض اتنے serious ہوتے ہیں کہ وہ آگے جا نہیں سکتے۔ کیا اُن مریضوں کو BHU سے RHC جانے تک کوئی سہولت مہیا کرتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! عام طور پر serious patients BHU میں رپورٹ ہی نہیں کرتے بلکہ ہمارے ملک میں رواج یہ ہے کہ پرائمری اور سیکنڈری care کی بجائے ہر مریض سیدھا tertiary care میں جاتا ہے یعنی ہمارے جو لوگ بیمار ہوتے ہیں وہ بجائے R.H.C یا T.H.Q میں جانے کے D.H.Q میں رپورٹ کرتے ہیں اس لئے ایسا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ سردار صاحب! اگلا سوال بھی آپ کا ہے۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 3919 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سال 2007 تا 2009، تحصیل ہسپتال بورے والا کا سالانہ بجٹ و دیگر تفصیلات

*3919: سردار خالد سلیم بھٹی: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ٹی ایچ کیو ہسپتال بورے والا کو سال2007تا2009کے دوران کتنی رقم سالانہ فراہم کی گئی؟
(ب) ان سالوں کے دوران کتنی رقم ادویات کی خرید کی مد کے لئے فراہم کی گئی؟
(ج) کیا جو رقم ان سالوں کے دوران ادویات کی خرید کے لئے فراہم کی گئی تھی وہ اس ہسپتال میں داخل ہونے والے مریضوں کی ضروریات کے مطابق تھی، اگر کم تھی تو حکومت موجودہ سال کے دوران اس ہسپتال کو مزید فنڈز بسلسلہ خرید ادویات فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):

(الف) ٹی ایچ کیو ہسپتال بورے والا کو سال08۔2007میں2,77,51,682روپے اور سال 09۔2008میں۔/4,19,02,924روپے گرانٹ دی گئی۔
(ب) سال08۔2007میں۔/60,00,000روپے اور سال09۔2008میں۔/75,00,000 روپے ادویات کی خریداری کے لئے فراہم کئے گئے۔
(ج) ادویات کی خریداری کے لئے THQ Hospital Burewalaکو سال10۔2009 کے لئے گورنمنٹ نے۔/1,50,00,000روپے کی رقم مختص کی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! جز (ج) کا جواب بالکل غیر متعلقہ ہے۔ میرا سوال یہ تھا کہ حکومت کی طرف سے ادویات کی مد میں دی گئی رقم مریضوں کی ضروریات کے مطابق تھی، اگر کم تھی تو موجودہ سال کے دوران اس ہسپتال کو حکومت مزید فنڈز فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

جناب سپیکر: اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جی، وجوہات بیان کر دی جائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! اگر انہوں نے جواب پڑھ لیا ہے تو اس میں لکھا ہوا ہے کہ پہلے ہی اس ہسپتال کا بجٹ ایک کروڑ سے 4 کروڑ روپے تک بڑھا دیا گیا ہے یعنی 3 کروڑ روپے کا اضافہ کیا گیا ہے۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! میں اس حوالے سے بتاتا ہوں۔ میں نے سوال2009میں دیا تھا جس کا2011میں جواب آیا ہے کہ ڈیڑھ کروڑ روپے دیئے ہیں۔ اب موجودہ صورتحال یہ ہے کہ

3 کروڑ 40 لاکھ روپے یہ ادویات کی مد میں دے رہے ہیں مگر ہسپتال کی ضرورت ساڑھے 4 کروڑ روپے ہے۔ ساڑھے 4 کروڑ روپے میں ایک کروڑ 10 لاکھ روپے آج بھی کم ہیں۔ میں تھوڑی سی وضاحت کرتا ہوں کہ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال بورے والا کو حادثات کی صورت میں پانچ سڑکیں لگتی ہیں کیونکہ صنعتی علاقہ ہے۔ اس کے علاوہ اس ہسپتال میں outdoor مریضوں کی روزانہ کی اوسط ایک ہزار مریضوں کی ہے۔ ساٹھ beds پر مشتمل ہمارا ہسپتال منظور شدہ ہے جس کو upgrade کیا جارہا ہے اور جنوبی پنجاب کی طرف سے سوا 14 کروڑ روپے ملے ہیں۔ indoor کی position یہ ہے کہ ساٹھ beds کے علاوہ تیس beds کی ضرورت ہے کیونکہ اب تقریباً نوّے مریض داخل ہو رہے ہیں۔ آج کی ضرورت کے مطابق ایک کروڑ 10 لاکھ روپے اب بھی کم ہیں۔ آیا حکومت مطلوبہ درکار رقم مکمل دینے کا ارادہ رکھتی ہے یا نہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ سال 08-2007 میں پنجاب کا صحت کا بجٹ 11۔ارب روپے تھا اس وقت 56۔ارب روپے کا بجٹ ہے جس میں پچھلے پانچ سال میں تقریباً پانچ گنا اضافہ کیا گیا ہے۔ اس وقت 56۔ارب روپے ہماری پنجاب حکومت revenue generate کرتی ہے اور تقریباً اتنی ہی amount کا وفاقی حکومت ہم سے promise کرتی ہے جو پورا pay نہیں کرتی بلکہ اس میں سے 1/3 pay کرتی ہے۔ ہمارا ہیلتھ بجٹ تقریباً 70۔ارب روپے تک پہنچتا ہے۔ میں نے پہلے گزارش کی ہے کہ صحت کا بجٹ بڑھایا گیا ہے، ہسپتالوں میں مفت ادویات کے لئے amounts مختص کی گئی ہیں اور اس ہسپتال کے لئے سوا کروڑ روپے سے چار کروڑ روپے تک آ گئے ہیں۔ اسی طرح gradually جو demand آتی ہے اسے meet کرنے کے لئے ہم ہر سال مرحلہ وار یہ فنڈز بڑھاتے ہیں تو اگلے سال انشاء اللہ جب ان کی demand آئے گی تو حکومت کوشش کرے گی کہ جیسے ایک کروڑ سے چار کروڑ روپے کیا ہے تو اسے مزید بڑھا کر پانچ ساڑھے پانچ کروڑ روپے بھی کیا جائے۔

جناب سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! میری حکومت سے request ہے کہ جو فنڈز مختص کئے گئے ہیں یعنی 60 بیڈ سے ہمارا ہسپتال 150 بیڈ تک منظور ہو چکا ہے اور وزیر اعلیٰ پنجاب وہاں پر اس کا خود افتتاح کر کے آئے ہیں، پچاس فیصد ہمارا کام مکمل ہو چکا ہے جبکہ اب ایک ماہ سے وہاں پر کام بند ہے اور مستری مزدور واپس جا چکے ہیں تو جو رقم اس کے لئے مختص کی گئی ہے آیا اسے حکومت مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے کیونکہ آدھا کام وہاں پر مکمل ہے اور آدھا چھوڑا ہوا ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! جتنے بھی پراجیکٹس ہوتے ہیں وہ stages میں بنتے ہیں اور کوئی بھی ہسپتال یا ادارہ ایک سال میں مکمل نہیں ہوتا بلکہ اس میں distribution of funds ہوتی ہے، ایک سال میں ایک کروڑ روپے دیا اور اگلے سال زیادہ بھی ہوں گے تو کئی ہسپتال جو بن رہے ہیں انہیں اپنی amount کے مطابق گرانٹ دے دی جاتی ہے جو کہ دو سے تین سالوں میں مکمل ہوتے ہیں۔ جو گرانٹس دی گئی ہیں وہ استعمال ہو چکی ہیں اور ان کی مزید demands آئیں گی تو ہم پوری کریں گے تاکہ وہ بہترین ہسپتال بن جائیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ سیمل کامران صاحبہ کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں، dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال بھی محترمہ سیمل کامران صاحبہ کا ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! On her behalf سوال کا نمبر 4058 ہے۔

(معزز ممبر نے محترمہ سیمل کامران کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

لاہور جناح ہسپتال میں ایمبولینس کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4058: محترمہ سیمل کامران: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) جناح ہسپتال لاہور میں کل کتنی ایمبولینسز ہیں ان میں سے کتنی خراب ہو کر بند پڑی ہیں اور کتنی چالو حالت میں ہیں؟

(ب) کیا جناح ہسپتال کی ایمبولینسز مریضوں کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے کافی ہیں، اگر کم ہیں تو حکومت کب تک مزید ایمبولینسز فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ج) کیا جناح ہسپتال میں دل کے مریضوں کے لئے سپیشل ایمبولینسز موجود ہیں اور کیا ایمرجنسی کے لئے ان میں تمام سہولیات موجود ہیں اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):

(الف) جناح ہسپتال، لاہور میں کل پانچ ایمبولینسز ہیں اور ساری ایمبولینسز چالو حالت میں ہیں۔

(ب) جناح ہسپتال، لاہور کی ایمبولینسز فی الحال مریضوں کی ضروریات کو پورا کر رہی ہیں تاہم مریضوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر جناح ہسپتال کی انتظامیہ نے جدید طبی سہولیات

سے آراستہ نئی ایمبولینسز کی خریداری کے لئے منصوبہ تیار کر لیا ہے اور گورنمنٹ کو منظوری کے لئے پیش کیا جا رہا ہے۔

(ج) جناح ہسپتال، لاہور میں دل کے مریضوں کے لئے اسپیشل ایمبولینس موجود نہیں ہے، لیکن دوسری ایمبولینس میں دل کے مریضوں کے لئے تمام سہولتیں موجود ہیں، اور ان ایمبولینسز میں مریضوں کو شفٹ کیا جاتا ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! جز (الف) میں ہے کہ "جناح ہسپتال لاہور میں کل کتنی ایمبولینسز ہیں اور ان میں سے کتنی خراب ہیں۔" جز (الف) اور (ب) کے جواب میں ہے کہ جناح ہسپتال لاہور میں کل پانچ ایمبولینسز ہیں جو کہ تمام چالو حالت میں ہیں۔ یہ کہ جناح ہسپتال لاہور کی ایمبولینسز فی الحال مریضوں کی ضروریات کو پورا کر رہی ہیں اور اسی پیراگراف کے آخر میں لکھتے ہیں کہ " نئی ایمبولینسز کی خریداری کے لئے منصوبہ تیار کر لیا ہے اور گورنمنٹ کو منظوری کے لئے پیش کیا جا رہا ہے۔" یعنی self contradictory statement ہے کہ پہلے کہہ رہے ہیں کہ پانچ ایمبولینسز۔۔۔

جناب سپیکر: ضرورت کے مطابق بڑھتی رہتی ہیں اس میں ایسی کون سی بات ہے؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! حکومت کو جواب دینے دیں کیونکہ honourable Chair تو ہمارے لئے بھی اتنی ہی مقدس ہے۔ دوسرا سوال یہ ہے کہ یہ کہہ رہے ہیں کہ حکومت کو لکھ دیا گیا ہے اور اس لکھ دیے گئے کو بھی دس ماہ گزر گئے ہیں۔ پہلے کہتے ہیں کہ ضرورت نہیں ہے اور پھر کہتے ہیں کہ لکھ دیا ہے اور اس پر بھی دس مہینے گزر گئے ہیں تو ان تینوں باتوں کی وضاحت فرمادیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! مجھے سمجھ نہیں آئی کہ انہیں اعتراض لکھنے پر ہے یا کرنے پر ہے لیکن گزارش یہ ہے کہ یہ دس ماہ پہلے کی بات ہے اور ابھی نئے بجٹ میں جو allocations کی گئی ہیں اس میں ہسپتالوں کی ایمبولینسز، 1122 کی ایمبولینسز ہیں۔

جناب سپیکر: نولاٹیا صاحب! آپ اس میں cut لگوانا چاہتے ہیں یا آپ اسے کم کروانا چاہتے ہیں؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میں صرف انہیں سکھانا چاہتا ہوں کہ self contradictory statement نہیں دینی چاہئے۔ میں کیا چاہتا ہوں یا need کیا ہے تو میں اس پر صرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: انہوں نے latest position بتادی ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! honourable Chair کی rulings موجود ہیں کہ جس دن جس سوال کو take up کیا جائے محکمہ اس دن تک اس کا latest status honourable House کو پیش کرے گا اور میں نے دس دفعہ پہلے بھی اس ruling کی طرف توجہ دلائی ہے کہ جس سوال کو take up کیا جائے اس دن تک محکمہ اس کی latest position دیا کرے گا۔ شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔ نولاٹیا صاحب! اگلا سوال ڈاکٹر محمد اشرف چوہان صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے لہذا dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال بھی ڈاکٹر محمد اشرف چوہان صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف فرما نہیں ہیں اس لئے dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال انجینئر قمر الاسلام راجہ صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے لہذا dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال بھی انجینئر قمر الاسلام راجہ صاحب کا ہے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! On his behalf Question No. 4844 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے انجینئر قمر الاسلام راجہ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پرائیویٹ میڈیکل کالجوں سے متعلقہ تفصیلات

*4844: انجینئر قمر الاسلام راجہ: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب میں پرائیویٹ میڈیکل کالجوں کی کل تعداد کیا ہے اور اس سال ان میں کتنے طلباء وطالبات کو داخلہ ملا، ان میڈیکل کالجز میں سب سے زیادہ اور سب سے کم فیس وصول کرنے والے میڈیکل کالج کون سے ہیں اور ان دونوں طرح کے کالجوں میں ایک طالب علم کے کل سالانہ اخراجات کتنے ہیں؟

(ب) کیا حکومت ان میڈیکل کالجوں کے معاملات کو باقاعدہ بنانے کے لئے کوئی قانون سازی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے کیا ان کالجز کی فیسوں میں کمی کروانے کی کوئی تجویز زیر غور ہے اور اگر ہے تو اب تک اس پر کیا پیشرفت ہوئی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):

(الف) پنجاب میں اس وقت 15 پرائیویٹ میڈیکل کالج طلباء وطالبات کو میڈیکل کی تعلیم فراہم کر رہے ہیں جن میں موجودہ سال میں کل 1650 طلباء وطالبات کو داخلہ دیا گیا۔ان کالجز میں سب سے کم فیس واہ کینٹ میڈیکل کالج لے رہا ہے جو کہ 3لاکھ 87ہزار 2سو روپے ہے جبکہ سب سے زیادہ فیس 5لاکھ روپے ہے جو کہ متعدد کالج لے رہے ہیں جن کی تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) اٹھارویں ترمیم کے بعد ان میڈیکل کالجوں کے معاملات کو باقاعدہ بنانے کا اختیار پاکستان میڈیکل اینڈ ڈینٹل کونسل کے پاس ہے، جو کہ ایک وفاقی ادارہ ہے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! پرائیویٹ میڈیکل کالجوں کے students کے بارے میں سوال کی تفصیلات ایوان کو مہیا کی گئی ہیں جس میں فیسوں کے بارے میں بتایا گیا ہے۔یہاں پر غلط فیسیں لکھی گئی ہیں اور میں ذاتی طور پر جانتا ہوں کہ سی ایم ایچ لاہور میڈیکل کالج پانچ لاکھ روپے سے زائد فیس لیتا ہے جبکہ یہاں چار لاکھ روپے لکھا ہوا ہے۔انڈیپینڈنٹ میڈیکل کالج فیصل آباد پانچ لاکھ روپے سے زیادہ فیس لیتا ہے اور یہاں پر ساڑھے چار لاکھ روپے لکھا گیا ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ یہ جواب غلط ہے۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! یہ جواب بالکل ٹھیک ہے کیونکہ PMDC کے قوانین کے مطابق انہوں نے ceiling مقرر کر دی ہے کہ کوئی پرائیویٹ میڈیکل کالج پانچ لاکھ روپے سے زائد فیس مقرر نہیں کر سکتا اس لئے پانچ لاکھ روپے فیس کا قانون موجود ہے۔اس کے علاوہ جو لوگ donations لیتے ہیں یہ اس کی بات کر رہے ہوں گے لیکن officially فیس پانچ لاکھ روپے ہے جس میں تین سے پانچ لاکھ روپے مختلف کالج اپنی حیثیت کے مطابق لوگوں سے وصول کر رہے ہیں۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! فیس وہ ہوتی ہے جو والدین کالج کو ادا کرتے ہیں۔ اگر لائبریری کی مد میں یا کسی اور مد میں وہ فیسیں وصول کر رہے ہیں تو میں یہاں پر صرف اتنا ہی کہنا چاہوں گا کہ اسے visit کریں اور جس قانون کا ذکر انہوں نے کیا کہ موجود ہے تو اس پر عملدرآمد کرائیں۔ میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا پرائیویٹ میڈیکل کالج میرٹ کو follow کرتے ہیں یا وہ صرف فرسٹ ڈویژن کی basis پر کم ترین نمبر سے فرسٹ ڈویژن حاصل کرنے والے بچوں کو اضافی پیسے لے کر اور رشوت لے کر انہیں داخلہ دیتے ہیں؟ کیا حکومت پنجاب کا کوئی کنٹرول ہے کہ پرائیویٹ میڈیکل کالجوں میں ایک میرٹ follow کیا جائے؟

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! پاکستان میں 80 کے قریب میڈیکل کالج ہیں جبکہ پنجاب میں 28 پرائیویٹ اور 16 سرکاری کالج ہیں۔ رانا صاحب نے سوال کیا ہے کہ فیس مقرر ہے اور اگر کوئی کالج زیادہ فیس وصول کرتا ہے تو بچے یا ان کے والدین کو PMDC سے رابطہ کرنا چاہئے کیونکہ اتھارٹی PMDC ہے۔ دوسری بات میرٹ کی ہے تو PMDC کی requirements میں ہے کہ minimum qualifications 60 percent marks ہیں in FSc and any equal qualification اس میں اے لیول ہے یا امریکی گریڈ 13 یا گریڈ 12 ہے اس لئے پیرامیٹرز PMDC طے کرتی ہے اور تمام میڈیکل کالج اس بات کے bound ہیں کہ داخلہ سے پہلے انٹری ٹیسٹ hold کریں گے اور ایک میرٹ لسٹ لگائیں گے جونکہ پرائیویٹ اداروں میں اس میرٹ لسٹ کے مطابق جو پہلے فیس جمع کروائے گا اسی کو داخلہ مل جائے گا۔ پوری دنیا میں یہاں تک کہ بھارت اور بنگلہ دیش میں بھی پرائیویٹ میڈیکل کالجوں میں ایک میرٹ لسٹ لگتی ہے لیکن اگر اس میرٹ لسٹ میں سے کوئی طالب علم فیس دینے کے قابل نہیں ہے تو وہ delete ہو جائے گا اور اس سے اگلا فیس جمع کروا کے داخل ہو جائے گا۔

رانا محمد افضل خان: ڈاکٹر صاحب نے ایک gray area کی نشاندہی کی ہے کہ 60 فیصد بچے qualify کرتے ہیں لیکن پرائیویٹ میڈیکل کالجوں میں کیا ہو رہا ہے---

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! یہ اس طرح نہیں ہے بلکہ 60 percent marks is the eligibility اہلیت جو ہے---

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میں نے یہی کہا ہے کہ جو qualify کرتے ہیں اور یہاں پر grey area یہ ہے کہ بچے میرٹ کے مطابق پرائیویٹ میڈیکل کالجوں کی فیس دینے کے لئے تیار ہیں لیکن کچھ ایسے امیر لوگوں کے بچے جو ان سے کم نمبر لیتے ہیں اور ان کا aggregate کم بنتا ہے وہ چھ یا سات لاکھ donation دینے کے بعد ان بچوں کو محروم کر دیتے ہیں تو یہاں اس grey area کو address کرنے کا حکومت ارادہ رکھتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الہی): جناب سپیکر! پہلی بات تو یہ ہے کہ یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز کے ساتھ تقریباً 98 فیصد کالج affiliated ہیں اور وہ انٹری ٹیسٹ hold کرتے ہیں، وہی میرٹ لسٹ دیتے ہیں لیکن جیسا کہ میں نے پہلے گزارش کی ہے کہ انٹری ٹیسٹ کے بعد میرٹ لسٹ بنتی ہے جو کہ چسپاں بھی ہوتی ہے اور ویب سائٹ پر آویزاں بھی ہوتی ہے جسے آپ پڑھ بھی سکتے ہیں لیکن اس لسٹ میں جو لوگ پرائیویٹ کالجوں کی فیس دینے کے قابل نہیں ہوتے وہ داخلہ حاصل نہیں کر سکتے۔ جیسے پرائیویٹ اور سرکاری سکول ہیں تو جو فیس دینے کے قابل ہو گا وہی داخل ہو جائے گا۔ دوسری بات انہوں نے کمیشن کی کی ہے تو میں نے یہ گزارش کی ہے کہ officially اس کی کوئی permission ہے اور نہ ہی اجازت ہے۔ اگر کوئی ایسی settlement کرتے ہیں تو یہ between the student and the college ہے۔ اس بارے میں شکایات کو سننے کی مجاز PMDC ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: آپ اگلے سوال پر آ جائیں کیونکہ کرنل شبیر اعوان صاحب کافی دیر سے کھڑے ہیں یا پھر ان سے کہہ دیں۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! میں صرف ایک منٹ میں بات کرنا چاہوں گا۔

جناب سپیکر: کرنل صاحب! ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں؟

لیفٹیننٹ کرنل(ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر!ایک تو مجھے ڈاکٹر سعید الٰہی کو دیکھ کر بہت بڑی خوشی ہوئی ہے کہ یہ بے چارے مینار پاکستان میں بیٹھتے تھے اور ان کو ناک میں sunburn ہو گیا تھا۔۔۔

جناب سپیکر: یہ باتیں مناسب نہیں ہیں،آپ ضمنی سوال پر آ جائیں۔

لیفٹیننٹ کرنل(ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر!رانا صاحب نے جو باتیں point out کی ہیں یہ ساری correct ہیں اور ان کے علم میں بھی ہیں۔یہ جتنے بھی پرائیویٹ کالج یا سکول ہیں۔
They are freezing the parents I suggest…

جناب سپیکر: جی،آپ کوئی ایسا قانون بنائیں۔

لیفٹیننٹ کرنل(ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر!حکومت کوئی ایسا monitoring system بنائے اور۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اپنے طور پر اس پر کوئی legislation کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر!میں ان کو ذرا correct کر دوں کہ پوری دنیا میں میڈیکل ایجوکیشن اور میڈیکل ادارے federal body control کرتی ہے تاکہ ان کا standard equal رہے اور وہ maintain کر سکیں اسی لئے پرائیویٹ اور سرکاری کالجوں کے لئے PMDC بنائی گئی۔
Medical and Dental Council is fully authorized to regulate, evaluate and keep the standard of education.

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی،ڈاکٹر صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!یہ جو مختلف باتیں point out ہوئی ہیں یہ سچ ہیں اور ان کی باتیں بھی سچ ہیں کہ erratic admissions ہوتے ہیں،کوئی director seat کہتا ہے،کوئی donation seat کہتا ہے اور کوئی merit seat کہتا ہے۔یہ ساری باتیں کی جاتی ہیں تو میرا سعید الٰہی سے یہ سوال ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: سعید الٰہی صاحب،آپ بھی صاحب ہیں اور وہ بھی محترمہ ہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! وہ میرے بھائی ہیں، چونکہ ڈاکٹر بھی ہیں تو میں انتہائی ادب کے ساتھ عرض کرتی ہوں کہ most honourable ڈاکٹر سعید الٰہی صاحب بات صرف اتنی ہے کہ یہ میں نے ذرا colleagueship میں کہہ دیا ہے اور ان کا ایسے نام لے لیا لیکن میں نے ان سے یہ پوچھنا ہے کہ کیا University of Health Sciences میں کوئی written rules and regulations کی لسٹ موجود ہے؟ کیونکہ پنجاب کے جتنے بھی پرائیویٹ میڈیکل کالج ہیں وہ یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز کے under ہیں۔ اس کے اندر یہ جو regularity rules لکھے ہوئے ہیں وہیں پر lacunas موجود ہیں کیا یہ ان میں amendment یا ان کو foresee کرنے کے لئے تیار ہیں؟ تاکہ ان پرائیویٹ میڈیکل کالجوں کی جو کمائی ہے وہ unchecked نہ جاتی رہے؟ پارلیمانی سیکرٹری صاحب مجھے یہ بتادیں کہ یہ جو lacunas ہیں کیا اس کو revise کرنے کے لئے تیار ہیں اور یہ نہ کہیں کہ federal government کی ذمہ داری ہے اس لئے کہ Any medical college which is present in the Punjab, comes under the discussion of the University of Health Sciences یہ University of Health Sciences. بنی اس لئے تھی، میں اس حوالے سے legislation کو پچھلے دور اور اس دور میں بھی follow کر رہی ہوں۔ آپ اس کی responsibility ادھر ادھر نہ ڈالیں، پرائیویٹ میڈیکل کالج بڑے امیر لوگوں کے بنے ہوئے ہیں، ماشاءاللہ میں نام نہیں لوں گی لیکن نواز شریف میڈیکل کالج کی ایک chain بن گئی ہے اللہ کرے کہ وہ بہت اچھے standards پہ ہوں۔ Those standards are supposed to be ruled by written document of the University of Health Sciences. اگر اس کے documents موجود ہیں تو اس کی نشاندہی کریں اور اس میں جو غلطیاں ہیں ان کو revise کرنے کے لئے کچھ کریں لیکن یہ کیا کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ مجھے بہت افسوس ہوا ہے کہ یہ ڈاکٹر صاحبہ ہیں لیکن شاید ان کو procedure معلوم نہیں ہے۔ پرائیویٹ یا سرکاری میڈیکل کالجوں کو تسلیم کرنے کے لئے دو مراحل ہیں PMDC اسے As a Medical College recognize کرتی ہے اور اس کو ڈگری award کرنے کے لئے affiliation یونیورسٹی دیتی ہے تو ہر میڈیکل کالج کے لئے یہ binding ہے کہ وہ دو اداروں سے recognized and affiliate ہوگا۔

ہر میڈیکل کالج کی PMDC نے as per their parameters reorganization کرنی ہے اور ہر میڈیکل کالج جب inspect ہوتا ہے تو اس سے پہلے performers ہوتے ہیں اور پانچ بندوں کی کمیٹی ہوتی ہے اگر پنجاب میں کالج ہے تو باقی صوبوں کے Inspectors آئیں گے اور وہ inspection کرنے کے بعد recommend کرتے ہیں کہ یہ کالج recognition کے قابل ہے تو پھر PMDC کی جنرل کونسل اسے recognize کرتی ہے اور fifty and hundred students per year admissions allow کرتی ہے۔ اب دوسرا مرحلہ affiliation کا ہے کہ کوئی بھی یونیورسٹی for the purpose of curriculum and conducting examinations and awarding Degree affiliate کرتی ہے اور اس کے لئے U.H.S کے قوانین بالکل واضح موجود ہیں جب بھی کسی کالج کو PMDC کی طرف سے recognition ملتی ہے تو اس کے بعد U.H.S اس کی inspection کرتی ہے اور اپنے پیرامیٹر کے مطابق اس کو affiliate کرنے کے بعد بتاتی ہے کہ آپ نے یہ curriculum پڑھانا ہے، ان کے امتحان conduct کرتی ہے اور ڈگری جاری کرتی ہے۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! سعید الٰہی صاحب نے بالکل اپنے تکیہ کلام کے مطابق بات کی ہے کہ شاید ڈاکٹر سامیہ کو نہیں پتا اور مجھے سب پتا ہے اور بات کا جواب بھی الٹا دے رہے ہیں۔ میں نے تو کالج قائم کرنے کی بات ہی نہیں کی بلکہ میں ان کے standards اور check and balance کی بات کر رہی ہوں جو کہ کچھ انہوں نے کیا ہے۔ ٹھیک ہے accredit بھی ہوا، rules بھی ہیں اور وہ مجھے بھی پتا ہے لیکن میرا سوال یہ ہے کہ جن rules کے تحت وہ بنا ہے ان کا چیک اینڈ بیلنس کہاں ہے؟ وہ میڈیکل کالج مادر پدر آزاد کیوں ہیں؟ ان میں erratic admissions کیوں ہو رہے ہیں، کیوں اس میں بجٹ کا کوئی حساب نہیں ہے، کیوں فیس لینے کا حساب نہیں ہے، کیوں امتحانوں کو regulate نہیں کیا جا رہا؟

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ ان کا مائیک بند کریں۔ جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! محترمہ regulatory bodies کو چیلنج کر رہی ہیں جس میں U.H.S اور PMDC شامل ہیں اور وہ ہمارے دائرہ اختیار میں نہیں ہیں۔ یہ جتنی باتیں انہوں نے کی ہیں کہ معیار دیکھنا ہے---

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! University of Health Sciences پنجاب کے under آتی ہے---

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت(ڈاکٹر سعید الٰہی):جناب سپیکر!مجھے ذرا بات مکمل کرنے دیں۔۔۔

جناب سپیکر:جی،ابھی میں نےfloorادھر دیا ہوا ہے وہ بات کر رہے ہیں۔آپ تشریف رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت(ڈاکٹر سعید الٰہی):جناب سپیکر!Universities autonomous bodies ہیں ان کے وائس چانسلرز،ان کےsyndicates،ان کیfaculties autonomous bodiesہیں اور یہ پنجاب حکومت کےunderنہیں آتیں۔جب تک وائس چانسلر تعینات نہ ہو جائے تو اس وقت تک وہ حکومت پنجاب کے زیر اثر ہے لیکن جب وائس چانسلر بن جائے تو وہ چار سال کی constitutional postہے اور ہم اس کوremoveنہیں کر سکتے اس لئے یہ جو ادارے ہیں۔۔۔

ڈاکٹر سامیہ امجد:جناب سپیکر!اگر کوئی بھیautonomous body حکومت پنجاب کےunder نہیں ہے۔۔۔

جناب سپیکر:آپ تشریف رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت(ڈاکٹر سعید الٰہی):جناب سپیکر!یہ نیا قانون بنانا چاہ رہی ہے کہ regularity bodiesیعنیU.H.S and PMDCکو محکمہ صحت چیک کرے اور یہ ممکن نہیں ہے۔certain levelپرautonomous bodiesاس لئے بنائی گئی ہیں تاکہ وہ اپنا کام کریں۔

جناب سپیکر:وہ آپ کو نشاندہی کر رہے ہیں اس کا کوئی علاج اچھا کر لیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد:جناب سپیکر!اگرautonomous bodyپنجاب حکومت کےunderنہیں ہے تو میں اس بات کو چیلنج کرتی ہوں۔۔۔

جناب سپیکر:آپ مہربانی کر کے ان کی بات مکمل ہونے دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت(ڈاکٹر سعید الٰہی):جناب سپیکر!اگر ان کوU.H.Sاور PMDCپر اعتماد نہیں ہے تو اس کے بعد پھر عدالتیں موجود ہیں۔

جناب سپیکر:چلیں!آپ کی مہربانی۔

جناب سعید اکبر خان:جناب سپیکر!۔۔۔

ڈاکٹر سامیہ امجد:جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر:اب مجھے کسی اور کی بھی بات سننے دیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! آپ پھر انہیں کہتے کیوں نہیں کہ rules پر عمل کریں؟

جناب سپیکر: میں نے انہیں کہہ دیا ہے کہ rules کے مطابق عمل کروائیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! اس سوال کا جواب غلط ہے اور یہ صبح سے آئیں بائیں شائیں کر رہے ہیں---

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! میرا سوال بھی---

جناب سپیکر: ابھی Question Hour ہے، میں آپ کا question لیتا ہوں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! یہ کہتے ہیں کہ autonomous body پنجاب حکومت کے under نہیں آتی، انہیں کہیں کہ rules کے مطابق عمل کریں---

جناب سپیکر: جی، ان کو کہہ دیا ہے کہ وہ rules کے مطابق عملدرآمد کریں گے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!---

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کیا کر رہی ہیں؟ آپ کی بڑی مہربانی آپ تشریف رکھیں۔ اگلا سوال خواجہ محمد اسلام صاحب کا ہے۔

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 5086 ہے اور اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

فیصل آباد انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی کے لئے خرید کی گئی ادویات و دیگر تفصیلات

*5086: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) فیصل آباد انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی کو سال 08-2007 اور 09-2008 کے دوران کتنی رقم ادویات کی خرید کے لئے فراہم کی گئی؟

(ب) کتنی رقم ایل پی پر خرچ ہوئی ایل پی سے خرید کردہ ادویات کہاں کہاں سے خرید کی گئیں؟

(ج) ایل پی کی اجازت کون دیتا ہے اور یہ ادویات کن کن کے لئے خرید کی جاتی ہیں؟

(د) ان سالوں کے دوران یہ ادویات کن کن افراد کو فراہم کی گئیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):

(الف) فیصل آباد انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی، فیصل آباد کو سال 08۔2007 کے دوران 35 لاکھ روپے جبکہ مالی سال 09۔2008 کے دوران 7 کروڑ 50 لاکھ روپے ادویات کی خرید کے لئے فراہم کئے گئے ہیں۔

(ب) مالی سال 08۔2007 کے دوران ایل پی ادویات کی خرید پر 2 لاکھ 46 ہزار روپے جبکہ 09۔2008 کے دوران ایل پی کے ذریعے ادویات کی خرید پر 17 لاکھ 11 ہزار روپے خرچ کئے گئے۔ مذکورہ عرصہ کے دوران ایل پی ادویات کی خرید علی میڈیکل سٹور اکبر آباد چوک نزد الائیڈ ہسپتال فیصل آباد سے کی گئی۔

(ج) ایل پی ادویات کی خرید کی اجازت میڈیکل سپرنٹنڈنٹ دیتا ہے۔ یہ ادویات شعبہ ایمرجنسی، شعبہ انڈور، شعبہ آؤٹ ڈور کے مریضوں اور entitled گورنمنٹ ملازمین (مریضوں) کو دی جاتی ہے۔

(د) ان سالوں کے دوران جن افراد کو ایل پی ادویات فراہم کی گئیں ان کی تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال بولیں۔

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! میں جز (الف) کی طرف دھیان دوں گا کہ Faisalabad Institute of Cardiology کو سال 08-2007 کے دوران 35 لاکھ روپے دیئے گئے جبکہ مالی سال 09-2008 کے دوران 7 کروڑ 50 لاکھ روپے کی ادویات خریدی گئی تھیں تو میں یہ کہنا چاہوں گا کہ اسی سے way of thinking اور health priority کا پتا چلتا ہے کہ جب 09-2008 میں پاکستان مسلم لیگ (ن) کی حکومت آئی تو انہوں نے اس بجٹ کو کتنا آگے بڑھا دیا۔ میں House اور میڈیا کے علم میں یہ بات لانا چاہتا تھا۔ میں سوال کے جواب سے مطمئن ہوں۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، نوانی صاحب کدھر ہیں؟

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میرا point پچھلے سوال سے related تھا اور آپ نے سوال آگے چلا دیا۔

جناب سپیکر: چلیں! پھر آگے دیکھ لیتے ہیں۔ خواجہ محمد اسلام صاحب اگلا سوال بھی آپ کا ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، ادھر ضمنی سوال آگیا ہے۔ جی، گوندل صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! یہ جو فیصل آباد Institute of Cardiology بنایا گیا ہے اس نے بہت اچھا کام کیا ہے۔ جھنگ، فیصل آباد اور چنیوٹ جو کہ اس کے ارد گرد کے اضلاع ہیں ان اضلاع کے لوگوں کو وہاں facilitate کیا ہے پہلے ان لوگوں کو اس سلسلے میں لاہور کا سفر کرنا پڑتا تھا لیکن اس سے ان کو کافی ریلیف ملا ہے۔ اسی طرح کا ایک Institute of Cardiology وزیر آباد میں بھی بن رہا تھا اس وقت تقریباً ایک ارب روپیہ اس کی بلڈنگ پر خرچ ہو چکا ہے honourable Health Minister یعنی منسٹر انچارج اس بارے میں بھی ادراک رکھتے ہوں گے تو یہ ڈسٹرکٹ سیالکوٹ یا overall گوجرانوالہ ڈویژن کے عوام کا کوئی قصور بتا دیں کہ اس وجہ سے اسے pending کر دیا گیا ہے اور پچھلے پانچ سالوں سے اس پر کام نہیں ہو رہا یا پھر کوئی وجوہات بتا دیں۔ کیا مسٹر پرویز الٰہی نے یہ Institute of Cardiology شروع کیا تھا۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کو کسی نے روکا ہے؟ میری بات غور سے سُنیں۔ کیا آپ پر کوئی پابندی ہے کہ آپ سوال نہیں دے سکتے؟

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! میں ان کے سوال پر ضمنی سوال تو کر سکتا ہوں۔

جناب سپیکر: relevant رہا کریں۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! وزیر موصوف سے کہیں کہ میرے سوال کا جواب بتا دیں۔

جناب سپیکر: آپ پوچھیں میں پتا کرتا ہوں وہ کیا جواب دیتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! انہوں نے تین سوال کئے ہیں پہلی بات تو یہ ہے کہ گوجرانوالہ، سیالکوٹ کے لوگ ہمارے دل کے قریب ہیں۔ جس طرح فیصل آباد ہے اس طرح ہی سیالکوٹ اور گوجرانوالہ ہے۔ انہوں نے جو بات کی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، وہ کہہ رہے ہیں کہ وزیر آباد میں کوئی بننا تھا اس کو کیوں روک دیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! چار مہینے پہلے چیف منسٹر صاحب خود وہاں گئے تھے اب دوبارہ کام شروع ہو چکا ہے۔اس کا SNE،اس کا سارا equipment آرہا ہے اور اسی سال میں انشاء اللہ تعالیٰ وزیر آباد میں Institute of Cardiology شروع ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر: جی،اگلا سوال۔خواجہ صاحب! یہ سوال بھی غالباً آپ کا ہے؟

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! سوال نمبر 5087 ہے۔۔۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! اس بجٹ میں اس کے لئے ایک پیسا بھی نہیں رکھا گیا۔

جناب سپیکر: دیکھیں میری بات سنیں،آپ تشریف رکھیں۔میں نے floor ان کو دیا ہوا ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! میری عرض سُن لیں۔

جناب سپیکر: نہیں،آپ بیٹھیں۔آپ کی بڑی مہربانی،آپ کا شکریہ

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! یہ خود سوال کر لیا کریں۔

جناب سپیکر: جی،آپ اپنی بات کریں،اُن کو چھوڑیں۔

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! سوال نمبر 5087 ہے۔اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

فیصل آباد انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی کے لئے خرید کی گئی مشینری،بیڈز و دیگر تفصیلات

*5087: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) فیصل آباد انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی میں طبی آلات،طبی مشینری اور بیڈز کی خرید پر کتنی رقم سال 08۔2007 اور 09۔2008 کے دوران خرچ کی گئی؟

(ب) اس انسٹیٹیوٹ میں طبی آلات،طبی مشینری اور بیڈز کی تعداد علیٰحدہ علیٰحدہ کتنی ہے؟

(ج) اس میں ایکسرے مشین،الٹراساؤنڈ مشین کی تعداد کتنی ہے؟

(د) اس انسٹیٹیوٹ کے لئے مزید کس کس طبی مشینری کی ضرورت ہے؟

(ہ) یہ مشینری حکومت کب تک فراہم کرے گی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):

(الف) فیصل آباد انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی فیصل آباد میں 08-2007 میں 169.874 ملین روپے جبکہ 09-2008 کے دوران 478.459 ملین روپے طبی آلات، طبی مشینری اور بیڈز کی خرید پر خرچ ہوئے۔

(ب) مذکورہ انسٹیٹیوٹ میں موجود طبی آلات، مشینری اور بیڈز کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) اس انسٹیٹیوٹ میں 4 ایکسرے مشینیں اور ایک الٹراساؤنڈ مشین ہے۔

(د) مذکورہ ہسپتال کے لئے مزید درج ذیل مشینری درکار ہے۔

(i) سی ٹی انجیو گرافی (C.T.Angiography) ایک عدد

(ii) ہارٹ لنگ مشینیں (Heart Lung Machines) دو عدد

(iii) ہائپو تھرمیا مشینیں (Hypothermia Machines) دو عدد۔

(ہ) وزیر اعلیٰ پنجاب کی ہدایات کی روشنی میں محکمہ صحت پنجاب ان ہائی ٹیک مشینوں کو خریدنے کے لئے پراسس شروع کر چکا ہے اور جلد ہی یہ مشینیں خرید کر ہسپتال ہذا کو فراہم کر دی جائیں گی۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! جواب میں یہ لکھا گیا ہے کہ مذکورہ ہسپتال کے لئے مزید درج ذیل مشینری درکار ہے۔

(i) سی ٹی انجیو گرافی (C.T.Angiography) ایک عدد

(ii) ہارٹ لنگ مشینیں (Heart Lung Machines) دو عدد

(iii) ہائپو تھرمیا مشینیں (Hypothermia Machines) دو عدد

جناب سپیکر! جز (ہ) میں لکھا ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب کی ہدایات کی روشنی میں محکمہ صحت پنجاب ان ہائی ٹیک مشینوں کو خریدنے کے لئے پراسس شروع کر چکا ہے اور جلد ہی یہ مشینیں خرید کر ہسپتال ہذا کو فراہم کر دی جائیں گی۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے میری گزارش ہے کہ ذرا اس کی date دے دیں۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! اس میں گزارش یہ ہے کہ جو مشینیں انہوں نے بتائی ہیں اس میں C.T Angiography, Heart Lung Machines, Hypothermia Machines وہاں پر موجود ہیں مزید جو آرڈرز دیئے گئے ہیں ان کو ہم چیک کر لیتے ہیں کہ ان کی delivery date کیا ہے کیونکہ باقاعدہ ٹینڈر ہوتے ہیں۔ میں وہ dates check کر کے بتا دوں گا کہ کس تاریخ کو اس کی delivery ہے؟

ڈاکٹر غزالہ رضا رانا: جناب سپیکر! یہ 2009 کا سوال ہے اب تک تو اس کا جواب آ جانا چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، بتائیں جواب کیوں نہیں آ رہا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! جتنے Cardiology Institutes ہیں یہ حکومت پنجاب کی priority پر ہیں Cardiology Institutes میں چونکہ trained لوگ کم ملتے ہیں اسی لئے ہم نے سپیشل سلیکشن بورڈ کے ذریعے چار نئے لوگ hire کئے ہیں جو فیصل آباد، ملتان اور پنڈی میں بطور roving surgeons کام کریں گے اور جو equipment وہاں پر موجود ہے وہ کام کر رہا ہے جو نیا تھا اس کے بارے میں، میں نے گزارش کی ہے کہ ہم تاریخ چیک کر لیتے ہیں کہ اس کی delivery date کب ہے اور وہ کب سے کام شروع کرے گی تو پھر ہم House کو آگاہ کر دیں گے۔

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! اس سوال کو pending کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: سوال pending نہیں کیا جاتا۔ آپ کی مہربانی۔

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! پھر اس کی تاریخ کا کیسے پتا چلے گا؟

جناب سپیکر: جی، وہ آپ کو تاریخ بتا دیں گے۔

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! یہ سوال 2008 میں پوچھا گیا تھا اب 2012 ہے۔

جناب سپیکر: جلد بتا دیں گے۔

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! بوٹی آ گئی ہے، اب جواب مل جائے گا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! میں ان کو دو چیزیں clear کر دوں کہ Heart Lung Machine and Hypothermia Machine جو Anesthesia کے لئے

استعمال ہوتی ہیں۔ دونوں install ہو گئی ہیں انہوں نے کام شروع کر دیا ہے اور CT angiography جو ہے اس کی ابھی رپورٹ نہیں آئی۔ وہ آئے گی تو دیکھیں گے۔

جناب سپیکر: جی، علی نور نیازی صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! .On his behalf (معزز ممبر نے جناب علی حیدر نور خان نیازی کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: علی نور نیازی صاحب یہاں تشریف فرما ہیں میں نے خود ان کو دیکھا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں نے تو ان کو غائب نہیں کیا۔

جناب سپیکر: جی، آپ سوال نمبر بولئے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! سوال نمبر 5274 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب ڈینٹل ہسپتال لاہور میں ایم ایس کی تعیناتی و دیگر تفصیلات

*5274: جناب علی حیدر نور خان نیازی: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب ڈینٹل ہسپتال لاہور میں موجودہ ایم ایس کب سے تعینات ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ان کی تعیناتی کے دوران ہسپتال کا آڈٹ نہیں کروایا گیا اگر آڈٹ ہوا ہے تو جو آڈٹ ہوا اس میں کون کونسی بے قاعدگیوں کی نشاندہی کی گئی اور اس بارے میں کیا کیا کارروائی کس کس کے خلاف ہوئی، مکمل تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ موجودہ ایم ایس دو سال قبل ریٹائر ہو گئی تھی؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ گورنمنٹ رولز کے تحت جو ملازم ریٹائر ہو جائے دوبارہ Regular Basis پر ڈیوٹی سرانجام نہیں دے سکتا اگر جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ ایم ایس کن رولز کے تحت ڈیوٹی سرانجام دے رہی ہے اور یہ کس اتھارٹی کی اجازت سے ہوا، مکمل تفصیل سے آگاہ کریں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت(ڈاکٹر سعید الٰہی):

(الف) پنجاب ڈینٹل ہسپتال لاہور میں2010میں ڈاکٹر شاہینہ نصرت،06۔10۔27سے تعینات تھی جو کہ 2011۔03۔07کو سپر اینوایشن پر ریٹائر ہوئی۔

موجودہ ایم ایس ڈاکٹر متین خان صاحبہ ہیں جو کہ 2011۔12۔23سے تعینات ہیں۔

(ب) مذکورہ ہسپتال کا آڈٹ ہر سال باقاعدگی سے ہو رہا ہے تاہم کسی بھی بے قاعدگی کی نشاندہی نہیں ہوئی۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔ بلکہ ڈاکٹر شاہینہ نصرت جو کہ 2010میں بطور ایم ایس تعینات تھی وہ 2011۔03۔07کو سپر اینوایشن پر ریٹائر ہوئی ہیں اور ان کو دوبارہ ایم ایس تعینات نہ کیا گیا ہے۔

(د) اس سوال کا جواب نفی میں ہے۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! جز(الف) میں دیکھئے ڈاکٹر شاہینہ نصرت 27.10.2006سے تعینات تھیں اور 07.03.2011کو ریٹائر ہو گئیں اس کے بعد دیکھئے کہ 23.12.2011کو ڈاکٹر متین خان آ گئیں۔9ماہ ایم ایس کا عہدہ خالی رہا۔ میرا پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے سوال ہے کہ کیا بغیر ایم ایس کے ہسپتال چل سکتا تھا، یہاں میں اپنی پہلے والی بات کو confirmکر رہا ہوں کہ 9مہینے بغیر ایم ایس کے یہ ہسپتال کیسے چل سکتا ہے بغیر ایم ایس کے ایک دن بھی ہسپتال نہیں چل سکتا تو یہ عہدہ9مہینے کیسے خالی رہا ہے؟

جناب سپیکر: کسی کو attachmentدی ہو گی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت(ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! میں شیخ صاحب کو یہ clearکر دوں کہ یہ عہدہ خالی نہیں رہا اور جو ڈاکٹر متین خان صاحبہ ہیں یہ وہاں پر next senior تھیں ان کے پاس بطور AMSچارج تھا اور وہ کام کر رہی تھیں ان کا proper notificationسات مہینے بعد ہوا ہے لیکن وہ آٹھ مہینے بطور AMSیہ کام کرتی رہی ہیں اور اس سے پہلے بھی وہ وہاں پر DMSرہی ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں ایک بات واضح کرنا چاہتا ہوں کہ پرائیویٹ میڈیکل کالجوں پر جو بات ہو رہی تھی ہمارے پارلیمانی سیکرٹری صاحب کی خوش قسمتی ہے کہ یہ پرائیویٹ میڈیکل کالجوں کے

بابائے آدم ہیں لیکن جس طریقے سے ان کو سارا پتا ہے کہ یہ کیا معاملہ ہے بغیر notification کے ایک دن اجلاس نہیں چل سکتا۔ یہی وہ معاملہ ہے ان کو کہیں کہ یہ اپنے علم کو پبلک کے لئے استعمال کریں ان کو بہت علم ہے کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! تعمیل ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: کیا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! شیخ صاحب کے حکم کی تعمیل ہو جائے گی۔ (قہقہہ)

جناب سپیکر: چلیں، آپ کی مہربانی۔ ملک عامر ڈوگر صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال dispose of ہوتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ مائزہ حمید صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ لہذا یہ سوال dispose of ہوتا ہے، اللہ اکبر! اب کیسے بلاؤں؟ اگلا سوال ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ کا ہے۔ سوال نمبر بولئے گا۔ یہ بھی دیکھ لیں کہ ڈیڑھ منٹ ہے۔ اس سے زیادہ ٹائم نہیں ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔ سوال نمبر 5395 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سوائن فلو کی روک تھام کے لئے ضروری اقدامات

*5395: ڈاکٹر سامیہ امجد: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سوائن فلو مہلک مرض ثابت ہو چکا ہے اور اس کے سینکڑوں کیس صوبہ میں ظاہر ہو چکے ہیں؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا صوبہ کے تمام ہسپتالوں میں انسدادی ادویات۔ ویکسین، دستانے اور گولیاں موجود ہیں اگر نہیں تو کب تک مکمل انتظامات متوقع ہیں تفصیل بتائی جائے؟

(ج) کیا مذکورہ مرض کی صحیح تشخیص اور علاج کے لئے ماہرین ڈاکٹر و دیگر عملہ صوبے کے ہسپتالوں میں موجود ہے، اگر نہیں تو حکومت کب تک اس سلسلہ میں عملی اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، تفصیل ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

(د) کیالاہور اور پنجاب کے دیگر شہروں میں بیرون ملک سے آنے والے افراد کی سکریننگ کے لئے ریلوے سٹیشن، بس اڈوں اور airport پر انتظامات کئے گئے ہیں اگر ہاں تو تفصیل ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):

(الف) سوائن فلو کی بیماری ایک متعدی وائرس (Swine Influenza Virus HINI) سے پھیلتی ہے۔یہ بیماری دنیا کے دوسرے ممالک کی طرح پاکستان میں بھی پائی جاتی ہے۔ سال2009 تا2011 کے دوران صوبہ پنجاب میں پائے گئے سوائن فلو کے مریضوں کی تعداد مندرجہ ذیل ہے۔

سال	تعداد	اموات
2009	11	03
2010	08	03
2011	48	04

(ب) محکمہ صحت حکومت پنجاب نے دوسری متعدی بیماریوں کی طرح سوائن فلو بیماری سے بچاؤ کے لئے بھی ہر سال کی طرح اس سال بھی ضروری اقدامات کئے ہیں۔اس سلسلہ میں حکومت پنجاب محکمہ صحت نے صوبہ بھر کے تمام ہسپتالوں کو ضروری ہدایات جاری کر رکھی ہیں، جن کے تحت ہسپتالوں کی انتظامیہ کو اس بیماری سے تدارک کے لئے Oseltamivir نامی دوائی کی وافر تعداد میں موجودگی کی ہدایات دی گئی ہیں۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ تمام ہسپتالوں میں یہ دوائی وافر تعداد میں موجود ہے جو کہ سوائن فلو کے مریضوں کو مفت فراہم کی جاتی ہے۔

(ج) جی ہاں! صوبہ بھر کے تمام ہسپتالوں میں اس بیماری کی تشخیص اور علاج معالجہ کے لئے ماہرین طب مناسب تعداد میں موجود ہیں، نیز تربیت یافتہ عملہ سوائن فلو کے مریضوں کی مناسب دیکھ بھال کے لئے ہمہ تن مصروف ہے، اس سلسلہ میں ضروری (SOPs) بھی جاری کی جا چکی ہیں۔

(د) ایسے افراد جو دیگر ممالک سے لاہور یا ملک کے کسی بھی شہر کے اندر آتے ہیں ایسے افراد کی سکریننگ کے لئے بھی تربیت یافتہ عملہ موجود ہے جو کہ ائیر پورٹ انتظامیہ کے بلانے پر مناسب اقدامات کر سکتا ہے۔

مزید برآں محکمہ صحت نے پنجاب بھر کے تمام اضلاع کے (EDOs(H),DOs(H ضلعی ہسپتالوں کے فزیشنز، پیتھالوجسٹ اور متعلقہ نرسز کو سوائن فلو کے سلسلہ میں خصوصی ٹریننگ دی ہے۔ تمام ہسپتالوں کی جانب سے فوکل پرسنز نامزد کئے گئے ہیں اور ریپڈ ریسپانس ٹیمیں (Rapid Response Teams) تشکیل دی گئی ہیں۔ مزید برآں عوام الناس کو سوائن فلو سے بچاؤ اور ہسپتالوں کے متعلقہ عملہ کی ذاتی حفاظت کے لئے مندرجہ ذیل سامان بھی فراہم کیا گیا ہے۔

1۔ ذاتی حفاظت کا سامان برائے عملہ (PPE)
2۔ ادویات بشمول(Oseltamivir)
3۔ سوائن فلو کی ویکسین(Vaccines)
4۔ سرنجیں(Syringes)
5۔ سیفٹی باکس(Safety Boxes)
6۔ بینرز(Banners)
7۔ پوسٹرز(Posters)
8۔ لیف لیٹس(Leaflets)

محکمہ صحت کی C.D.C سپروائزر اور L.H.Vs پر مشتمل فیلڈ ٹیمیں گھر گھر جا کر عوام الناس کو سوائن فلو کے بچاؤ سے متعلق معلومات فراہم کرتی ہیں۔

محکمہ صحت کی جانب سے اٹھائے گئے بروقت اقدامات کا ہی نتیجہ ہے کہ یہ مہلک مرض مزید نہ پھیل سکا۔ آئندہ بھی اس پر مکمل قابو پالیا جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! یہ مجھے بتادیں کہ امیگریشن میں سوائن فلو کے حوالے سے جو اقدامات انہوں نے کئے ہیں یعنی کہ جب امیگریشن کے لئے مریض جاتے ہیں تو اس کے لئے جو انہوں نے کاونٹرز بنائے ہیں اس کے بارے میں مجھے تفصیل معلوم کرنی تھی۔ میرا خیال ہے کہ سوائن فلو چیک کرنے کے لئے جو ائیرپورٹ پر کاؤنٹرز بنائے ہیں امیگریشن پر چیک کرنے کے لئے وہ کاؤنٹرز کام نہیں کر رہے۔ مہربانی کرکے مجھے اس کی وضاحت کر دیں کہ اس کے لئے انہوں نے کیا کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، ائیرپورٹ پر امیگریشن کاؤنٹرز کا بتادیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! اس میں گزارش یہ ہے کہ ڈاکٹر صاحبہ جو فرما رہی ہیں اس کو quarantine کہتے ہیں یہ تمام ائیرپورٹس پر موجود ہوتے ہیں پاکستان میں

جو quarantines ہیں ان کو FIA look after اور Civil Aviation Authority کرتی ہیں اور وہاں پر جو ڈاکٹر تعینات ہوتے ہیں وہ Civil Aviation Authority کے ملازم ہوتے ہیں جو اس میں voluntarily ان علاقوں سے آتے ہیں جہاں یہ بیماری پھیلی ہوتی ہے ان کو ایک affidavit ملتا ہے اس پر وہ sign کر کے بتاتے ہیں کہ ہم اس علاقے سے آئے ہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! کیا حکومت پنجاب خود اس کو Civil Aviation Authority کی طرف چھوڑ دیتی ہے یا ان کا بھی اس میں کوئی role ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): ڈاکٹر صاحبہ! میں نے پہلے بھی گزارش کی ہے شاید آپ مکس کر رہی ہیں کچھ ادارے اور ڈیوٹیز وفاقی حکومت کی ہیں۔ ائیرپورٹس، وہاں کا عملہ، وہاں پر تمام میڈیکل سٹاف فیڈرل گورنمنٹ کے under ہوتا ہے اور انہی کے کنٹرول میں رہنے کے بعد پورے ملک میں یکساں پالیسی نافذ ہوتی ہے۔ صوبے اپنی پالیسی ائیرپورٹ پر نافذ نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر: جی، اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، بقیہ سوالات اور ان کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

صوبہ میں ٹی بی کے علاج کے لئے سینٹوریم کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4057: محترمہ سیمل کامران: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ پنجاب میں حکومتی سطح پر ٹی بی کے علاج کے لئے کتنے sanatorium قائم ہیں؟

(ب) کیا ٹی بی کے مریضوں کو ان اداروں میں مفت ادویات فراہم کی جاتی ہیں؟

(ج) مری کے قریب sanatorium کو 2007 سے آج تک کتنے فنڈز جاری کئے گئے ہیں اور وہاں پر کون کون سی مشینری فراہم کی گئی ہے مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

وزیراعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) صوبہ پنجاب میں حکومت کے زیر کنٹرول T.B کے علاج کے لئے صرف ایک سینٹوریم، سید محمد حسین گورنمنٹ سینٹوریم ساملی، تحصیل مری، ضلع راولپنڈی میں کام کر رہا ہے۔

(ب) مذکورہ بالا سینٹوریم سے ٹی بی کے مریضوں کو مفت ادویات فراہم کی جارہی ہیں۔

(ج) مذکورہ بالا سینٹوریم کو 08۔2007 کے دوران 40.625 ملین روپے، مالی سال 09۔2008 کے دوران 47.258 ملین روپے، مالی سال 10۔2009 کے دوران 53.415 ملین روپے، مالی سال 11۔2010 کے دوران 58.845 ملین روپے جبکہ مالی سال 12۔2011 کے دوران 71.163 ملین روپے فراہم کئے گئے ہیں۔

سال 2007 سے آج تک سید محمد حسین گورنمنٹ ٹی بی سینٹوریم ساملی مری کو کوئی مشینری فراہم نہ کی گئی ہے۔

لاہور سپیشلسٹ کیڈر کی اسامیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4706: ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سپیشلسٹ کیڈر کی لاہور شہر کے ہسپتالوں میں کتنی اسامیاں ہیں، گریڈ، اسامی اور ہسپتال وار بتائیں؟

(ب) کتنی اسامیاں کس کس ہسپتال میں خالی ہیں؟

(ج) ان اسامیوں کو پُر کرنے کے لئے حکومت کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

وزیراعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) لاہور کے مختلف ہسپتالوں میں سپیشلسٹ کیڈر کے ڈاکٹرز کی گریڈ19، 18اور20 میں کل 398اسامیاں منظور شدہ ہیں۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) لاہور شہر کے سرکاری ہسپتالوں میں گریڈ20 کے سپیشلسٹ ڈاکٹرز کی6، گریڈ19 کے سپیشلسٹ ڈاکٹرز کی15اور گریڈ18 کے سپیشلسٹ ڈاکٹرز کی167اسامیاں خالی ہیں۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) محکمہ صحت حکومت پنجاب نے سپیشلسٹ ڈاکٹرز کی 294 سیٹوں کو پُر کرنے کی غرض سے ریکوزیشن PPSC کو بھجوادی ہے۔مزید یہ کہ تبدیلی کیڈر کے بعد 45 ڈاکٹرز کو لاہور شہر کے مختلف ہسپتالوں میں سپیشلسٹ ڈاکٹر کے طور پر تعینات کیا گیا ہے۔
سلیکشن کمیٹیوں (DSC) کے ذریعے واک ان انٹرویو بھرتی کر کے سیٹوں کو فل کیا جا رہا ہے۔باقی ماندہ خالی اسامیوں کو بذریعہ پروموشن پُر کرنے کے لئے محکمہ صحت میں شب و روز کام جاری ہے۔

نرسز اور نرسنگ انسٹرکٹر کی سنیارٹی کی تفصیلات

*4707: ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ نرسز اور نرسنگ ٹیچر یعنی نرسنگ انسٹرکٹر اور اسسٹنٹ انسٹرکٹر کی سنیارٹی مشترکہ ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان دونوں کیڈر کے کام مختلف نوعیت کے ہیں مگر انکی سنیارٹی لسٹ مشترکہ ہے؟

(ج) کیا حکومت ٹیچنگ کیڈر اور دیگر نرسز کی سنیارٹی لسٹ علیٰحدہ علیٰحدہ تیار کرنے اور ان کو علیٰحدہ علیٰحدہ ترقی دینے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) جی نہیں! بلکہ چارج نرس اور نرسنگ انسٹرکٹر اور اسسٹنٹ نرسنگ انسٹرکٹر کی سنیارٹی الگ ہوتی ہے کیونکہ upgradation سے پہلے اسسٹنٹ نرسنگ انسٹرکٹر اور ہیڈ نرسز کا سکیل 16 اور نرسنگ انسٹرکٹر کا سکیل 17 تھا لیکن اب گورنمنٹ مراسلہ نمبری SO(ND)3-1/2004 بتاریخ 06-02-01 اور SO(ND)3-1/2004 بتاریخ 06-11-23 (کاپیاں ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں) کے مطابق ہیڈ نرسز/اسسٹنٹ نرسنگ انسٹرکٹر کا سکیل برابر ہے، لیکن عہدہ اور تجربہ کے لحاظ سے نرسنگ انسٹرکٹر سینئر ہوتی ہے۔ان دونوں کی سنیارٹی علیحدہ علیحدہ ہوتی ہے۔ تاہم جو چارج نرسز (Ward & Teaching Management Course) کا ڈپلومہ رکھتی ہیں ان کی ترقی بطور اسسٹنٹ نرسنگ انسٹرکٹر ہو سکتی ہے۔

(ب) ہیڈ نرس /اسسٹنٹ نرسنگ انسٹرکٹر بذریعہ ترقی نرسنگ انسٹرکٹر بنتی ہے اس طرح یہ سنیارٹی اور تجربے کے لحاظ سے سینئر ہوتی ہیں اور اسسٹنٹ نرسنگ انسٹرکٹر کام کی نوعیت کے لحاظ سے اپنی سینئر کو کلاس روم، ٹیچنگ اور کلینیکل میں مدد دیتی ہے لہذا ان کی سنیارٹی مشترکہ نہیں ہوتی۔

(ج) جی ہاں!

پرائیویٹ ہسپتالوں کی رجسٹریشن، قواعد اور معاوضوں کے تعین کی تفصیلات

*4842: انجینئر قمر الاسلام راجہ: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا پرائیویٹ ہسپتالوں اور نرسنگ ہومز کو رجسٹر کرنے کا کوئی مربوط نظام موجود ہے اور کیا یہ رجسٹریشن مختلف کیٹیگریز میں ہوتی ہے رجسٹریشن کے قواعد و ضوابط سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ب) کیا ان قواعد و ضوابط میں مریضوں کی طرف سے ان ہسپتالوں اور نرسنگ ہومز کو ادا کئے جانے والے معاوضوں کا بھی تعین کیا گیا ہے اور اگر کیا گیا ہے تو ان نرخوں کے تعین کا معیار کیا ہے؟

(ج) کیا ان نرسنگ ہومز میں تعینات کئے جانیوالے سٹاف کے لئے کچھ کم از کم کوالیفکیشن کا تعین کیا گیا ہے اور اگر کیا گیا ہے تو اس کے نفاذ کا طریق کار کیا ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) پرائیویٹ ہسپتالوں اور نرسنگ ہومز کو رجسٹر کرنے کے لئے محکمہ صحت نے Health Care Commission Act 2010 متعارف کروایا ہے جو کہ پرائیویٹ اداروں کی پریکٹس کو ریگولیٹ کرنے کے لئے ان کو رجسٹر کرے گا۔

(ب) مندرجہ بالا بل میں مریضوں کی طرف سے ادا کئے جانے والے معاوضوں کا تعین نہیں کیا گیا ہے۔

(ج) جی ہاں! نرسنگ ہومز میں تعینات سٹاف کے لئے ضروری ہے کہ وہ کیٹیگری وار کوالیفکیشن متعلقہ ادارے یعنی PMF, PNC, PMDC وغیرہ کے ساتھ رجسٹر ہوں اور Punjab Health Care Commission اس سلسلے میں قانون کو نافذ کرتا ہے۔

لاہور۔پنجاب ڈینٹل ہسپتال میں ڈاکٹروں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*5281: ملک محمد عامر ڈوگر: کیاوزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پنجاب ڈینٹل ہسپتال لاہور میں کتنے ڈاکٹر ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں اور کب سے ؟

(ب) تین سال سے زائد عرصہ سے تعینات ڈاکٹروں کی تفصیل سے علیٰحدہ علیٰحدہ ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

(ج) کتنے ڈاکٹر ایسے ہیں جو عرصہ دراز سے رخصت پر ہیں، کس اتھارٹی کی اجازت سے رخصت پر ہیں، آگاہ فرمائیں ؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) پنجاب ڈینٹل ہسپتال، لاہور میں 18 ڈاکٹر فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ ہسپتال میں دو ڈاکٹر تین سال سے زائد عرصہ سے تعینات ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

ڈاکٹر فریدہ درانی، سینئر ڈینٹل سرجن مورخہ 06۔12۔23 اور ڈاکٹر نگہت سلطانہ، ڈینٹل سرجن مورخہ 07۔01۔11 سے تعینات ہیں۔

(ج) کوئی ڈاکٹر بھی عرصہ دراز سے رخصت پر نہ ہے۔

پنجاب ڈینٹل ہسپتال لاہور میں گاڑیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*5286: محترمہ مائزہ حمید: کیاوزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پنجاب ڈینٹل ہسپتال لاہور کے پاس سرکاری گاڑیاں کتنی ہیں اور وہ کن کن کے زیر استعمال ہیں؟

(ب) 2008۔09 اور 2009۔10 کے دوران ان گاڑیوں کی مرمت و تیل پر کتنے اخراجات ہوئے ان کی تفصیل سے آگاہ کریں ؟

(ج) مذکورہ بالا عرصہ کے دوران ٹیلی فون، بجلی کے بلز کی کتنی ادائیگی کی گئی مکمل تفصیل سے آگاہ کریں؟

(د) ہسپتال کے کتنے پروفیسرز، ڈاکٹرز و دیگر ملازمین کے خلاف اس وقت بے قاعدگیاں و شکایات کی انکوائری چل رہی ہیں انکے نام، عہدوں سے آگاہ کریں؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) پنجاب ڈینٹل ہسپتال لاہور میں سرکاری گاڑیوں کی تعداد 04 ہے۔

01۔	ایمبولینس، مریضوں کے لئے	ایک عدد
02۔	سوزوکی کلٹس، سٹاف کار	ایک عدد
03۔	موٹر سائیکل، ڈاک تقسیم کرنے کے لئے	ایک عدد
04۔	سوزوکی وین	ایک عدد ڈینٹل

مٹیریل / میڈیسن ڈینٹل ہسپتال سے اوورل سرجری یونٹ نواز شریف ہسپتال یکی گیٹ لے جانے کے لئے ہفتہ وار استعمال ہوتی ہے اور دوسرا یہ کہ آڈٹ میٹنگز اور دوسری میٹنگز جو کہ سیکرٹریٹ میں ہوتی ہیں کے لئے استعمال ہوتی ہے۔

(ب) 2008-09 کے دوران گاڑیوں کی مرمت پر مبلغ 99ہزار7سو54روپے جبکہ مالی سال 2009-10 کے دوران گاڑیوں کی مرمت پر 3ہزار9سو40روپے خرچ ہوئے۔

تیل پر مالی سال 2008-09 کے دوران ایک لاکھ 65ہزار2سو57روپے جبکہ مالی سال 2009-10 کے دوران تیل کی مد میں ایک لاکھ 11ہزار2سو96روپے خرچ ہوئے۔

(ج) 2008-09 میں ٹیلی فون کے بل کی ادائیگی پر مبلغ 45ہزار9سو14روپے جبکہ 2009-10 کے دوران ٹیلی فون بلز کی ادائیگی پر مبلغ 69ہزار8سو99روپے خرچ ہوئے۔
2008-09 کے دوران بجلی کے بلز کی ادائیگی پر مبلغ ایک کروڑ 19لاکھ 98ہزار 5سو98 روپے خرچ ہوئے جبکہ 2009-10 میں بجلی کے بلوں کی ادائیگیوں پر مبلغ ایک کروڑ 18 لاکھ 75ہزار روپے خرچ ہوئے۔

(د) مذکورہ بالا ہسپتال کے کسی بھی ڈاکٹر یا دیگر ملازم کے خلاف کوئی بھی انکوائری نہ چل رہی ہے۔مزید یہ کہ پروفیسر کی کوئی بھی اسامی ڈینٹل ہسپتال میں منظور شدہ نہ ہے۔

ضلع رحیم یار خان، بی ایچ یوز اور آر ایچ سیز سنٹروں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*5453: محترمہ مائزہ حمید: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع رحیم یار خان میں کل کتنے BHUs اور RHCs ہیں؟

(ب) ان سنٹرز میں کل کتنا سٹاف تعینات ہے ان میں کتنے ایسے سنٹرز ہیں جن میں سٹاف نہ ہے ان میں کب تک عملہ تعینات کر دیا جائے گا؟

(ج) 10۔2009 میں ان سنٹرز کو کتنا بجٹ فراہم کیا گیا؟

(د) اس ضلع میں کتنے نئے BHUs اور RHCs بنائے جا رہے ہیں؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع رحیم یار خان میں کل 104 بی ایچ یوز اور 19 آر ایچ سیز ہیں۔ تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان سنٹرز پر منظور شدہ اسامیاں، تعینات سٹاف اور خالی اسامیوں کی تفصیل (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) مالی سال 10۔2009 میں 19 آر ایچ سیز کو 15 کروڑ 60 لاکھ 78 ہزار 8 سو 63 روپے کا بجٹ جبکہ 104 بی ایچ یوز کو مذکورہ عرصہ کے دوران 17 کروڑ 90 لاکھ 25 ہزار 3 سو روپے کا بجٹ فراہم کیا گیا ہے۔

(د) ضلع رحیم یار خان میں کوئی بھی نیا بی ایچ یو یا آر ایچ سی نہ بنایا جا رہا ہے تاہم بی ایچ یو بھونگ کو RHC بنایا جا رہا ہے۔

سرگودھا رورل ہیلتھ سنٹر بھاگٹانوالہ کی تعمیر کے لئے فنڈز جاری کرنے کی تفصیلات

*5561: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ہیلتھ سیکٹر میں میری سکیم برائے تکمیل جملہ بقایا کام تعمیر سیوریج، تعمیر واٹر سپلائی۔ فراہمی سوئی گیس، مرمت پرانی عمارت ہسپتال اور رہائشی عمارات و خرید جنریٹر برائے رورل ہیلتھ سنٹر بھاگٹانوالہ ضلعی ڈویلپمنٹ کمیٹی کی منظوری کے بعد محکمہ نے اس کے ٹینڈرز بھی طلب کر لئے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس سکیم کے لئے فنڈز ابھی تک جاری نہیں ہوئے جس کی وجہ سے یہ کام شروع نہیں کیا جا سکا، یہ فنڈ کب تک جاری ہوں گے اور کب تک کام شروع ہو سکے گا؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلعی ڈویلپمنٹ کمیٹی سرگودھا نے 25.000 ملین روپے MPA package 2009-10 کے تحت برائے تکمیل جملہ بقایا کام تعمیر سیوریج، تعمیر واٹر سپلائی، فراہمی سوئی گیس، مرمت پرانی عمارت ہسپتال اور رہائشی عمارات و خرید جنریٹر برائے رورل ہیلتھ سنٹر بھاگٹانوالہ کے لئے 2.500 ملین روپے کی منظوری ہوئی ہے۔ محکمہ تعمیرات نے ٹینڈرز طلب کر لئے ہیں۔

(ب) ضلعی حکومت سرگودھا نے چٹھی نمبری P&D-2010/2-6/176 مورخہ 10-02-04 کے تحت محکمہ تعمیرات سرگودھا کو اس سکیم کے لئے 2.500 ملین روپے کے فنڈز مہیا کر دیئے گئے ہیں جن میں سے بذریعہ ڈیمانڈ نوٹس 0.491 ملین محکمہ سوئی گیس دیئے گئے ہیں۔ محکمہ تعمیرات بذریعہ ٹھیکیدار جلد کام شروع کر دے گا۔

انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی فیصل آباد کے ہیڈ کے تقرر کا معیار و دیگر تفصیلات

*5576: ڈاکٹر سامیہ امجد: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی فیصل آباد میں پچھلے دو سالوں میں کون کون سا ادارہ کا Head رہا ہے اس کا نام، عہدہ، گریڈ، عرصہ تعیناتی اور دیگر مراعات سے آگاہ کیا جائے؟

(ب) آج کل مذکورہ ادارہ کا Head کون ہے اس کی تنخواہ، نام، عہدہ، گریڈ اور عرصہ تعیناتی کیا ہے؟

(ج) مذکورہ عہدہ پر تقرر کس معیار کے تحت کیا جاتا ہے، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) پچھلے دو سالوں میں FIC فیصل آباد کے سربراہان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

ڈاکٹر نعیم اسلم، پروفیسر آف کارڈیالوجی BS-20 (کنٹریکٹ) مورخہ 2007-08-02 سے 2008-06-7 تک ادارہ ہذا کا سربراہ رہا۔ وہ BS-20 کی تنخواہ اور مراعات حاصل کرتے رہے۔

ان کے بعد ڈاکٹر محمد جاوید اقبال، کارڈیالوجسٹ BS-18 کو مورخہ 2008-06-07 سے 2009-07-23 تک مذکورہ ادارہ کے پراجیکٹ ڈائریکٹر کا اضافی چارج دیا گیا تھا۔ وہ اس ادارہ میں تعیناتی کے دوران تنخواہ اور دیگر الاؤنسز ڈی ایچ کیو ہسپتال فیصل آباد سے وصول کرتے رہے۔

(ب) ڈاکٹر راجہ پرویز اختر پروفیسر آف کارڈک سرجری ادارہ ہذا کے سربراہ تعینات ہیں، ان کا عہدہ پراجیکٹ ڈائریکٹر ہے اور BS-20 کی تنخواہ لے رہے ہیں۔

(ج) پنجاب ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ ایکٹ 2003 کے تحت تین پروفیسرز کا پینل وزیر اعلیٰ پنجاب کو بھجوایا جاتا ہے اور وزیر اعلیٰ کی منظوری کے بعد ہیڈ آف انسٹیٹیوٹ تعینات کیا جاتا ہے۔

لاہور۔ہسپتالوں کے لئے مہنگے داموں اے سی خریدنے کی تفصیلات

*5683: چودھری ظہیر الدین خان: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ شعبہ صحت ضلعی حکومت لاہور میں پچھلے سال ضلعی حکومت کی پیشگی اجازت کے بغیر 25 ہسپتالوں، ڈسپنسریوں، ہیلتھ سنٹروں کے لئے بازار سے مہنگے داموں ائر کنڈیشنز اڑھائی کروڑ روپے مالیت کے خریدے گئے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو مہنگے داموں ایئر کنڈیشنز خریدنے والے ذمہ دار افسران اور اہلکاروں کے خلاف کیا کارروائی کی گئی، تفصیل سے آگاہ کریں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) وزیر اعلیٰ کے خصوصی پیکج برائے فراہمی طبی سہولیات کے تحت پنجاب کے تمام DHQ اور THQ ہسپتالوں میں Indoor AC مہیا کئے گئے تھے جس کے تحت فنڈز وزیر اعلیٰ پنجاب کی خصوصی گرانٹ کے تحت ملے تھے اور پنجاب کے تمام ہسپتالوں کے لئے ریٹ کنٹریکٹ S&GAD کی طرف سے ہوا تھا۔

(ب) اس میں ضلعی حکومت لاہور کسی بھی طرح ذمہ دار نہ تھی۔ فنڈز تمام ہسپتالوں کو دیئے گئے تھے اور انہوں نے گورنمنٹ کے مقرر کردہ ریٹ کنٹریکٹ کے تحت خریداری کی تھی۔ جس کے تحت ضلع لاہور کے DHQ اور THQ ہسپتالوں میں AC فراہم کئے گئے تھے۔

لاہور۔جناح ہسپتال میں کنٹین کے ٹھیکہ کی تفصیلات

*5813: محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جناح ہسپتال لاہور کی کنٹین کا ٹھیکہ ڈائریکٹر فنانس نے امسال No Profit No loss کی بنیاد پر شبیر دین نامی شخص کو مفت دے دیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ شبیر دین نے مذکورہ کنٹین آگے مبلغ تیس ہزار روپے ماہانہ پر دے دی اور موجودہ کنٹین مالک نے فوراً کنٹین پر دستیاب اشیاء کے ریٹ ڈبل کر دیئے ہیں جس سےNo profit No lossکا آئیڈیا ختم ہو گیا جس سے ہسپتال ملازمین اور عوام الناس متاثر ہو رہے ہیں اور کنٹین مالک لاکھوں روپے ماہانہ نفع کما رہا ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ کنٹین کے ٹھیکے کو منسوخ کرنے اور دوبارہ بولی کروانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست نہیں ہے۔جناح ہسپتال لاہور کی کنٹین کا ٹھیکہNo Profit No Lossپر شبیر دین نامی شخص کو نہیں دیا گیا البتہ یہ ٹھیکہ علامہ اقبال میڈیکل کالج کی کنٹین کو Service Charge Basisپر دیا گیا ہے۔ یہ ٹھیکہ اخبار میں اشتہار دینے کے بعد Institutional Auction Committeeکی منظوری کے بعد دیا گیا۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔یہ ٹھیکہ تمام خواہش مند حضرات کے مکمل کوائف جانچنے کے بعد اور تمام جملہ شرائط کو مکمل کرنے کے بعد دیا گیا ہے۔

(ب) شبیر دین نامی شخص نے مذکورہ کنٹین کا ٹھیکہ آگے کسی کو نہیں دیا بلکہ وہ خود اس کنٹین کو چلا رہا ہے۔یہ کنٹین چونکہ ہسپتال میں واقع نہیں ہے، اس لئے ملازمین اور عوام الناس کے متاثر ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ بلکہ یہ کنٹین علامہ اقبال میڈیکل کالج میں واقع ہے اور میڈیکل کے طالب علموں کے لئے مخصوص ہے۔ جس کی نگرانی بھی اساتذہ اور طالب علموں کی کمیٹی کرتی ہے اور کنٹین کا ٹھیکہ دار کنٹین کو بخوبی چلا رہا ہے اور اس کے خلاف کوئی شکایت موصول نہیں ہوئی۔ کنٹین کے ریٹ مہیا کردہ لسٹ کے مطابق(Service Charge Basis)پر چارج کئے جا رہے ہیں

(ج) جزہائے بالا کا جواب اثبات میں نہیں ہے کیونکہ تمام ٹھیکے ضابطہ کی کارروائی پوری ہونے کے بعد مجاز اتھارٹی کی منظوری سے دیئے گئے۔

جناح ہسپتال لاہور فنانس ڈائریکٹر کی ملازمت پر بحالی کا مسئلہ

*5814: محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جناح ہسپتال لاہور کے ڈائریکٹر فنانس کے خلاف 20 سے زائد الزامات کی بنیاد پر محکمہ انٹی کرپشن اور عدالت نے انکوائری کروائی جس میں مذکورہ آفیسر مجرم ثابت ہوئے اور تین سال تک ملازمت سے ہٹا دیئے گئے تھے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ فنانس ڈائریکٹر کو جرم ثابت ہونے کے باوجود بحال کر دیا گیا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ فنانس ڈائریکٹر کے خلاف کرپشن کی شکایت پر ہسپتال انتظامیہ نے آج تک کوئی کارروائی نہ کی؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ فنانس ڈائریکٹر کو عہدہ سے ہٹا کر ایک اعلیٰ سطحی انکوائری کروانے کو تیار ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست نہیں ہے۔ مذکورہ آفیسر کے چوبیس سالہ سروس میں کبھی بھی کوئی پرچہ اس کے خلاف انٹی کرپشن میں درج نہیں ہوا۔ اس لئے عدالتی کارروائی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ تاہم 2000 میں ایک ماتحت نے ٹرانسفر اور انکوائری پر بدنام کرنے کے لئے جھوٹی مہم شروع کی جبکہ ماتحت کو پانچ سالہ سروس میں کبھی کوئی شکایت نہ تھی، مذکورہ آفیسر اور متعلقہ حکام کے خلاف درخواستیں دیں جو کہ من گھڑت اور جھوٹی ہونے پر خارج کر دی گئیں۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔ درخواست جھوٹی ہونے پر محکمہ انٹی کرپشن نے بذریعہ چھٹی نمبری ACE-LR(53)2000/L8842 بتاریخ 2000-11-29 خارج کر دی گئی۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) یہ غلط ہے۔ مذکورہ آفیسر 26۔اگست 2007 سے اس ادارے میں تعینات ہے اور اس عرصے میں اس کے خلاف کسی قسم کی کرپشن کی کوئی درخواست موصول نہیں ہوئی۔ مزید برآں اس عرصہ میں اس ادارے کے مالیاتی امور میں بہتری ہوئی ہے۔ جس کا برملا اظہار بورڈ آف مینجمنٹ اور متعلقہ حکام نے بارہا کیا ہے۔

(د) جزہائے بالا کا جواب اثبات میں نہ ہے۔

لیڈی ایچیسن ہسپتال لاہور کے رقبہ اور فنڈز کی تفصیل

*5840: جناب وسیم قادر: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لیڈی ایچیسن ہسپتال لاہور کا کل کتنا رقبہ ہے؟
(ب) سال 10-2009 میں ہسپتال کو کتنا فنڈ دیا گیا مذکورہ فنڈ کے استعمال کی تفصیل فراہم کی جائے؟
(ج) کیا یہ درست ہے کہ لیڈی ایچیسن ہسپتال کی بلڈنگ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے، اس کی کب تک مرمت کروادی جائے گی؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) لیڈی ایچیسن ہسپتال کا کل رقبہ 30.40 کنال 136801.7020 مربع فٹ ہے۔
(ب) لیڈی ایچیسن ہسپتال لاہور کے لئے سال 10۔2009 کے دوران مختص شدہ فنڈز کو قواعد وضوابط کے مطابق استعمال کیا گیا ہے۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
(ج) لیڈی ایچیسن ہسپتال لاہور کی عمارت ٹوٹ پھوٹ کا شکار نہ ہے۔

ضلع رحیم یار خان، ہیپاٹائٹس بی اور سی کی تفصیلات

*5861: میاں شفیع محمد: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ہیپاٹائٹس "بی" اور "سی" ایک موذی مرض ہے اور اس کی ویکسین انتہائی مہنگی ہے اور غریب مریضوں کی پہنچ سے بہت دور ہے؟
(ب) گزشتہ دو سالوں کے دوران متذکرہ ضلع میں مذکورہ بیماری کے کتنے کیس سامنے آئے اور کتنے مریضوں کا مفت علاج کیا گیا؟
(ج) کیا متذکرہ ضلع میں سرکاری ہسپتالوں میں مذکورہ بالا بیماریوں کی ویکسین دستیاب ہے تو کون کون سے ہسپتالوں میں نیز کیا حکومت اس کے دائرہ کار کو یونین کونسل کی سطح تک وسیع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ ہیپاٹائٹس "بی" اور "سی" ایک موذی مرض ہے اور اس کی ویکسین بہت مہنگی ہے تاہم ہیپاٹائٹس "بی" اور "سی" کی تشخیص اور علاج کے لئے شیخ زید ہسپتال رحیم یار خان 2006 سے مریضوں کو مفت سہولیات فراہم کر رہا ہے۔ اس کے علاوہ اکتوبر 2008 میں پانچ طبی اداروں کو ہیپاٹائٹس بی کے کنٹرول کے لئے مقرر کیا گیا تھا جن میں THQ

ہسپتال خان پور، THQ ہسپتال لیاقت پور، THQ ہسپتال صادق آباد، RHC جمال دین والی اور RHC میاں والی قریشیاں شامل ہیں۔ جس کے تحت محکمہ صحت کے 5058 ملازمین، نیشنل پروگرام کے 4395 ملازمین، ٹی ایم اے کے 2155 ملازمین اور جیل کے 1725 ملازمین اور قیدیوں کو ہیپاٹائٹس بی کی ویکسین دی گئی ہے۔ مزید یہ کہ ضلع رحیم یار خان میں ہر نئے پیدا ہونے والے بچے کو ہیپاٹائٹس بی کی ویکسین دی جاتی ہے۔

(ب) گزشتہ دو سالوں کے دوران متذکرہ ضلع میں ہیپاٹائٹس سی کے 3410 مریض درج ہوئے جن میں سے 2446 افراد مکمل صحت یاب ہو چکے ہیں جبکہ 937 افراد کو مفت طبی سہولیات فراہم کی جا رہی ہیں۔

اس عرصہ کے دوران ہیپاٹائٹس بی کے 146 کیسز سامنے آئے جن میں سے 116 افراد صحت یاب ہو چکے ہیں جبکہ 30 افراد زیر علاج ہیں۔

(ج) شیخ زید ہسپتال رحیم یار خان میں ہیپاٹائٹس کے مریضوں کو ویکسین فراہم کی جا رہی ہے ہیپاٹائٹس کا علاج بہت مہنگا اور مشکل ہے تاہم حکومت پنجاب نے ضلع کے تمام ہسپتالوں بشمول ضلعی ہیڈ کوارٹرز ہسپتالوں و تدریسی ہسپتالوں میں ہیپاٹائٹس کے مرض کی تشخیص کے لئے لیبارٹریوں میں ضروری ساز و سامان اور کیٹس (Kits) مہیا کر رکھی ہیں۔ ہیپاٹائٹس کی ویکسین محکمہ صحت حکومت پنجاب نے EPI پروگرام میں شامل کی ہوئی ہے۔ جس کے تحت تمام نوزائیدہ بچوں کو ویکسین مفت لگائی جاتی ہے۔ مزید ہیپاٹائٹس "بی" کی ویکسین کا کورس محکمہ صحت کے تمام ملازمین، TMA سٹاف و خاکروب، جیل کے قیدیوں کو کروا دیا گیا ہے۔

نرسنگ کالج جناح ہسپتال لاہور کی پرنسپل کی بے قاعدگیوں کی تفصیلات

*5876: الحاج محمد الیاس چنیوٹی: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جناح ہسپتال لاہور میں 2004 کو نرسنگ کالج کا قیام عمل میں آیا اور اسی سال بی ایس سی نرسنگ کلاس کا آغاز بھی ہوا؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ حکومت دوران تربیت نرسز کو اعزازیہ بھی دیتی ہے تو کتنا، سال 2004 سے اب تک مذکورہ کالج میں سال وار کتنی طالبات نے نرسنگ میں داخلہ لیا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ کالج کی پرنسپل نرسز کو اعزازیہ کا چیک دینے سے قبل مبلغ تین ہزار روپے نقد یا چیک وصول کر رہی ہے اور اس طرح وہ ناجائز طریقے سے لاکھوں روپے ماہانہ وصول کر رہی ہے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت مذکورہ پرنسپل کے اس غیر قانونی عمل کی انکوائری کروانے اور طالبات کو ملنے والے اعزازیہ میں کٹوتی کی رقم وصول کرنے کو تیار ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست ہے کہ نرسنگ کالج کا قیام دسمبر 2004 میں آیا اور پہلے سال 30 طالبات داخل ہوئیں۔

(ب) یہ درست ہے کہ دورانِ تربیت نرسنگ طالبات کو اعزازیہ دیا جاتا ہے جو کہ موجودہ مبلغ -/10650 روپے کے حساب سے دیا جاتا ہے اور اب تک 180 طالبات بحساب 30 طالبات ہر سال کے حساب سے داخل ہوئیں۔

(ج) یہ درست نہیں ہے کیوں کہ نرسنگ کالج میں کسی بھی طالبہ کو اعزازیہ چیک نہیں دیتے بلکہ ان کا اعزازیہ چیک ان کے بنک اکاؤنٹ میں ڈائریکٹ جاتا ہے، اور طالبات سے نہ کوئی چیک اور نہ ہی پیسے وصول کئے جاتے ہیں۔

(د) اس قسم کی کوئی شکایت موصول نہ ہوئی ہے۔ لہذا انکوائری کا کوئی جواز نہ ہے۔

پی پی۔288 میں آر ایچ سیز اور بی ایچ یوز کی صورتحال و دیگر تفصیلات

*5877: میاں شفیع محمد: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حلقہ پی پی۔288 رحیم یار خان میں کتنے R.H.Cs اور BHUs ایسے ہیں جن کی عمارات درست حالت میں نہیں ہیں اور ان کو خطرناک قرار دے دیا گیا ہے؟

(ب) مذکورہ حلقہ میں کتنے R.H.Cs اور BHUs ایسے ہیں جن کی چار دیواری نامکمل ہے یا بالکل نہیں ہے؟

(ج) حکومت مذکورہ مسائل کب تک حل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع رحیم یار خان کے حلقہ پی پی۔288 میں ایک RHC اور 4 بی ایچ یوز ہیں ۔ تمام BHUs کی حالت ٹھیک ہے تاہم RHC ظاہر پیر کی عمارت مرمت طلب تھی جس کی مرمت کے لئے حکومت پنجاب نے فنڈز جاری کر دیئے ہیں اور مرمت کا کام جاری ہے۔

(ب) ڈسٹرکٹ رحیم یار خان میں تمام RHCs اور BHUs کی چار دیواریاں موجود ہیں۔

(ج) رورل ہیلتھ سنٹر ظاہر پیر کی مرمت کے لئے 36 لاکھ 74 ہزار روپے منظور ہوئے اور آر ایچ سی کی مرمت جاری ہے جو کہ تکمیل کے مراحل میں ہے۔

سیالکوٹ میں ڈرگ انسپکٹروں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*5907: چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ): کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سیالکوٹ میں کتنے ڈرگ انسپکٹرز ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ڈرگ انسپکٹر کی آشیر باد اور ملی بھگت سے میڈیکل سٹورز نشہ آور ادویات فروخت کرتے ہیں؟

(ج) کیا حکومت نشہ آور ادویات فروخت کرنے والے میڈیکل سٹورز کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع سیالکوٹ میں چار ڈرگ انسپکٹرز کام کر رہے ہیں۔

i)	ڈرگ انسپکٹر سیالکوٹ	ii)	ڈرگ انسپکٹر پسرور
iii)	ڈرگ انسپکٹر ڈسکہ	iv)	ڈرگ انسپکٹر سمبڑیال

(ب) یہ درست نہیں ہے کہ ڈرگ انسپکٹر کی آشیر باد اور ملی بھگت سے میڈیکل سٹور نشہ آور ادویات فروخت کرتے ہیں۔ ضلع سیالکوٹ میں تعینات ڈرگ انسپکٹرز نے ڈرگ ایکٹ 1976 کے تحت سال 10-2009 میں 369 میڈیکل سٹورز کے چالان کئے اور ڈرگ کورٹ نے اس دوران غیر قانونی سرگرمیوں میں ملوث میڈیکل سٹورز کے مالکان پر مبلغ 45 لاکھ 2 ہزار روپے جرمانہ کیا۔

(ج) محکمہ صحت حکومت پنجاب پہلے ہی نشہ آور ادویات فروخت کرنے والے میڈیکل سٹورز کے خلاف ڈرگ ایکٹ 1976 اور ڈرگ رولز 2007 کے تحت قانونی کارروائی کر رہی ہے۔

سیالکوٹ کے ہسپتالوں میں پیرا میڈیکل سٹاف کی تعداد و دیگر تفصیلات

*5908: چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ): کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سیالکوٹ کے سرکاری ہسپتالوں میں کتنا پیرا میڈیکل سٹاف موجود ہے؟

(ب) انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی سیالکوٹ میں تعینات ملازمین کے عہدہ، نام، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور تجربہ کی تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ج) کیا سیالکوٹ کے تمام ہسپتالوں میں نائٹ ڈیوٹی ڈاکٹرز اور نرسز ریگولر ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع سیالکوٹ کے سرکاری ہسپتالوں میں پیرا میڈیکل سٹاف کی تعداد 815 ہے۔

علامہ اقبال میموریل ہسپتال سیالکوٹ	51
سردار بیگم ہسپتال سیالکوٹ	32
سول ہسپتال ڈسکہ	40
سول ہسپتال پسرور	50
RHCs/BHUs	642
ٹوٹل	815

(ب) ضلع سیالکوٹ میں انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی نہ ہے۔

(ج) ضلع سیالکوٹ کے تمام ہسپتالوں میں نائٹ ڈیوٹی ڈاکٹرز اور نرسز ریگولر ہیں۔

تحصیل روجھان کی یونین کونسلوں میں مراکز صحت کی تفصیل

*5955: سردار عاطف حسین مزاری: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل روجھان میں کتنی یونین کونسل میں آر ایچ سیز یا بی ایچ یوز نہ ہے حکومت ان میں کب مذکورہ ہیلتھ سنٹرز بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ یونین کونسل بنگلہ اچھا کی بستی لکوڑہ جو کہ ہزاروں نفوس پر مشتمل ہے، میں تاحال کوئی بی ایچ یو یا آر ایچ سی تعمیر نہ کی گئی ہے جس کی وجہ سے ایمرجنسی کی صورت میں مریضوں کو کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ بستی میں بی ایچ یو یا آر ایچ سی قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) تحصیل روجھان میں کل چھ یونین کونسل ہیں اور ایک مرکز ہے جن میں گورنمنٹ پالیسی کے مطابق بی ایچ یوز اور آر ایچ سیز تعمیر ہیں۔

(ب) صحیح ہے کہ بستی مکوڑہ میں کوئی بی ایچ یو یا آر ایچ سی تعمیر نہ کیا گیا ہے۔ کیونکہ بستی مکوڑہ مرکز بنگلہ اچھا میں شامل ہے۔ جس کا فاصلہ بنگلا اچھا سے بستی مکوڑہ تقریباً بیس کلومیٹر ہے اور بنگلا اچھا میں گورنمنٹ پالیسی کے مطابق آر ایچ سی بنا ہوا ہے۔

(ج) گورنمنٹ پالیسی کے مطابق آر ایچ سی بنا ہوا ہے۔

پنجاب کے سرکاری ہسپتالوں میں وینٹی لیٹرز کی سہولت فراہم کرنے کی تفصیلات

*5967: محترمہ ساجدہ میر: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

اس وقت پنجاب بھر کے کتنے سرکاری ہسپتالوں میں وینٹی لیٹرز کی سہولت موجود ہے، جن ہسپتالوں میں یہ سہولت موجود نہیں، پنجاب حکومت کب تک ایسے ہسپتالوں میں یہ سہولت فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

پنجاب کے مندرجہ ذیل سرکاری ہسپتالوں میں وینٹی لیٹرز کی سہولت مہیا ہے۔

(i) میو ہسپتال لاہور
(ii) جناح ہسپتال لاہور
(iii) سر گنگا رام ہسپتال لاہور
(iv) سروسز ہسپتال لاہور
(v) لاہور جنرل ہسپتال لاہور
(vi) چلڈرن ہسپتال لاہور
(vii) پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی، لاہور
(viii) الائیڈ ہسپتال فیصل آباد
(ix) ہولی فیملی ہسپتال راولپنڈی
(x) بے نظیر بھٹو شہید ہسپتال راولپنڈی
(xi) DHQ ہسپتال راولپنڈی

(xii) نشتر ہسپتال ملتان

(xiii) چودھری پرویزالٰہی انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی ملتان

(xiv) چلڈرن انسٹیٹیوٹ ملتان

(xv) بہاول وکٹوریہ ہسپتال بہاولپور

(xvi) شیخ زید ہسپتال رحیم یار خان

(xvii) DHQہسپتال گوجرانوالہ

(xviii) DHQعلامہ اقبال میموریل ہسپتال سیالکوٹ

(xix) DHQہسپتال حافظ آباد

(xx) DHQہسپتال شیخوپورہ۔

تاہم وزیر اعلیٰ پنجاب کی خصوصی ہدایات کے پیش نظر محکمہ صحت سرکاری ہسپتالوں میں ہر قسم کی ایمر جنسی،ICUاور انڈور سروسز کو بہتر بنانے کے لئے کوشاں ہے،اور ہسپتالوں کو مزید حسب ضرورت وینٹی لیٹرز مہیا کرنے کا عمل جاری ہے۔

پنجاب میں یو سی کی سطح پر میڈیکو لیگل مراکز کی تفصیلات

*5970: محترمہ ساجدہ میر: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پنجاب میں اس وقت یونین کونسل کی سطح پر کل کتنے میڈیکولیگل مراکز موجود ہیں؟

(ب) کیا ان مراکز میں خواتین کے لئے الگ سے عملہ تعینات کیا گیا ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) محکمہ صحت حکومت پنجاب کے قوانین کے مطابق پنجاب بھر میںRHC,THQاور DHQہسپتالوں کی سطح پر قوانین کے میڈیکولیگل کے لئے خواتین میڈیکولیگل آفیسر موجود ہیں اور یونین کونسل کی سطح پر میڈیکولیگل نہ کیا جاتا ہے۔

پنجاب بھر میں جہاں جہاں لیڈی ڈاکٹرز تعینات ہیں، وہاں خواتین میڈیکولیگل کی ڈیوٹی سر انجام دیتی ہیں۔

(ب) جی ہاں! خواتین کے لئے الگ عملہ تعینات کیا گیا ہے۔

لاہور فاطمہ جناح میڈیکل کالج کے ہاسٹل کی تفصیلات

*5972: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیاوزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) لاہور میں واقع فاطمہ جناح میڈیکل کالج کا ہاسٹل کہاں پر واقع ہے؟

(ب) متذکرہ ہاسٹل میں کل کتنی طالبات رہائش پذیر ہیں؟

(ج) متذکرہ ہاسٹل میں طالبات کے لئے کل کتنے کمرے موجود ہیں اور محکمہ کی طرف سے ان میں کیا کیا سہولیات میسر ہیں؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) فاطمہ جناح میڈیکل کالج کا ہاسٹل شاہراہ فاطمہ جناح اور وارث روڈ کے سنگم پر واقع ہے۔

(ب) ہاسٹل میں اس وقت کل 796 طالبات رہائش پذیر ہیں جن میں 774 کی تعداد فاطمہ جناح میڈیکل کالج کی طالبات کی ہے جبکہ 22 طالبات کا تعلق پنجاب ڈینٹل کالج سے ہے۔

اس ضمن میں مزید عرض ہے کہ طالبات کی تعداد مختلف اوقات میں کم یا زیادہ ہوتی رہتی ہے۔ خاص طور پر اس وقت جبکہ فائنل ائیر کی طالبات ابھی امتحانات سے فارغ نہیں ہوتیں اور سال اول کی طالبات ہاسٹل میں آچکی ہوتی ہیں۔

(ج) کمروں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سنگل کمروں کی تعداد:	213	دو، تین طالبات کے رہنے والے کمروں کی تعداد:	210
کھانے کے کمرے:	06	ٹی وی / کامن روم	07
بڑے کمرے (Dorms)	07		

سہولیات:

فاطمہ جناح میڈیکل کالج کی رہائشی طالبات کو ہاسٹل میں درج ذیل سہولیات میسر ہیں۔

(i) ہر طالبہ کو کمرے کے اندر ایک عدد الماری، ایک عدد چارپائی، ایک عدد میز اور ایک عدد کرسی مہیا کی جاتی ہے

(ii) بہترین قسم کا مشترکہ ریڈنگ روم

(iii) ٹی وی رومز، کثیر المقاصد ہال

(iv) ضروری فرنیچر سے آراستہ ڈائنگ ہال

(v) سوئمنگ ہال (صرف کالج اور ہاسٹل کی طالبات کے لئے)

(vi) واٹر فلٹر پلانٹ

(vii) بہترین کوالٹی کا جم

(viii) سپورٹس گراؤنڈ

لاہور پی پی۔144 میں ڈسپنسریوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*5978: **محترمہ راحیلہ خادم حسین:** کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

لاہور کے حلقہ پی پی۔144 میں کل کتنی سرکاری ڈسپنسریاں ہیں، یہ ڈسپنسریاں کہاں کہاں پر واقع ہیں نیز ان سرکاری ڈسپنسریوں میں مریضوں کی دیکھ بھال کے لئے کیا کیا سہولیات میسر ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

لاہور کے حلقہ پی پی۔144 میں کل 4 ڈسپنسریاں ہیں، جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔ گورنمنٹ ڈسپنسری بیگم پورہ: UC-18

2۔ گورنمنٹ (MCH) سینٹر گراؤن پارک UC-33

3۔ گورنمنٹ ڈسپنسری باغبانپورہ UC-34

4۔ گورنمنٹ ڈسپنسری جی ٹی روڈ باغبانپورہ UC-35

ان ڈسپنسریز میں مریضوں کو مندرجہ ذیل سہولیات فراہم کی جارہی ہیں۔

Mother and Child Health Service ابتدائی طبی امداد، حفاظتی ٹیکہ جات، فیملی پلاننگ اور آؤٹ ڈور مریضوں کی دیکھ بھال کی جاتی ہے۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: میں سیکرٹری اسمبلی سے کہتا ہوں کہ وہ چھٹی کی درخواستیں پیش کریں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! اس کے بعد مجھے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے کی اجازت دی جائے۔

ممبران اسمبلی کی درخواست ہائے رخصت

جناب سپیکر: اللہ اکبر! ابھی commitment نہیں ہے۔ جی، سیکرٹری اسمبلی!

میاں عطا محمد خان مانیکا

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست میاں عطا محمد خان مانیکا ایم پی اے پی پی۔227 کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

"گزارش ہے کہ میں ذاتی مصروفیات کی وجہ سے 5تا9۔مارچ 2012 اجلاس میں حاضر نہیں ہو سکا۔ براہ کرم ان ایام کی رخصت منظور فرمائیں۔"

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا ایم پی اے پی پی۔53 کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

"With due respect, it is to inform you that I am not able to attend the session on 30th March 2012. Please grant me leave for one day."

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

ملک افتخار احمد

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست ملک افتخار احمد ایم پی اے پی پی۔10 کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

"التماس ہے کہ میری والدہ صاحبہ کی طبیعت سخت ناساز ہے جو مقامی ہسپتال میں داخل ہیں جس بناء پر میں مورخہ 9۔مئی 2012 کے اجلاس میں حاضر ہونے سے قاصر ہوں۔ مہربانی فرما کر ایک یوم کی رخصت دی جائے۔"

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

شاہان احمد ملک

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست شاہان احمد ملک ایم پی اے پی پی۔15 کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

"It is requested that I may kindly be exempted from the session held on 9th May 2012."

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

(اس مرحلہ پر جناب چیئرمین (مہر اشتیاق احمد) کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

چودھری شاہد انجم

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست چودھری شاہد انجم ایم پی اے پی پی۔284 کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

"It is submitted that I am proceeding to Saudi Arabia to perform Umra and cannot attend the session from 6th to 21st June 2012."

جناب چیئرمین: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

میاں محمد رفیق

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست میاں محمد رفیق ایم پی اے پی پی۔90 کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

"ایک قریبی عزیزہ کی فوتیدگی کی اطلاع ملنے پر میں جنازے میں شرکت کے لئے فیصل آباد روانہ ہو گیا جس کی وجہ سے مورخہ 6۔جون 2012 کی کارروائی میں صوبائی اسمبلی کے اجلاس میں شرکت نہ کر سکا۔ ملتمس ہوں کہ 6۔جون 2012 کی ایک یوم کی رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب چیئرمین: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

رانا محمد افضل خان

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست رانا محمد افضل خان ایم پی اے پی پی۔66 کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

"Sir, due to personal engagement I could not attend the session on 8th June 2012. Kindly grant me leave for this day."

جناب چیئرمین: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

رانا محمد افضل خان

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست رانا محمد افضل خان ایم پی اے پی پی۔66 کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

"Sir, due to commitment at Islamabad I will not be able to attend the session on 14th June 2012. You are requested to kindly allow me one day leave."

جناب چیئرمین: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

میجر (ریٹائرڈ)عبدالرحمٰن رانا

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن راناایم پی اے پی پی۔53 کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

"Please grant me leave for one day i.e for 13th June 2012."

جناب چیئرمین: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کردی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

رانا محمد افضل خان

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست رانا محمد افضل خان ایم پی اے پی پی۔66 کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

"Due to unavoidable circumstances I could not reach the Assembly on 18th June 2012. You are requested kindly sanction leave for 18th June 2012."

جناب چیئرمین: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کردی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

میجر(ریٹائرڈ)عبدالرحمٰن رانا

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن راناایم پی اے پی پی۔53 کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

"Please grant me leave for one day i.e for 22nd June 2012."

جناب چیئرمین: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کردی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

جناب چیئر مین: جی، ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب چیئر مین! شکریہ۔ سپیکر صاحب مجھے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے کا کہہ گئے تھے point of order raise کرنے سے پہلے I would like to very kindly welcome Sheikh Umar Waddilo the father of the Gold Dinnar and Economic Advisor to the Malaysian Government اور وہ اس وقت ہمارے چیمبر میں موجود ہیں اور وہ آج یہاں ہماری ساری proceedings دیکھنے کے لئے آئے ہیں۔
He is very welcome and I hope that we the Parliamentarians can exchange some views with him so that we can look out into the world. Thank you for coming.

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئر مین! میرا پوائنٹ آف آرڈر صرف اتنا ہے کہ آج Question Hour میں ہم نے جو sense of the House لی ہے اس میں sense of the question پرائیویٹ میڈیکل کالجوں سے متعلق تھی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عوام میں ایک unrest ہے کہ جب ہم اتنے high expenses پرائیویٹ کالجوں میں برداشت کرتے ہیں۔ اس میں جب admissions ہوتے ہیں اور جب یہ لوگ ڈاکٹر بنتے ہیں تو اس میں بہت سارے lacunas اور irregularities نظر آتی ہیں۔ چاہے وہ irregularity admission میں ہے، erratic admission میں ہے یا ان institutions کے affairs کو conduct کرنے کی بات ہے۔ جناب سعید الٰہی صاحب میرے لئے بہت respectable ہیں۔ جب ہم نے یہ بل پاس کیا تھا تو یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز نے کہا تھا کہ پنجاب کی جو geographic limit ہے اس میں کوئی بھی میڈیکل کالج اور انسٹیٹیوٹ کھلے گا It will come under the domain of University of Health Sciences اس میں کچھ یونیورسٹیوں نے autonomy بھی seek کی لیکن autonomy کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ وہ institution چاہے ہیلتھ کا ہو، ایجوکیشن کا ہو، چاہے انڈسٹری کا ہو کوئی بھی ہو وہ مادر پدر آزاد نہیں ہو گیا۔ میری اس وقت آپ سے اتنی درخواست ہے کہ یہ اتنا بڑا مسئلہ ہے میری جیسی ماں جس نے پرائیویٹ میڈیکل کالج میں اپنے بچوں کو پڑھایا بھی ہے اگر آپ اس کی صرف فیس کو ہی دیکھیں تو آپ حیران ہوں گے کہ کم از کم پچاس لاکھ میں ایک بچہ ڈاکٹر بنتا ہے۔ ایسے میں جب پبلک کی طرف سے

unrest آ رہا ہے، دائیں بائیں ہر طرف سے بات ہو رہی ہے تو اس کی regulation ہونی چاہئے۔ میری اس سلسلے میں آپ سے درخواست ہے اور میں اس سلسلے میں آپ کو written درخواست دینے کو بھی تیار ہوں آپ کہتے ہیں تو میں سب سے sign کرانے کے لئے بھی تیار ہوں آپ اس مسئلے پر discussion کرائیں۔

جناب چیئرمین: آپ اس سلسلے میں کچھ لکھ پڑھ کر لے آئیں پھر اس پر بات بھی ہو جائے گی۔ آپ کی بات ریکارڈ پر آ گئی ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب چیئرمین! میرا پوائنٹ آف آرڈر اتنا ہے کہ آج کے سوالوں کے جواب میں دو دفعہ میرا mike بند کرایا گیا۔ اسی لئے میں نے point of order raise کیا ہے کہ Question Hour کا مقصد کیا ہے؟ ایک آپ کے پاس official proceeding ہے اس کا کوئی نتیجہ نکلنا چاہئے۔ اگر ہم نے یک سوال کو یہاں پیش کر کے House کو satisfy نہیں کیا تو پھر ہم نے یہاں پر کیا کیا۔ اس لئے میری آپ سے یہ درخواست ہے کہ آج کی proceeding کو base بنا کر عام بحث کرا کر اس مسئلے پر activity کریں ورنہ ہم سمجھیں گے کہ کہ ہیلتھ کی دنیا میں جو اتنی بڑی بدنامی چل رہی ہے۔۔۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ تشریف رکھیں۔ آپ اس سلسلے میں کچھ لکھ پڑھ کر لے آئیں پھر اس پر بات کریں گے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر اتنا ہے کہ پھر اس procedure کا کیا فائدہ ہے؟

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب والا! ہمارے ایک ایم این اے ایاز امیر صاحب ہیں جو پاکستان مسلم لیگ (ن) سے وابستہ ہیں۔ جو باتیں ہم یہاں پر کرتے ہیں وہ شاید ان کو بُری لگتی ہیں۔ ڈاکٹروں کے بارے میں انہوں نے ایک آرٹیکل لکھا ہے اگر آپ اجازت دیں تو میں اسے یہاں پڑھ دیتا ہوں۔ دوسری بات یہ ہے کہ میں نے اس کا اُردو میں ترجمہ اس لئے بھی کر لیا ہے کیونکہ مجھے پتا ہے کہ treasury benches والوں کے لئے انگریزی سمجھنا مشکل ہوتا ہے۔ یہ سب کچھ ان کی آسانی کے

لئے میں نے کیا ہے۔ میری یہ گزارش ہو گی کہ دو منٹ کے لئے آپ مجھے اس پر بات کرنے کی اجازت دے دیں۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: پاکستان کا آزاد میڈیا یہ ایک سب سے بڑا سانحہ ہے، میڈیا بڑی آسانی سے اپنے آپ کو بہت سی سازشوں کے حوالے کر دیتا ہے۔ جیسا کہ میموگیٹ سیکنڈل میں ہوا اور اب جو صوبائی حکام نوجوان ڈاکٹروں کے ساتھ کر رہے ہیں اس میں بھی میڈیا کا اُتار چڑھاؤ حیرت انگیز طور پر اشتعال انگیز ہے۔ نوجوان ڈاکٹروں کی ہڑتال ڈاکٹر بمقابلہ بیمار اور دکھی انسانیت نہیں ہے۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان کی مصیبت زدہ انسانیت کو فوری طور پر سیاسی فوائد کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اگر یہ کچھ ہے تو یہ ہڑتال ڈاکٹر بمقابلہ چھپی رستم بیوروکریسی کے خلاف ہے، انتظامیہ جو کہ اپنا لوہا انگریز راج سے ہی منواتی آ رہی ہے اور نوجوان ڈاکٹروں کا جو ایجنڈا ہے وہ بھی ان کی اہمیت کو کم کر رہا ہے اور یہ سب بیوروکریسی کے لئے ناقابل قبول ہے۔ ایک فلاحی ریاست کے لئے ضروری ہے کہ وہاں پر صحت عامہ کی بنیادی سہولیات میسر ہوں۔ کوئی بھی ریاست اس وقت تک فلاحی نہیں کہلاتی جب تک کہ اس میں یہ بنیادی سہولتیں فراہم نہ کی جائیں اور اس میں سب سے ضروری امن عامہ ہے، مفت اور معیاری تعلیم، مفت اور معیاری صحت عامہ ہے۔ ڈاکٹر ہم سے کوئی چاند ستارے مانگ رہے ہیں اور نہ ہی یہ ایل ڈی اے سے کوئی پلاٹ مانگ رہے ہیں۔ ان کا صرف اور صرف مطالبہ سروس سٹرکچر کا ہے۔ جس کا فائدہ افواج پاکستان، بیوروکریسی اور سب اٹھا رہے ہیں۔ پنجاب جس کو مقدس صوبہ سمجھا جاتا ہے ساڑھے چار سال میں جس طرح کی good governance کا مظاہرہ ہو رہا ہے وہ 2008 کے انتخابات اور لانگ مارچ تک پنجاب میں تبدیلی کے بعد جبکہ پنجاب کو اچھی خاصی رقم ورثے میں ملی تھی اس نے ایسی سکیمیں شروع کی ہیں جس میں لیپ ٹاپ، آٹا تقسیم اور اس کے علاوہ بہت ساری ایسی سکیمیں ہیں جو ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہیں ہیں لیکن اس حکومت نے تعلیم عامہ اور صحت عامہ کے سلسلے میں ایک بھی مثبت قدم نہیں اٹھایا۔

جناب چیئرمین: آپ اپنی بات کو مختصر کریں۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب والا! آپ میری پوری بات تو سنیں۔

جناب چیئرمین: آپ اپنی بات مختصر کریں۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب والا! بات یہ ہے کہ آپ کا ایک اپنا ایم این اے شیشہ دکھا رہا ہے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ آپ تشریف رکھیں۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: نہیں، جناب والا! Listen to me.

جناب چیئرمین: اب تحاریک التوائے کار کا وقت شروع ہوتا ہے۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب والا! مجھے اپنی بات تو مکمل کرنے دیں۔

جناب چیئرمین: بس! اب آپ کی بات ہو گئی ہے۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہا ہوں۔

جناب چیئرمین: پوائنٹ آف آرڈر پر اتنی لمبی بات نہیں ہوتی، یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): ان کی بات تو مکمل ہونے دیں۔

جناب چیئرمین: بسراء صاحب! آپ بات کرنا چاہتے ہیں تو کر لیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب والا! پہلے ان کی بات تو مکمل ہونے دیں۔

جناب چیئرمین: بسراء صاحب! آپ بات کر لیں۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب والا! اگر مجھے بات مکمل نہ کرنے دی گئی تو میں پھر واک آؤٹ کروں گا۔

جناب چیئرمین: آپ واک آؤٹ کریں گے تو پھر ہم آپ کو منالائیں گے۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب والا! آپ میری بات تو مکمل ہونے دیں۔

جناب چیئرمین: یہ تو کوئی بات نہیں، آپ کو اتنا ٹائم دے دیا ہے۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب والا! میں دو منٹ میں اپنی بات ختم کر لیتا ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ویسے تو کسی بھی ایم این اے کی، کسی بھی کالم نگار کی کوئی اپنی ایک رائے ہو سکتی ہے لیکن کرنل صاحب جس طرح سے زور دے رہے ہیں تو جو آئینے اس کالم نگار نے پچھلے ساڑھے چار سال میں اور کسی کو دکھائے ہیں تو کیا پھر یہ اس بات کو بھی تسلیم کرتے ہیں کہ ان کی ہر بات کو جس طرح سے اب وہ ضد کر رہے ہیں کہ ان کی بات ایسے ہے جیسے کوئی

حدیث ہے، ان کی اپنی ایک رائے ہے یہ بات کر رہے ہیں کہ ڈاکٹر کچھ نہیں مانگ رہے۔ انہوں نے ان کے کالم سے پڑھا ہے اور شاید خود بھی اس بات پر یقین کرتے ہیں کہ ڈاکٹر کچھ نہیں مانگ رہے بلکہ وہ صرف سروس سٹرکچر مانگ رہے ہیں۔ یہ بہت بڑی غلط فہمی ہے ڈاکٹرز کا سروس سٹرکچر موجود ہے۔ کون کہتا ہے کہ ڈاکٹرز کا سروس سٹرکچر نہیں ہے اور کیا وہ صرف سروس سٹرکچر مانگ رہے ہیں؟

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: پھر وہ کیا مانگ رہے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): آپ کو یہ پتا ہے کہ ان کا سروس سٹرکچر ہے یا نہیں اور نہ آپ کو یہ پتا ہے کہ ان کا مطالبہ کیا ہے۔ آپ نے کل ان کے اس issue پر بحث کے لئے ٹائم رکھا اور پھر خود ہی کورم پوائنٹ آؤٹ کر کے اجلاس adjourn کروا دیا۔ اگر آپ کو اس پر اتنا درد تھا تو پھر کل آپ اپنے ایک ممبر سے کورم پوائنٹ آؤٹ نہ کرواتے۔ اب آپ جس دن چاہیں اس پر بحث رکھ لیں میں آپ کو یہ ثابت کروں گا کہ ڈاکٹرز کا سروس سٹرکچر ہے اور ان کے مطالبات کیا ہیں۔ ان کو ان کے سروس سٹرکچر کا پتا ہے اور نہ ان کو یہ پتا ہے کہ ان کے مطالبات کیا ہیں؟ جن کا یہ حوالہ دے رہے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ اگر انہوں نے کالم میں یہ لکھا ہے تو پھر یہ ان کی بھی کم علمی ہے۔ Service structure is there

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: رانا صاحب ہمیں ٹیوشن نہ پڑھائیں۔

جناب چیئرمین: آپ مل بیٹھ کر کوئی ٹائم رکھ لیجئے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ایک بہت important matter کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ 15۔ جون کے قومی اخبار کے اندر ایک بہت ہی important بات آئی ہے میں اخبار کا نام بھی لے دیتا ہوں یہ نوائے وقت کے back page پر بہت بڑی خبر لگی ہوئی ہے کہ یہاں لاہور میں شاہ پور کانجراں میں ایک بلین روپے کی لاگت سے Lahore Meat Complex بن رہا تھا جو کہ ایران اور پاکستان کا مشترکہ منصوبہ تھا۔ اس کے ہیڈ ڈاکٹر حامد جلیل صاحب تھے۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب چیئرمین! یہ کیا طریق کار ہے؟ اگر ان کے پاس کوئی issue ہے تو یہ اس پر تحریک التوائے کار لائیں ہم اس پر ڈیپارٹمنٹ سے جواب لے کر ایوان کو بتائیں گے لیکن یہ کیا طریقہ ہے کہ اخبار پکڑ کر آ گئے ہیں کہ یہ تحریک التوائے کار ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب چیئرمین! میاں شہباز شریف صاحب کے داماد یوسف ہارون کی Poly Line Company ہے---

جناب چیئرمین: آپ کا point آگیا ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): ڈاکٹر حامد جلیل نے استعفیٰ دے دیا ہے اور شہباز شریف صاحب نے ان کا نام ECL پر ڈلوادیا ہے۔ وہ ڈیڑھ ملین روپے کا پراجیکٹ جویریہ شہباز جو کہ میاں شہباز شریف کی بیٹی ہے---

جناب چیئرمین: ایسے نہیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): یہ اخبار میں آیا ہے۔

جناب چیئرمین: آپ لکھ کر لائیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): ان کا کام کیچڑ اچھالنا ہے۔

جناب چیئرمین: آپ لکھ کر لائیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب چیئرمین! اس آدمی کو بیٹیوں اور بیٹوں کے نام لیتے ہوئے شرم آنی چاہئے۔ جب اس کے بیٹے کی بات ہوئی تھی تو اس وقت سب نے کہا تھا کہ اس کا بیٹا ہمارا بھی بیٹا ہے تو ہمیں بیٹوں تک نہیں جانا چاہئے۔ اب یہ کیا کر رہا ہے؟ اگر اس کے پاس کوئی تحریک التوائے کار ہے تو یہ لائے اور اس کی ایک ایک چیز کا جواب دیں گے۔ یہ جو بات کر رہا ہے یہ بالکل بے بنیاد اور غلط ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب چیئرمین!---

جناب چیئرمین: بس بات ختم ہوگئی، آپ تحریک التوائے کار لے آئیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): [*****] (قطع کلامیاں)

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): یہ جو کر رہے ہیں یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔ یہ ان کا پرانا وتیرہ ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب چیئرمین!---

---

* بحکم جناب سپیکر صفحہ نمبر 187 مورخہ 18- جولائی الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیں۔آپ لکھ کر لائیں۔

محترمہ زوبیہ رباب ملک: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، محترمہ! آپ بات کریں۔

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب چیئرمین! بہت ضروری بات ہے آپ House کو in order کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب چیئرمین! یہ بیس بیس گھنٹے کی لوڈ شیڈنگ کر رہے ہیں۔ہم ان کی بات نہیں مانتے یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیں۔رانا صاحب پلیز بیٹھیں۔اذان ہو رہی ہے۔

(اذانِ ظہر)

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب چیئرمین! بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا۔میں ایک بہت ہی اہم بات کرنا چاہتی ہوں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب چیئرمین! میری بات سن لیں اور مجھے جواب بھی دیں وہ Poly Line Company کس کی ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ بات کہ وہ Poly Line Company کس کی ہے، وہاں پر کیا ہوا ہے۔۔۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): یوسف ہارون کی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): بھائی بات تو سنو! وہ Poly Line Company کس کی ہے، وہاں پر کیا ہوا ہے؟

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): یوسف ہارون کی جو وزیر اعلیٰ کا داماد ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب چیئرمین! بات یہ ہے کہ وہ کمپنی کس کی ہے یوسف ہارون کی ہے یا کس کی ہے، اس میں کون ملوث ہے، اس میں کوئی گڑبڑ ہوئی ہے؟ اس کے جواب کے لئے یا تو یہ اسمبلی سیکرٹریٹ میں تحریک التوائے کار جمع کرائیں۔ اگر یہ کہتے ہیں کہ یہ معاملہ بہت ہی urgent ہے تو انہوں نے جو تحریر ہاتھ میں پکڑی ہوئی ہے یہ آپ کو دیں اور ہم اسے کل out of

turn take up کر لیتے ہیں لیکن اس کا طریق کار یہی ہے کہ جو بھی معاملہ ہے اسے طریق کار کے مطابق take up کریں اس کا جو جواب ہو گا وہ کل پیش کر دیں گے۔اگر صرف ڈرامہ کرنا ہے تو اور چیز ہے لیکن معاملے کو take up کرنا ہے تو لائیں۔ہمارا کوئی ایسا معاملہ نہیں ہے جس میں کرپشن یا اس قسم کی کوئی manipulation ہو۔آپ کے پاس جو بھی ہے وہ لائیں ہم بالکل transparent طریقے سے اس کا جواب دینے اور معاملے کو سامنے رکھنے کے لئے تیار ہیں۔

چوہدری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب چیئرمین!۔۔۔

جناب چیئرمین: جی، بسراء صاحب!

چوہدری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں لاء منسٹر صاحب کی offer قبول کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔اب آپ تشریف رکھیں۔

چوہدری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! [*****]، Poly Line Company کا مالک یوسف ہارون ہے۔۔۔

جناب چیئرمین: پلیز! آپ تشریف رکھیں۔آپ لکھ کر لے آئیں۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: ان کو تو نام کا بھی صحیح پتا نہیں یہ بات کیا کریں گے ؟

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیں۔اب آپ کیوں بھاگ رہے ہیں؟ آپ کل لکھ کر لائیں۔

چوہدری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): آپ اس کے لئے ٹائم رکھیں۔

جناب چیئرمین: آپ لکھ کر لائیں تو ٹائم رکھا جائے گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب چیئرمین! یہ فرما رہے ہیں کہ یوسف ہارون میاں صاحب کا عزیز ہے، میاں صاحب کا کوئی یوسف ہارون عزیز نہیں ہے۔یہ پہلے نام درست کر لیں، یہ اخباری خبر پڑھ کر باتیں کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: بسراء صاحب! اب بات ختم ہو گئی ہے آپ بیٹھیں، آپ ایسا کیوں کر رہے ہیں؟ آپ لکھ کر لائیں۔

چوہدری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): اس کا مطلب یہ ہوا کہ [****] نام غلط ہے۔

---

* بحکم جناب سپیکر صفحہ نمبر 187 مورخہ 18۔ جولائی الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب چیئرمین: آپ کو offer آ گئی ہے۔اب کیا مسئلہ ہے؟آپ تشریف رکھیں۔آپ یہ چاہ رہے ہیں کہ اس کا نام ECL میں نہ ڈالا جاتا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): ڈاکوؤں کے نام ECL میں ڈالنے چاہئیں۔

جناب چیئرمین: آپ کمال کرتے ہیں۔آپ تشریف رکھیں۔آپ کو یہ اعتراض ہے کہ اس کا نام ECL میں کیوں ڈالا ہے؟اگر ایک بات آئی ہے تو اس کی انکوائری ہو جائے گی۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، نیازی صاحب!

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب چیئرمین! شکریہ۔بسراء صاحب میری صرف ایک بات سن لیں۔بسراء صاحب بڑی معلومات لے کر آئے ہیں، بڑی چٹیں پڑھ رہے ہیں اور بڑے الزامات لگا رہے ہیں لیکن ان کی لاعلمی کا یہ عالم ہے کہ یہ چیف منسٹر صاحب کے عزیز کا نام بھی غلط لے رہے ہیں۔انہیں جب صحیح نام کا ہی نہیں پتا تو پھر یہ اس پر کیا بات کر رہے ؟ان کی information اتنی غلط ہے کہ یہ نام ہی غلط لے رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: چلیں، ٹھیک ہے آپ تشریف رکھیں۔محترمہ زوبیہ رباب ملک بات کریں گی۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: بسراء صاحب! پہلے نام ٹھیک کریں پھر الزام لگائیں۔جس شخص کو ایک بندے کا نام ہی ٹھیک نہیں آتا تو اس کے بارے میں اس کے پاس کیا معلومات ہو سکتی ہیں؟

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): میں اپنے بھائی کا مشکور ہوں اور ان کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ میاں صاحب کی بیٹی اور داماد دونوں اس کمپنی کے معاملات میں ملوث ہیں۔

جناب چیئرمین: دیکھیں، میری بات سنیں۔جب وزیر قانون کی طرف سے offer آ گئی ہے تو پھر آپ بحث نہ کریں۔اب اس پر بات کرنے کا کوئی مقصد نہیں رہتا اس لئے آپ بیٹھ جائیں۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: میں صرف یہ کہہ رہا ہوں کہ آپ جائیں اور اپنے مخبر سے نام ٹھیک کرا کر لائیں۔آپ پہلے نام ٹھیک کر کے لائیں۔آپ کی لاعلمی کا یہ عالم ہے کہ جس شخص پر الزام لگا رہے ہیں آپ کو اس کا نام بھی نہیں آتا۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): مجھے پتا ہے کہ آپ ان کے رشتہ دار ہیں۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: آپ کو اس کا نام بھی نہیں آتا۔ آپ جس شخص پر الزام لگا رہے ہیں آپ کو اس کا نام بھی نہیں آتا۔ جس شخص کو نام کا ہی نہیں پتا اس کے پاس معلومات کیا ہوں گی؟ بسراء صاحب! ہم آپ کی ہر بات سننے کے لئے تیار ہیں لیکن آپ نام ٹھیک کر لیں۔ پہلے آپ نام ٹھیک کریں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): صرف نام ہی غلط ہے الزامات تو ٹھیک ہیں۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: نہیں، ہم آپ کی بات اس وقت سنیں گے جب آپ نام ٹھیک لیں گے۔ پہلے نام ٹھیک لیں اور پھر الزام لگائیں۔

جناب چیئرمین: اب بس تشریف رکھیں۔ بسراء صاحب! دیکھیں، آپ لکھ کر لائیں گے تو تب بات ہو سکے گی۔ جی، محترمہ! آپ بات کریں۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: بسراء صاحب! پہلے آپ جائیں اور اپنے مخبر سے نام ٹھیک کروا کر لائیں۔ آپ اُٹھ کر الزام لگا دیتے ہیں حالانکہ آپ کے پاس معلومات ہی نہیں ہوتیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): کیا میں میاں صاحب کی بیٹی کا نام بتا دوں؟

جناب علی حیدر نور خان نیازی: کیا آپ کی بیٹیوں کے نام ہم یہاں لیں، کیا آپ کی بیٹیوں کے نام نہیں ہیں؟ آپ کو تو بات کرنے کی تمیز ہی نہیں ہے۔ آپ کی بیٹیوں کے نام بھی لئے جا سکتے ہیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): اب مجھے نام بتانے دیں، اب میں نام بتانے لگا ہوں۔ (قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔ نیازی صاحب! تشریف رکھیں۔ بسراء صاحب! آپ بھی بیٹھ جائیں۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: ہم آپ کی عزت کرتے ہیں اس لئے آپ بھی عزت کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب چیئرمین! میاں شہباز شریف کے خوف سے تو انہیں رات کو نیند نہیں آتی۔

محترمہ زوبیہ رباب ملک: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: رانا ارشد صاحب! آپ بیٹھیں۔ محترمہ زوبیہ رباب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب چیئرمین! میں آپ اور معزز ممبران سے درخواست کروں گی کہ اگر کوئی ممبر پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو اس کو بھی بات کرنے کا موقع دے دیا کریں۔

جناب چیئرمین: جی، محترمہ! آپ بات کریں۔

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب چیئرمین! بہت مہربانی، بہت شکریہ۔ میں سمجھتی ہوں کہ آج میرے لئے ہی نہیں بلکہ پوری پنجاب اسمبلی کے لئے ایک خوشی کا دن ہے۔ میں نے اس اسمبلی میں بطور ممبر ایک قرارداد پیش کی تھی کہ بھیرہ کو تحصیل کا درجہ دیا جائے جس کو متفقہ طور پر منظور کر لیا گیا تھا۔ آج میں آپ سب کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔ سپیکر صاحب اور House کے سب قابل احترام ممبران کا شکریہ ادا کرتی ہوں کیونکہ آج اس تحصیل بھیرہ کا notification ہو گیا ہے۔ آپ سب لوگوں کو بہت مبارک ہو۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب ممبران کو issues پر بات کرنے کا موقع دے اور ہم دس کروڑ عوام کو ان کے حقوق دلائیں۔ ہم منتخب ہو کر اسمبلی میں عوام کے مسائل حل کرنے کے لئے آتے ہیں۔ تو میں آپ سب اور سیکرٹری صاحب کی بھی شکر گزار ہوں۔ Thank you so much.

تحاریک التوائے کار

جناب چیئرمین: اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر 643 سردار خالد سلیم بھٹی صاحب کی ہے۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: میاں صاحب! آپ کو بعد میں time دیتے ہیں۔ سردار خالد سلیم بھٹی صاحب کی تحریک پڑھی جا چکی ہے اور اس کا جواب آنا تھا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب چیئرمین! اگر آج اس وقت سپیکر صاحب Chair پر ہوتے تو میں شیخ علاؤالدین صاحب کی تحاریک التوائے کار کے حوالے سے عرض کرتا کیونکہ کل بھی یہی بات کورم point out کرنے کی وجہ بنی تھی۔ یہ ٹھیک ہے کہ شیخ صاحب بڑی محنت کرتے ہیں اور ان کی طرف سے بہت زیادہ تحاریک التوائے کار آتی ہیں لیکن اگر آپ چودہ یا پندرہ تحاریک التوائے کار ایک ہی ممبر کی رکھیں گے تو پھر دوسرے ممبران کی طرف سے لازماً اعتراض آئے گا تو اسمبلی سیکرٹریٹ کو اس بات کو ملحوظ خاطر رکھنا چاہئے۔ میرا خیال ہے کہ اگر internal working میں ایسا

کر لیا جائے کہ ایک ممبر کی ایک وقت میں دو تحاریک آئیں اور اس کے بعد پھر کسی دوسرے ممبر کی تحریک آ جائے تاکہ ایک مناسب صورتحال محسوس ہو سکے۔ شیخ صاحب کی طرف سے تحاریک التوائے کار کے جو notices ابھی recently issue ہوئے ہیں تو ان کا میں متعلقہ محکموں سے جواب لے رہا ہوں اس لئے ان کو آپ pending فرمادیں۔

جناب چیئرمین: جی، ابھی تو میں نے ان کی بات ہی نہیں کی۔ وہ تو ٹھیک ہے لیکن اس وقت تو میں سردار خالد سلیم بھٹی صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 643 کے حوالے سے بات کر رہا ہوں اور اس کا جواب آنا تھا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب چیئرمین! غالباً یہ کل پیش ہوئی تھی اور ابھی تک اس کا جواب موصول نہیں ہوا۔ اس میں انہوں نے ایک پرنسپل صاحب کے متعلق معاملہ اٹھایا ہے تو اس کو آپ pending فرمادیں۔ میں کوشش کروں گا کہ اس کا جمعہ تک جواب آ جائے۔

جناب چیئرمین: تو کب تک اس کو pending کیا جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): آپ اس کو جمعہ تک کے لئے pending کر دیں۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے سردار خالد سلیم بھٹی صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 643 کو جمعہ تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ وزیر قانون صاحب! کیا آپ نے شیخ صاحب کی تمام تحاریک التوائے کار کو pending کرنے کے لئے کہا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جی، ہاں۔ کل شیخ صاحب نے اپنی دو تحاریک پڑھ لی تھیں اور میرا خیال ہے کہ کوئی دس یا گیارہ تحاریک اور ہیں تو ان سب کو آپ pending فرمادیں۔ میں کوشش کروں گا کہ جمعہ تک ان کا جواب موصول ہو جائے۔

جناب چیئرمین: چلیں، ٹھیک ہے۔ شیخ صاحب کی تحاریک التوائے کار کو جمعہ تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب چیئرمین! بات یہ ہے کہ چھ چھ مہینے کے بعد اب یہ تحاریک آئی ہیں۔ میں نے سپیکر صاحب کو in writing کہا تھا کہ میں ملک سے باہر گیا ہوں۔ یہ کہہ دینا کہ اسمبلی کا عملہ یا دفتر مجھے favour کر رہا ہے مناسب نہیں اور یہ بڑی زیادتی ہے۔ میری تحاریک التوائے کار چھ چھ مہینے بعد اب آئی ہیں اور تمام کی تمام burning issues پر ہیں۔

جناب چیئرمین: وزیر قانون صاحب! میرا خیال ہے کہ شیخ صاحب کی جو تحاریک التوائے کار آج ایجنڈا پر ہیں انہیں وہ پڑھ دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): چلیں، اگر آپ ایسا چاہتے ہیں تو پھر شیخ صاحب اپنی ساری تحاریک پڑھ دیں۔ شیخ صاحب کو غلط فہمی ہوئی ہے کیونکہ میں نے یہ بالکل نہیں کہا کہ اسمبلی سیکرٹریٹ کا کوئی عملہ شیخ صاحب کو favour کر رہا ہے۔ ایسی بات بالکل نہیں ہے۔ دراصل سیکرٹریٹ میں اصول یہ ہے کہ جیسے جیسے notices موصول ہوتے ہیں اسی حساب سے نمبر لگتے جاتے ہیں۔ اگر وہاں پر سپیکر صاحب کی طرف سے ایسا حکم صادر ہو جائے کہ ایک ہی ممبر کی اکٹھی چودہ یا پندرہ تحاریک enlist نہ ہونے پائیں اس طرح تھوڑا مناسب رہے گا اور باقی ممبران کو بھی موقع مل جائے گا۔

جناب چیئرمین: سیکرٹری صاحب! آئندہ کے لئے نوٹ کر لیں۔ شیخ صاحب! آپ اپنی تحریک التوائے کار نمبر 747 پڑھ لیں۔

پنجاب میں سرکاری حکم سے ہزاروں سکول بند ہونے سے بچوں اور والدین کو پریشانی کا سامنا

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب بھر میں مورخہ 10۔مارچ2012 کو جاری شدہ ایک حکم نامہ کی بنیاد پر 6200 ایسے سکول جو انتہائی غریب والدین کے بچوں کو بنیادی تعلیم مہیا کر رہے تھے بند کرنے کا حکم دے دیا ہے۔ ان سکولوں میں بچوں کی تعداد 248000 ہے اور ان میں سے بہت سے نہایت دور پسماندہ علاقوں میں واقع ہیں اور جہاں پر کوئی اور سکول بھی نہ ہے۔ ان سکولوں میں زیر تعلیم بچوں کے والدین مزدور پیشہ ہیں جن کو انتہائی محنت سے بچوں کو تعلیم دلانے کی طرف راغب کیا گیا تھا اور خاص طور پر لڑکیوں کو جن کی بہت بڑی تعداد ان سکولوں میں تعلیم پا رہی تھی۔ معاملے کی سنگینی کا اندازہ صرف ڈسٹرکٹ لیہ میں ایسے علاقے جہاں پانچ کلو میٹر یا اس سے بھی زیادہ فاصلے تک کوئی سرکاری سکول نہ ہے لیکن یہ تمام تعلیمی ادارے بند کر دیئے گئے ہیں۔ یہ سکول پنجاب کے 31 اضلاع میں کام کر رہے تھے جن میں ضلع قصور بھی شامل ہے۔ ایسے تمام سکول جن میں پڑھنے والے بچوں کا اب کوئی تعلیمی مستقبل نہ رہا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب چیئر مین: چلیں، یہ pending کر دی گئی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 748 ہے۔

جیل روڈ لاہور پر سرکاری اور پرائیویٹ تعلیمی اداروں میں تقریبات اور فاسٹ فوڈ پر آنے والے لوگوں کے رش سے ہسپتالوں کے مریضوں کو مشکلات کا سامنا

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ لاہور میں بڑھتی ہوئی بے ہنگم ٹریفک جو لوگوں کے لئے مسلسل مسئلہ بنی ہوئی ہے اور جس کی ایک بدترین مثال جیل روڈ پر واقع تعلیمی اداروں، پرائیویٹ ہسپتالوں، فاسٹ فوڈ چینز کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ بھی ہے۔سروسز ہسپتال اور خاص طور پر پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی میں جانے والے مریضوں اور لواحقین کی حالت کا تصور کرنے سے ہی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔زمینی حقائق یہ ہیں کہ جیل روڈ پر کنیئرڈ کالج کے سامنے دن کے بیشتر حصوں میں اور رات کو بھی کالج میں ہونے والی مسلسل تقریبات گھنٹوں تک ٹریفک کو ساکت و جامد کر دیتی ہیں اور ان میں ایمبولینسز بھی ہوتی ہیں جن میں پڑے مریضوں کا کوئی پُرسان حال نہیں ہوتا۔ایسے ہی حالات لاہور کالج یونیورسٹی کے سامنے روزانہ دیکھنے میں آرہے ہیں۔یہ امر بھی مدنظر رکھنا ہوگا کہ لاہور کالج یونیورسٹی جب اپنی Full Strength پر پہنچے گی تو جیل روڈ پر ٹریفک کا حال کیا ہوگا؟بنیادی وجہ یہ ہے کہ یہ تمام تعلیمی ادارے اور پرائیویٹ ہسپتالوں کے سامنے جیل روڈ کے دونوں اطراف انتہائی تنگ سروس روڈ واقع ہے اور کہیں پر بھی Slip Roads بنانے کا آج تک نہ سوچا گیا ہے۔جیل روڈ پر واقع تمام ہسپتال اور تعلیمی ادارے بغیر کسی مناسب Set Back کے بنائے گئے ہیں۔ان تمام تعلیمی اداروں کے سامنے Slip Roads جو ان تعلیمی اداروں کی سامنے کی دیوار کے کم از کم 40 فٹ اندر فوری بنائی جانی چاہئے تھیں جو طالبات کے Pick & Drop کے ساتھ ساتھ ٹریفک کے بہاؤ میں کسی قسم کی رکاوٹ نہ پیدا کر سکیں اور مین جیل روڈ پر گزرنے والی تمام ٹریفک جو سروسز ہسپتال اور کارڈیالوجی انسٹیٹیوٹ کو جا رہی ہو بغیر کسی رکاوٹ کے پہنچ سکے۔لاہور کی تمام اہم سڑکوں گلبرگ، گارڈن ٹاؤن، جوہر ٹاؤن، مولانا شوکت علی روڈ اور شادمان کے تمام علاقے پرائیویٹ تعلیمی اداروں اور ریسٹورینٹس کی وجہ سے لاہور کی ٹریفک کو ناقابل اصلاح بنا چکے ہیں۔ہر وہ تعلیمی ادارہ جس کے اندر Pick & Drop کے لئے کم از کم 40 سے 50 فٹ تک Set Back نہ ہو اور ہر وہ ریسٹورینٹ جس کے اندر معقول پارکنگ نہ ہو کو جاری رکھنا عوام دشمنی کے

مترادف ہے جو ہر گزرنے والے دن کے ساتھ بڑھتا ہی جا رہا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب چیئرمین: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب چیئرمین! اس تحریک التوائے کار کا جواب موصول نہیں ہوا، اس کو pending فرما دیں۔

جناب چیئرمین: زیر غور تحریک التوائے کار جمعہ تک pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 749 ہے۔

لاہور میں بے جا ٹریفک چالانوں کی وجہ سے مقامی شہری اور دوسرے شہروں سے آنے والے لوگوں کو مشکلات کا سامنا

شیخ علاؤالدین: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ٹریفک چالانز کے وصولی جرمانہ اور گاڑیوں اور موٹر سائیکلوں کے کاغذات کی واپسی کا انتہائی پیچیدہ طریق کار عوام کے لئے مسلسل پریشانی کا باعث بنا ہوا ہے۔ ٹریفک قوانین کی کسی بھی قسم کی خلاف ورزی کی صورت میں ٹریفک پولیس اہلکاران چالان کرنے کے ساتھ ہی گاڑی کے کاغذات، ڈرائیونگ لائسنس اور شناختی کارڈ لے لیتے ہیں۔ اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ بچوں اور خواتین کے ساتھ اور خاص طور پر وہ لوگ جو لاہور سے باہر دوسرے شہروں سے آئے ہوتے ہیں عجیب پریشانی کے عالم میں سڑکوں پر خوار ہو جاتے ہیں ان کو حکم دیا جاتا ہے کہ پہلے بنک میں جا کر جرمانہ جمع کراؤ پھر کاغذات مخصوص چوکی یا ٹریفک pickets سے لائن میں جا کر دھوپ، بارش میں کھڑے ہو کر حاصل کرو۔ یہ انتہائی بے رحمانہ طریقہ جو کسی صورت عوام کے مفاد میں نہ ہے اور اکثر اوقات اسی وجہ سے لوگ مجبوراً مک مکا کر کے جان چھڑاتے ہیں اور اس طرح جرمانے کا ایک بڑا حصہ کہاں جاتا ہے اس کو سمجھنے کے لئے کوئی راکٹ سائنس درکار نہ ہے۔ فوری طور پر وصولی جرمانہ کا طریق کار آسان اور فول پروف بننا چاہئے جس میں عوامی سہولت کو مدنظر رکھا جائے اور اس کے لئے آسان یہ ہوگا کہ جس طرح موبائل فونز کے ذریعے یوٹیلٹی بلوں کی رقم ٹرانسفر کی سہولت موجود ہے کو موثر بنایا جائے۔ اسکے ساتھ ساتھ Credit Card Machine سسٹم کو پورے نیٹ ورک میں Track Monitoring کے ذریعہ چلایا جائے اور مزید ہر مین روڈ پر تقریباً ایک کلومیٹر

فاصلہ پر کولیکشن بوتھ بھی بنائے جائیں جو Daily Basis پے جرمانہ وصول کرے اور وہیں سے کاغذات کی واپسی بھی ممکن ہو لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب چیئرمین: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب چیئرمین! اس تحریک کا بھی جواب موصول نہیں ہوا، اسے pending فرمادیں۔

جناب چیئرمین: زیر غور تحریک التوائے کار بھی جمعہ تک pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 750 شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔

چیئرمین انڈس واٹر بیسن جناب جماعت علی شاہ کی ملی بھگت سے انڈیا کا کئی دریاؤں پر ڈیم تعمیر کرنا

شیخ علاؤالدین: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ چیئرمین انڈس واٹر بیسن پراجیکٹ جناب جماعت علی شاہ اپنی ریٹائرمنٹ کے دوسرے دن ہی ملک سے فرار ہو کر کینیڈا پہنچ چکے ہیں۔ چیئرمین موصوف نے اپنے دور میں بھارت کو مختلف ڈیم بنانے کے لئے موقع دے کر پاکستان سے غداری کا کیا پایا؟ یہ وہ سوال ہے جو آج 18 کروڑ عوام اور پنجاب کے 9 کروڑ عوام جو موصوف چیئرمین کی وجہ سے سب سے زیادہ متاثر ہوں گے پوچھا جا رہا ہے۔ دریائے چناب، دریائے جہلم اور یہاں تک کہ دریائے سندھ پر نمو باز ڈیم کس طرح بن گیا۔ یہ بھی محترم جماعت علی شاہ کا ہی کارنامہ ہے۔ لیہ ضلع میں 57 میٹر بلند نمو باز منصوبہ مکمل کیا جا رہا ہے۔ اس کے علاوہ بھارتی کشمیر کے ضلع کارگل میں دریائے سندھ میں شامل ہونے والے دریائے سورو پر بھی 42 میٹر بلند چوٹک بجلی گھر بنایا جا رہا ہے۔ یہ منصوبے پاکستان کی لائف لائن دریائے سندھ میں پانی کے بہاؤ کو کم کر دیں گے۔ مذکورہ ڈیمز 12 کروڑ کیوبک میٹر پانی ذخیرہ کر سکتے ہیں۔ بھارت نے مذکورہ دونوں منصوبوں کی ٹرانس باؤنڈری اثرات کے حوالے سے پاکستان کی طرف سے کلیئرنگ دکھا کر سندھ طاس معاہدے کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اقوام متحدہ سے 7 سال میں 4 لاکھ 82 ہزار 83 ڈالر کاربن کریڈٹ حاصل کرنے کی بھی منظوری حاصل کر لی ہے۔ تاہم وزارت مستقبل میں اس قسم کی غفلت کے ارتکاب کو روکنے کے لئے ایس او پی بنانے کے سوا

ان منصوبوں کے ماحولیات پر اثرات سے متعلق کلیئرنس دینے میں ملوث وزارت ماحولیات اور وزارت خارجہ کے ذمہ دار افسران کا بھی آج تک تعین نہیں کر سکی اور حیران کن طور پر 2010 میں پاکستان انڈس واٹر کمیشن کو جب معلوم ہوا کہ نمو باز گو منصوبے کی تکمیل کے بعد اس کا ڈیزائن بدلنا ممکن ہے تو اس منصوبے کے معاملے کو ہر سطح پر اٹھانا شروع کر دیا۔ اس عمل سے بھارت کی آبی جارحیت بلکہ دہشت گردی کھل کر سامنے آ چکی ہے۔ یہ تلخ حقیقت ہے کہ بھارت دوستی کے لبادے میں اور ثقافتی طائفوں کے آنے جانے میں اپنا کام کر گیا ہے اور اب ہمیں دوستی کا درس دیا جا رہا ہے، تجارت کا درس دیا جا رہا ہے۔ حقیقتاً ہماری زرعی منڈیاں بھی بھارتی کنٹرول میں آ چکی ہیں۔ خدانخواستہ خدانخواستہ ہماری یہ بے حسی اس مملکت خداداد کو ایتھوپیا نہ بنا دے۔ اس اہم موضوع پر ہر معزز ممبر کو توجہ دینا چاہئے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب چیئرمین: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب چیئرمین! اس تحریک کا جواب موصول نہیں ہوا، اس کو بھی pending فرما دیں۔

جناب چیئرمین: اس تحریک التوائے کار کو بھی pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 751 شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔

سندھ اور پنجاب میں بڑی تعداد میں معصوم لڑکیوں اور عورتوں کا اغواء، خرید و فروخت اور سمگلنگ میں مسلسل اضافہ

شیخ علاؤالدین: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ سندھ اور پنجاب میں بڑی تعداد میں جرائم پیشہ گروہ معصوم لڑکیوں اور عورتوں کو اغواء کر رہے ہیں۔ یہ گروہ نہ صرف پنجاب، سندھ بلکہ بلوچستان اور سرحد تک عورتوں اور معصوم بچیوں کی خرید و فروخت اور غیر ممالک میں ان کی سمگلنگ میں ملوث ہیں۔ محرک معزز ایوان کے سامنے صرف دو ایسے واقعات پیش کر رہا ہے جو ویسے تو (Tip of the Ice Berg) ہیں لیکن ان سے حالات کی سنگینی کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ واقعات کچھ یوں ہیں کہ لاڑکانہ سندھ سے دو بچیاں جن کی عمر بارہ اور تیرہ سال ہیں اور جن کو لاہور اور فیصل آباد سے اغواء کیا گیا تھا اور ان معصوم بچیوں جن کو صحیح نام بتانا بھی نہیں آتا کو مبلغ -/35,000

روپے اور -/1,50,000 روپے میں نظام الدین جتوئی اور امتیاز جتوئی کے ساتھ نکاح کر دیا گیا تاکہ ان معصوموں کو غیر ممالک کو سمگل کیا جا سکے۔ لڑکیوں کے والد نے انتہائی محنت و مشقت سے لڑکیوں کو برآمد کروایا اور اس میں ایس ایس پی لاڑکانہ اعتزاز احمد گورائیہ اور اے ایس پی لاڑکانہ ندیم قریشی نے قابل تعریف کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔ اب سوال یہ ہے کہ کتنی تعداد میں خواتین اور معصوم بچیاں جو پنجاب میں اغواء ہو رہی ہیں ان کا Recovery Rate کیا ہے اور جو معصوم عورتیں اور بچیاں نہیں مل سکیں اور ان کے وارثان کے پاس اتنے وسائل بھی نہ ہیں ان سب کا جواب دہ کون ہے؟ نوانکوٹ لاہور کے علاقے سے تین بچیاں مائزہ، فائزہ اور حرا جو کہ ایک تھانیدار مسمی منظور، اے ایس آئی کے بیٹوں نے اپنے تھانیدار باپ سے مل کر اغواء کیں اور جن میں مائزہ کی عمر 20 سال ہے ریحان بٹ نامی شخص کے گیسٹ ہاؤس سے برآمد ہوئی اور جس گیسٹ ہاؤس میں پچاس سے زائد اور عورتیں بھی موجود تھیں سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ عزتوں کے رکھوالے عزتوں کا کیا کر رہے ہیں۔ Women Empowerment کی باتیں کرنا عورتوں کی فلاح و بہبود کی باتیں کرنا ایک فیشن بن چکا ہے لیکن اصل میں جو مظلوم عورتوں پر گزر رہی ہے وہ حقیقی تصویر کوئی دیکھنے کو تیار ہے اور نہ دکھانے کو۔ بے شمار مظلوم عورتیں ایسے ہی حالات سے گزر کر اپنے گھر والوں کے لئے بھی قابل قبول نہیں رہتیں۔ عورتوں اور بچیوں کے اغواء کو انتہائی آہنی ہاتھوں سے اور ہر کیس کو Day to Day Progress کی بنیاد پر چلایا جائے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب چیئرمین: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب چیئرمین! اس تحریک کا بھی جواب موصول نہیں ہوا، اس کو بھی pending فرمادیں۔

جناب چیئرمین: اس تحریک التوائے کار کو بھی pending کیا جاتا ہے۔ اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب چیئرمین! میں صرف ایک بات کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ لاء منسٹر صاحب نے ہمارے بھائی چودھری شوکت محمود بسراء صاحب کے کہنے پر جو مہربانی کی ہے میں اُس میں صرف یہ اضافہ کرنا چاہوں گا کیونکہ اوپر بہت سے ایسے لوگ بیٹھے ہیں جو Corporate Law کو سمجھتے ہیں۔ وہ جو بھی تحریک کل لائیں، میری آپ سے گزارش ہے کہ اس میں فارم-29 اور فارم-A کا ضرور حوالہ دیں، کسی بھی limited company کے مالکان کا پتا کرنے کے لئے فارم-29 جو SECP کا ایک

document ہے اس کی بنیاد پر بات کی جائے۔ ہمارے صحافی بھائی جو اوپر بیٹھے ہیں یہ Corporate Law جانتے ہیں اور House میں اور لوگ بھی جانتے ہیں۔ میں جناب وزیر قانون سے کہوں گا کہ اگر یہ فارم۔29 کی بنیاد پر لایا جائے تو اس کو ضرور سنا جائے۔ میں بھی سننا چاہتا ہوں کہ یہ کیا بات ہے۔ بہت شکریہ

جناب چیئرمین: شکریہ

محترمہ خدیجہ عمر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، محترمہ!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! ابھی میرے بھائی شیخ علاؤالدین صاحب خواتین کی empowerment کے حوالے سے تحریک التوائے کار پڑھ رہے تھے۔ میں یہاں یہ بتانا ضروری سمجھتی ہوں کہ انہوں نے کہا کہ خواتین فرضی باتیں کرتی ہیں۔ میں یہ کہتی ہوں کہ جب اس House کے اندر خواتین کو respect دی جائے گی تو اس سے ایک اچھا message جائے گا۔ جب اس House کے اندر خواتین کے ساتھ بد سلوکی ہوتی ہے اور ان کا احترام نہیں کیا جاتا ہے تو آپ کیا توقع کرتے ہیں کہ باہر کے لوگ احترام کریں گے وہ یہی حال کریں گے اس لئے میری اس House کے تمام ممبران سے گزارش ہے کہ یہاں پر جو خواتین آتی ہیں تمام معزز خاندانوں سے تعلق رکھتی ہیں۔ ان کو عزت دینا دونوں اطراف کے لئے ضروری ہے لیکن یہاں پر جو حال اُس دن ہوا، اُس سے پہلے خواتین کے ساتھ جو سلوک ہوتا ہے اور جو زبان استعمال کی جاتی ہے میں اس پر condemn کرتی ہوں۔ اس طرح تحریک التوائے کار دینے سے یہ مت سمجھیں کہ یہ خواتین کی نمائندگی کر رہے ہیں۔ انہیں عملی طور پر بھی کچھ کرنا چاہئے۔

جناب چیئرمین: شکریہ

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، میاں صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب چیئرمین! آپ کا بے حد شکریہ۔ میں یہ بات ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ ایک دو اجلاس پہلے میں نے بھی بھارتی آبی جارحیت پر ایک تحریک التوائے کار جمع کرائی تھی کہ بھارت ہمارے تین دریاؤں پر قبضہ کر رہا ہے۔ اس نے 65 منصوبے تکمیل کرنے ہیں جن میں سے 35 منصوبے جہلم، چناب اور سندھ پر مکمل کر لئے ہیں۔ میں نے ایک تحریک التوائے کار ایک اخباری خبر اور بہت بڑے

symposium seminarکی بنیاد پر جمع کرائی تھی اس کو یہاں پر اسمبلی انتظامیہ نے یہ کہہ کرkillکر دیا کہ یہ وفاقی معاملہ ہے۔ شیخ صاحب کی میں تحسین کرتا ہوں کہ یہ بہت اہم معاملات کو ایوان میں لاتے ہیں، میں بے حد خوش ہوں اور ان کی تحسین بھی کرتا ہوں میری اس تحریک کو جسےkillکیا گیا تھا میں اس پر احتجاج کرتا ہوں کہ اگر وہ وفاقی معاملہ تھا اور یہاں بیٹھے ہوئے وفاق کے ممبران کو خوش کرنے کے لئے میری تحریک کوkillکیا گیا تھا اب اس کو شیخ صاحب کی تحریک کے ساتھ جوڑا جائے اور شامل کیا جائے۔ یہ میرا احتجاج ہے کہ یہ بھی وفاقی معاملہ ہے اور وہ بھی وفاقی معاملہ تھا۔

جناب چیئرمین! میری ایک تحریک التوائے کار738تھی اس کا کیا ہوا؟ اس کے پڑھنے کی باری نہیں آئی۔

جناب چیئرمین: میاں صاحب! آپ اس کا اسمبلی سیکرٹریٹ سے پتا کر لیجئے گا۔ اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہو گیا ہے۔ شکریہ

Now, we take up the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bills 2008 (Bill No. 15 of 2008). Ch Aamar Sultan Cheema may move the motion for the consideration of the message of the Governor.

چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب تشریف نہیں رکھتے اس لئے یہdispose ofکی جاتی ہے۔

قرارداد

(مفاد عامہ سے متعلق)

جناب چیئرمین: اب ہم مفاد عامہ کی قرارداد لیتے ہیں۔ محترمہ نجمی سلیم کی جانب سے قرارداد ہے۔ محترمہ! آپ اپنی قرارداد پیش کریں۔

ائیر بیس کو گروپ کیپٹن (ریٹائرڈ) سیسل چودھری کے نام سے منسوب کرنا

محترمہ نجمی سلیم: میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ گروپ کیپٹن (ریٹائرڈ) جناب سیسل چودھری کو خراج تحسین پیش کرنے کے لئے ملک کے کسی بھی ایئر بیس کو ان کے نام سے منسوب کیا جائے۔"

جناب چیئرمین: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ گروپ کیپٹن (ریٹائرڈ) جناب سیسل چودھری کو خراج تحسین پیش کرنے کے لئے ملک کے کسی بھی ایئر بیس کو ان کے نام سے منسوب کیا جائے۔"

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں گورنمنٹ کی طرف سے اس قرارداد کی کاپی Ministry of Defence کے through پاکستان ایئر فورس کو بھجوائی گئی تھی۔ ان کا جواب میں پڑھ دیتا ہوں۔

The undersigned is directed to refer to the Government of Punjab letter dated 8th May 2012 on the subject and to intimate that the proposal by the honourable members of Punjab Assembly to name any PAF Base after group captain Cecel Ch. SJ (late) un-doubtedly is thoughtful gesture. Pakistan Air Force in keeping with its traditions has always honoured its heroes and would look into the possibility in due course of time.

انہوں نے ایک positive جواب دیا ہے۔ اس لئے اب آگے محترمہ جو مناسب سمجھیں وہ کر لیں۔

جناب چیئرمین: جی، محترمہ!

محترمہ نجمی سلیم: جناب چیئرمین! یقینی طور پر پاکستان کے اندر جس طرح اقلیتوں نے اپنا بھرپور کردار ادا کیا ہے۔ جناب سیسل چودھری بھی 1965 اور 1971 کی جنگوں کے عظیم ہیرو تھے۔ جنہوں نے اپنی

جان کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اپنے ملک اور قوم کے لئے قربانی دی اور انتہا کی حد تک وہ اپنے ملک کی خاطر لڑے۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس وقت وزیر قانون صاحب نے جو بتایا ہے اس سے ہمارے ملک کے اندر interfaith harmony کو مزید استحکام ملے گا، ملک کے اندر مذہبی رواداری کو فروغ ملے گا اور اس سے ہمارے اندر بھائی چارے کی فضا پیدا ہو گی۔ میں سمجھتی ہوں یہ ایک اچھا اقدام ہو گا کیونکہ ہمارے دوسرے فوج کے قومی ہیرو جو شہید ہوئے یا غازی ہوئے ان کو جس طرح خراج تحسین پیش کیا جاتا ہے اسی طرح میری قرارداد کو متفقہ طور پر پاس کر کے جناب سیسل چودھری کو بھی خراج تحسین پیش کیا جانا چاہئے۔ شکریہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! انہوں نے positive جواب دیا ہے۔

جناب چیئرمین: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

> "یہ ایوان وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ گروپ کیپٹن (ریٹائرڈ) جناب سیسل چودھری کو خراج تحسین پیش کرنے کے لئے ملک کے کسی بھی ایئر بیس کو ان کے نام سے منسوب کیا جائے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین: آج کے اجلاس کا ایجنڈا ختم ہو گیا ہے لہذا اب اجلاس کل بروز بدھ 18۔جولائی 2012 صبح 10:00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج حافظ مرغوب احمد ہمدانی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

نوری مکھڑا نالے زلفاں کالیاں
صدقے واری جان ویکھن والیاں
ویہڑے تیرے کھیڈے رب دا لاڈلا
واہ حلیمہ تیریاں خوشحالیاں
سو گئی امت تے آقا جاگ دا
کیتیاں لجپال نے رکھوالیاں
کیہہ وگاڑے گا زمانہ اوسدا
جس دیاں آقا کرے رکھوالیاں
انشا اللہ ویکھاں گے اک دن ضرور
سبز گنبد تے سنہری جالیاں

سوالات

(محکمہ جات منصوبہ بندی و ترقیات اور خزانہ)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے اور آج کے ایجنڈے پر محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات اور خزانہ سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

محترمہ ساجدہ میر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: محترمہ! تشریف رکھیں کیونکہ جب سپیکر بات کر رہے ہوں تو آپ مہربانی کیا کریں۔This is not good آپ تشریف رکھیں اور مجھے بات کرنے دیں۔ جب بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں فیصلہ ہو چکا ہے کہ وقفہ سوالات کے دوران کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہوگا تو مہربانی کر کے اس پر عملدرآمد کریں۔ کل میں اس وقت Chair پر نہیں تھا اور میری جگہ چیئرمین صاحب تھے لیکن اس وقت کچھ الفاظ غیر مہذب قسم کے استعمال کئے گئے تو ان الفاظ کو کارروائی کا حصہ نہ بنایا جائے۔ جی، محترمہ!

محترمہ ساجدہ میر: شکریہ۔ جناب سپیکر! پنجاب اسمبلی کے ایک ملازم وسیم اختر کے متعلق بات کرنا چاہتی ہوں کہ اس کا علاج حکومت پنجاب کروائے۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں کیونکہ میں نے اس کا notice لے لیا ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! آج آپ نے کل کے غیر مہذب الفاظ تو حذف کروائے ہیں لیکن اس دن کے غیر پارلیمانی الفاظ حذف نہیں کروائے جب ہمارے متعلق نازیبا الفاظ کہے گئے اور وہ الفاظ میڈیا پر بھی چلائے گئے۔

جناب سپیکر: جی، نہیں کبھی ایسا نہیں ہو سکتا کہ میں غیر پارلیمانی الفاظ سنوں اور انہیں حذف نہ کرواؤں۔ ہمیشہ میں نے غیر مہذب الفاظ کو کارروائی کا حصہ بنانے سے روکا ہے۔ اس حوالے سے تمام معزز ممبران اسمبلی سے درخواست ہے کہ آپ سب بہنوں اور بیٹیوں والے ہیں اس لئے ایسی باتیں جو ہماری بہنوں اور بیٹیوں سے متعلق ہوں، ایوان میں آ کر ان سے پرہیز کیا جائے اور personal attacks مناسب نہیں ہیں۔ پہلا سوال شیخ علاؤالدین صاحب کا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ میرے کہنے پر آج آپ نے وسیم اختر کے متعلق مہربانی کی ہے۔ سوال نمبر 4342 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

آئی ٹی کے فروغ کے لئے اٹھائے گئے اقدامات کی تفصیلات

*4342: **شیخ علاؤالدین:** کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ نے آئی ٹی کے فروغ کے لئے آج تک کیا کیا اقدامات اٹھائے ان کی مکمل تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

(ب) محکمہ نے قیام سے لے کر اب تک اندازاً کتنے لوگوں کو آئی ٹی کی تربیت دی؟

(ج) کیا محکمہ آئی ٹی کی تعلیم کو فروغ دینے والے پرائیویٹ اداروں کی سرکاری سطح پر کوئی اعانت کرتا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (راناتنویر احمد ناصر):

(الف) محکمہ آئی ٹی 2001 میں بنایا گیا جبکہ پنجاب آئی ٹی بورڈ 1999 میں بنایا گیا۔ محکمہ آئی ٹی نے صوبہ پنجاب میں آئی ٹی کے فروغ کے لئے اب تک بہت سے اقدامات کئے ہیں جن میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں۔

1۔ صوبہ پنجاب کی تمام حکومتی ویب سائٹس کو مرکزی جگہ پر اکٹھا کیا گیا ہے۔ اس پراجیکٹ کا نام "پنجاب پورٹل" Punjab Portal ہے۔ تمام حکومتی websites ایک ہی جگہ پر کام کر رہی ہے جس سے معلومات کی ترسیل میں آسانی ہوئی ہے اور عوام الناس تمام اداروں کی کارکردگی اور معلومات ایک ہی ویب سائٹس کے ذریعے حاصل کر سکتی ہے۔ (http://www.punjab.gov.pk)

2۔ سافٹ ویئر ٹیکنالوجی پارک (STP) ایک بہت بڑا Infrastructural Project ہے جس کا مقصد تمام آئی ٹی کمپنیوں کو ایک جگہ جمع کرنا اور بیرونی سرمایہ کاری کو فروغ دینا ہے۔ STP میں بہت سی سہولیات کو ایک جگہ جمع کیا گیا ہے جس میں فائبر آپٹک، وائرلیس، وائی میکس اور VSAT ٹیکنالوجی کی سہولیات شامل ہیں ان تمام کا مقصد آئی ٹی اور آئی ٹی سروسز کو ایک چھت کے نیچے جمع کرنا ہے۔

3۔ عوام الناس کی فلاح و بہبود کے لئے بھی محکمہ آئی ٹی نے بغیر کسی امداد کے اور اپنے وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے بہت ساری سکیمیں مکمل کی ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

1- فوڈ سپورٹ سکیم

2- Internal Displacement Funds for NWF(IDP Fund)

3- سستی روٹی سکیم Sasti Roti Scheme

4- MTMIS(موٹر ٹرانسپورٹ مینجمنٹ انفارمیشن سسٹم) کے ذریعے گاڑیوں کی کمپیوٹرائزڈ نمبر پلیٹس اور ڈیٹا بیس تیار کی جاتی ہیں جو کہ آئی ٹی محکمہ نے محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کے تعاون سے شروع کی ہے۔ یہ ایک بہت بڑا منصوبہ ہے جس کا مقصد صوبہ کی ٹریفک اور ٹرانسپورٹ سسٹم کی کارکردگی کو بہتر کرنا ہے۔ اس منصوبہ کے تحت تا حال 15 لاکھ گاڑیوں کو رجسٹر کیا جا چکا ہے اور 17 اضلاع میں بھی جلد ہی اجراء کر دیا جائے گا۔

5- محکمہ آئی ٹی اور پنجاب آئی ٹی بورڈ نے پنجاب حکومت کے بہت سارے محکموں کو کمپیوٹرائزڈ کیا ہے جن میں مندرجہ ذیل محکمے قابل ذکر ہیں۔

(i) انٹی کرپشن

(ii) زکوۃ و عشر

(iii) زراعت

(iv) سوشل ویلفیئر (سماجی بہبود)

(v) پنجاب ایمپلائز سوشل سکیورٹی

(vi) سپیشل برانچ پنجاب پولیس

(vii) پنجاب ہائی وے پٹرولنگ پوسٹ

اس وقت آئی ٹی پنجاب میں آئی ٹی پالیسی کے فروغ کے لئے عالمی بنک کے تعاون سے اقدامات کر رہا ہے۔

(ب) محکمہ آئی ٹی نے قیام سے اب تک 40,000 سے زائد لوگوں کو آئی ٹی کے مختلف شعبہ جات میں تربیت فراہم کی ہے۔

1- (Basic IT Training)

2- (Advanced IT Skills)

3- (Learning Facilities)

مختلف نجی و سرکاری اداروں کے افراد کو اس سلسلے میں تربیت فراہم کی گئی۔

(ج) اس وقت محکمہ ہذا کا کوئی اس طرح کا پراجیکٹ کام نہیں کر رہا ہے۔

شیخ علاؤالدین: اس سوال کے جز چار میں "موٹر ٹرانسپورٹ مینجمنٹ انفارمیشن سسٹم کے ذریعے گاڑیوں کی کمپیوٹرائزڈ نمبر پلیٹس اور ڈیٹا بیس تیار کی جاتی ہیں" جو کہ آئی ٹی محکمہ نے محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کے تعاون سے شروع کی ہے۔ میرا پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے سوال یہ ہے کہ کتنے عرصہ سے کتنے لاکھ کمپیوٹرائزڈ پلیٹس نہیں دی گئیں؟ میرے پاس figures موجود ہیں کہ کتنی گاڑیاں اس وقت پنجاب میں بغیر نمبر پلیٹس کے چل رہی ہیں جن کی فیس لی جا چکی ہے اور کمپیوٹرائزڈ نمبر پلیٹس نہیں دی گئیں۔ مقصد یہ تھا کہ چوری کی گاڑیاں بغیر کسٹم ڈیوٹی ادا کی گئی گاڑیوں یا جرائم پیشہ گاڑیوں کو پکڑا جاتا، کیا اس میں محکمہ کامیاب ہوا ہے اور اس وقت محکمہ میں کتنے لاکھ نمبر پلیٹس due ہیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (رانا تنویر احمد ناصر): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! پی اینڈ ڈی والوں نے تو اس سسٹم کو لاگو کر کے محکمہ ایکسائز کے حوالے کر دیا ہے اور تمام اضلاع میں یہ سسٹم رائج ہے۔ شیخ صاحب کے سوال کا proper جواب ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن والے دے سکتے ہیں کہ اس وقت تک انہوں نے کتنی گاڑیوں کو نمبر پلیٹس جاری کیں اور کتنی گاڑیوں کو نہیں کیں؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ ان کا جواب دیکھ لیں کہ کمپیوٹرائزڈ نمبر پلیٹس انہوں نے دینی ہیں جس کی ایک ہزار روپے فی نمبر پلیٹ فیس لی جا رہی ہے اور میں ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں کہ نومبر 2011 کے بعد ایک بھی نمبر پلیٹ نہیں دی گئی بلکہ جعلی نمبر پلیٹوں پر گاڑیاں چل رہی ہیں۔ پھر اس محکمہ کا کیا فائدہ ہوا کیونکہ اس محکمہ نے بغیر کسٹم ڈیوٹی ادا کی ہوئی، چوری اور جرائم میں استعمال ہونے والی گاڑیاں پکڑنی تھیں لیکن ان کا یہ مکمل طور پر یہاں failure ہے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (رانا تنویر احمد ناصر): جناب سپیکر! جواب میں بڑا واضح لکھا ہوا ہے کہ ایم ٹی ایم آئی سسٹم کے ذریعے گاڑیوں کی کمپیوٹرائزڈ نمبر پلیٹس جو تھیں اور ڈیٹا بیس جو تیار کیا جاتا ہے جو کہ آئی ٹی محکمہ نے محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کے تعاون سے شروع کیا ہے اور اس وقت اس کا موجودہ status ہے تو ہم نے یہ سسٹم concern محکمہ یعنی ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کے حوالے کر دیا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ اس کا جواب خود پڑھ لیں اور مجھے جو اردو سمجھ آتی ہے کہ کمپیوٹرائزڈ نمبر پلیٹس اور ڈیٹا بیس تیار کی جاتی ہیں اور کہیں نہیں لکھا کہ ایکسائز والوں نے تیار کرنی ہیں یا تو یہاں لکھتے کہ ہم سے یہ concern نہیں ہیں اور ہم میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن سے request کرتے۔ میں ذمہ داری کے ساتھ بات کر رہا ہوں کہ نومبر 2011 کے بعد سے کوئی نمبر پلیٹس نہیں دی گئی اور دو باکے چوری کی گاڑیاں جعلی نمبر پلیٹوں پر چل رہی ہیں اور یہ complete failure ہے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (رانا تنویر احمد ناصر): جناب سپیکر! اس کا جواب 29۔ جنوری 2010 کو آیا تھا۔ اس کے بعد محکمہ نے ان کے حوالے کر دیا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اس کا مطلب ہے کہ یہ اور غلط ہے کہ یہ update نہیں ہے۔ آپ ہی کی ruling ہے کہ کل تک کا جواب update ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (رانا تنویر احمد ناصر): جناب سپیکر! میں انہیں تفصیل دے دوں گا۔

جناب سپیکر: میں نے تمام وزرا اور پارلیمانی سیکرٹری صاحبان کو ہمیشہ کہا ہے کہ آج تک کی جو بھی latest position ہو، بتائیں گے اور یہ آپ کی ذمہ داری ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ کی بڑی مہربانی ہے، میں یہاں پر ایک اور بات add کرنا چاہتا ہوں کہ اس میں فوڈ سپورٹ اور سستی روٹی کا بھی ذکر ہے۔ آپ خود فیصلہ کر لیں کہ ان دونوں چیزوں میں جو پیسا کھایا گیا، اس ڈیپارٹمنٹ کی ڈیوٹی تھی، تو کیا انہوں نے internal audit میں اس کو پکڑا ہے اور اس کو internal audit میں پکڑنا چاہئے تھا کہ یہ پیسا کہاں گیا؟ آپ نے اس کو pending فرمایا ہے تو اب میں کل اس پر مزید گزارش کروں گا۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! دیکھ لیں آپ کے سامنے پھر حکومتی نالائقی آ گئی ہے---

جناب سپیکر: جی، آپ کی مہربانی آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! حکومت کا بندہ ہو کر نشاندہی کر رہا ہے۔ سستی روٹی کے تحت تنوروں میں پیسا جھونکا جاتا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، اگلا سوال چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کا ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! یہ بڑی نالائق حکومت ہے، پنجاب حکومت کی نالائقی نظر آ گئی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں، ماشاء اللہ آپ بہت لائق ہیں؟ پنجاب حکومت بہت لائق ہے آپ ایسی بات نہ کریں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! یہ جواب دیں کہ سستی روٹی اور تنوروں پر اربوں روپیہ کیوں اڑا دیا ہے؟۔۔۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! On her behalf.

جناب سپیکر: جی، سوال نمبر بولیں۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! اس کو pending نہ کریں بلکہ اس پر بحث کروائیں۔۔۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! اس پر بحث ہونی چاہئے کہ اربوں روپیہ کدھر جھونکا گیا ہے؟ سستی روٹی پہ، تنوروں پہ اس کا جواب پنجاب حکومت دے، اس کا audit ہونا چاہئے اور اس پر بحث ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر: جس نے کھایا ہو گا وہ جواب دے گا۔ مجھے سوال کا جواب لینے دیں اور آگے چلنے دیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! آپ Custodian of the House ہیں، آپ محترم ہیں، آپ اس پر بحث کروائیں۔ ایک معزز ممبر نے سوال اٹھایا ہے، آپ order کریں کہ محکمہ اس کا جواب دے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، ضرور جواب لیں گے۔ میں نے کہہ دیا ہے، میں نے order کر دیا ہے، کل ان سے جواب لیں گے۔ آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! اس کا انہوں نے جواب ہی نہیں دیا۔ پنجاب حکومت کے خزانہ پر اربوں روپے کا بوجھ ڈالا گیا۔۔۔

جناب سپیکر: آپ ایسے نہ کریں۔ آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! خزانہ پر بوجھ ڈالا گیا، خزانہ میں سے یہ پیسا کون کھا گیا؟

جناب سپیکر: جس نے کرپشن کی ہوگی وہ سامنے آجائے گی، پتا چل جائے گا۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! تنوروں پر اربوں روپیہ جھونکا گیا، کوئی پوچھنے والا نہیں ہے اور کوئی audit کرنے والا نہیں ہے۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں۔ سامیہ امجد صاحبہ! آپ اگلے سوال کا نمبر بولیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! ان کو سستی روٹی بڑی چبھ رہی ہے کہ غریب کے بچے نے وہ روٹی کھائی ہے۔ یہ جو اربوں روپے پنجاب بنک سے لوٹ کر کھا گئے وہ ان کو نظر نہیں آتا۔۔۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں. Order please. Order in the House.

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! یہ مان گئے ہیں کہ انہوں نے بھی تنوروں اور سستی روٹی میں کھا لیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: یہ مذاق نہیں ہے، آپ یہ مذاق نہ کیا کریں۔ آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! یہ بڑا important issue raise ہوا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کی بڑی مہربانی، مجھے سوال کا جواب لینے دیں۔ مجھے آگے چلنے دیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! اس پر ایوان میں بحث کی جائے کہ اربوں روپیہ سستی روٹی اور تنوروں میں جھونکا گیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، فوٹو وغیرہ ہو گئی ہے، اب آپ تشریف رکھیں۔ آپ کی بڑی مہربانی، آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کی بڑی مہربانی، مجھے آگے چلنے دیں۔ اگلا سوال چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کا ہے۔ جی، ڈاکٹر صاحبہ کا مائیک کھولیں۔۔۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! اس پر ایوان میں بحث کروائیں۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! شکریہ۔ سوال نمبر 7997 ہے اور اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سالانہ اے ڈی پی کی رقم کی ایڈوانس متعلقہ محکمہ جات کو بھجوانے کی تفصیلات

*7997: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر خزانہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سالانہ اے ڈی پی کی رقم کی ایڈوانس ہر سال یکم جولائی سے متعلقہ محکمہ کو جاری کر دی جاتی ہے؟

(ب) سال 11-2010 کی اے ڈی پی کی ایڈوانس کب جاری کی گئی مزید براں یہ بتایا جائے کہ اے ڈی پی میں جنرل سیریل نمبر 1825، 1826، 1827، 1839، 1840، 1841، 1842، 1843 میں درج اس سال کے فنڈز جاری کر دیئے گئے ہیں اگر نہیں تو مکمل تفصیل اور وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) جی ہاں یہ درست ہے کہ سالانہ ترقیاتی پروگرام میں شامل منظور شدہ ترقیاتی سکیموں کے لئے مختص کردہ فنڈز متعلقہ محکموں کو مالی سال کے شروع میں عمومی طور پر جاری کر دیئے جاتے ہیں جبکہ غیر منظور شدہ ترقیاتی سکیموں اور مبہم سکیموں (Blocked Allocation) کے فنڈز جاری نہیں کئے جاتے۔ ایسی سکیموں کے فنڈز مجاز اتھارٹی کی منظوری اور ضابطہ کی کارروائی کے بعد جاری کئے جاتے ہیں۔

مگر یہاں یہ بات گوش گزار کرنا بھی انتہائی ضروری ہے کہ رواں مالی سال 11-2010 کے شروع میں آنے والے سیلاب کی وجہ سے صوبے کو وسیع پیمانے پر جانی و مالی نقصانات اٹھانے پڑے۔ ان حالات میں ترقیاتی سکیموں کے لئے مختص فنڈز کے اجراء کے ساتھ ساتھ متاثرہ علاقوں کی بحالی بھی حکومت کو اولین ترجیح تھی جس کے لئے بے پناہ وسائل کی ضرورت

پڑی۔ چنانچہ حکومت نے فیصلہ کیا کہ رواں مالی سال میں ترقیاتی سکیموں کے مختص کردہ فنڈز سہ ماہی بنیادوں پر جاری کئے جائیں۔ اس فیصلے کی روشنی میں محکمہ پی اینڈ ڈی کی سفارشات کو مدنظر رکھتے ہوئے ماہ اگست 2010 میں پہلی سہ ماہی کی قسط جاری کی گئی اس طرح دوسری قسط ماہ نومبر 2010 میں جاری کی گئی جبکہ تیسری اور چوتھی قسط مشترکہ طور پر ماہ جنوری 2011 میں جاری کر دی گئی ہے۔

(ب) مالی سال 11۔2010 میں ترقیاتی سکیم نمبر 1825، 1826، 1839، 1841، 1840، 1842، اور 1843 کے فنڈز محکمہ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کی ہدایت کے مطابق جاری کر دیئے گئے ہیں جبکہ سکیم نمبر 1827 کے لئے محکمہ پلاننگ نے فنڈز جاری کرنے کی کوئی ہدایت جاری نہیں کی۔ جاری شدہ فنڈز کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! اس سوال کے جز (ب) میں یہ پوچھا گیا تھا کہ اے ڈی پی میں جنرل سیریل نمبر 1825، 1826، 1827، 1839، 1840، 1841، 1842، 1843 میں درج اس سال کے فنڈز جاری کر دیئے گئے ہیں اگر نہیں تو مکمل تفصیل اور وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟ اگر اس کا تتمہ پڑھا جائے تو جہاں پر یہ ساری کی ساری سکیموں کی allocation ہوئی ہے وہاں پر سکیم نمبر 1827 جس میں Lahore–construction and rehabilitation of 12 feet wide Sargodha Road from Chak 87 etc اس سکیم کے آگے جو فنڈز کی allocation ہوئی ہے وہ سارا blank ہے اور کوئی وجہ نہیں بیان کی گئی کہ یہ فنڈز کیوں allocate نہیں کئے گئے تھے۔ میں منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ سکیم نمبر 1827 کے پیسے کیوں allocate نہیں کئے گئے، کیا اس کے لئے کوئی خاص وجہ ہے، اس کی وجوہات بیان کریں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر خزانہ!

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ جو سکیم نمبر 1827 ہے اس میں funding کا طریق کار اس طرح ہے کہ محکمہ پی اینڈ ڈی کی advice پر محکمہ خزانہ فنڈز release کرتا ہے۔ اس سکیم کی approval and advice محکمہ پی اینڈ ڈی کی طرف سے نہیں آئی جس کی وجہ سے فنانس ڈیپارٹمنٹ نے اس کے فنڈز release نہیں کئے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! یہ تو اس سوال سے ظاہر ہے جو انہوں نے فرمایا۔ میں یہ پوچھ رہی ہوں اور ہم نے سوال میں بھی already پوچھا ہے کہ اگر فنڈز جاری نہیں کئے گئے تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

جناب سپیکر: جی، محکمہ پی اینڈ ڈی جواب دے گا۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! یہ کہتے ہیں کہ محکمہ نے approve نہیں کیا، یہ تو کوئی وجہ نہ ہوئی۔

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں نے عرض کیا ہے کہ اس کا جواب محکمہ پی اینڈ ڈی دے گا۔ فنانس ڈیپارٹمنٹ funds release کرتا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ کی بات تو میں نے سن لی ہے۔ میں محکمہ پی اینڈ ڈی کا جواب مانگ رہا ہوں۔ محکمہ پی اینڈ ڈی کی طرف سے جواب آئے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (رانا تنویر احمد ناصر): جناب سپیکر! اس میں کوئی نہ کوئی سقم ہوگا جس کی وجہ سے یہ منصوبہ مکمل نہیں ہو سکا۔

جناب سپیکر: یہ پوچھ رہے ہیں کہ پی اینڈ ڈی نے آگے اس پر کیا کیا، کیا آگے اس میں کوئی رکاوٹ ڈالی کیونکہ یہ سکیم محکمہ خزانہ کو تو گئی ہی نہیں۔ آپ یہ بتائیں کہ پی اینڈ ڈی نے اس پر کیا کیا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (رانا تنویر احمد ناصر): جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں کہ یہ question ہمیں mark نہیں ہوا تھا، یہ فنانس ڈیپارٹمنٹ کو mark ہوا تھا۔

جناب سپیکر: جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (رانا تنویر احمد ناصر): جناب سپیکر! یہ پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ کی حد تک fresh question بنتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، میں پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ والوں سے پوچھ رہا ہوں۔ پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے کون جواب دے گا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (رانا تنویر احمد ناصر): جناب سپیکر! پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے میں جواب دے رہا ہوں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: بھائی! ذرا مجھے سن لینے دیں۔ جی، آپ مجھے بتائیں، میں یہ پوچھ رہا ہوں کہ سکیم نمبر 1827 کا پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ نے کیا کیا، اس کو drop کر دیا، کیا ہوا اور کیا نہیں ہوا کیونکہ محکمہ خزانہ کو تو یہ سکیم forward ہی نہیں ہوئی ہے تو آپ بتائیں پھر ہم اس کا کیا کریں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (رانا تنویر احمد ناصر): جناب سپیکر! میں عرض کر رہا ہوں کہ یہ fresh question بنتا ہے۔

جناب سپیکر: چلیں! اس کا بھی پتا کر لیں اور پھر کل بتائیں۔ آپ کی مہربانی۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میری بات سن لیجئے۔

جناب سپیکر: میں نے اس پر بات ختم کر دی ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میری درخواست یہ ہے کہ آپ انہیں کہیں کہ صفحہ نمبر 2 پر جو سوال ہے وہ ذرا پڑھ دیں کیونکہ تب انہیں پتا چل جائے گا کہ یہ fresh question ہے یا اسی سوال کا جواب نہیں آیا۔ مہربانی یہ مجھے اس کو ذرا پڑھ کر سنائیں؟

جناب سپیکر: جی، تھوڑی آپ بھی نرمی اختیار کریں۔ میں نے انہیں کل کے لئے کہا ہے، وہ کل اس کا مکمل جواب لے کر آئیں گے۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، بولیں۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! بہت شکریہ

جناب سپیکر: آپ کا point اس سوال کے بارے میں نہیں ہو گا کیونکہ میں نے کہہ دیا کہ وہ کل اس کا مکمل جواب لے کر آئیں گے۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس پر حکومت کی embarrassment نہیں ہو گی۔

جناب سپیکر: جی، اس پر بات نہیں ہو گی، بس اب آپ اس کو چھوڑیں۔ آپ کی بڑی مہربانی۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! میری بات تو سنیں۔

جناب سپیکر: نہیں، ایسے نہیں۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! میں ذمہ داری سے بات کروں گا جس سے حکومت کی embarrassment نہیں ہوگی۔

جناب سپیکر: میں اس سے متعلق ruling دے چکا ہوں۔ بھائی! اب اس پر بات نہیں ہوگی، یہ مناسب نہیں ہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! اس سے آپ کی embarrassment نہیں ہوگی۔

جناب سپیکر: آپ مجھے کیا embarrassment کریں گے؟ مجھے embarrassment کرنے کی ضرورت کیا ہے؟ بڑے افسوس کی بات ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! ایک valid point کی طرف ایوان کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: دیکھ لیں آپ کی مرضی ہے، ایک سوال پر جب ruling آچکی ہے اور بعد میں آپ مجھے پھر کہہ رہے ہیں کہ آپ اس پر مجھے بات کرنے دیں تو میں افسوس ہی کر سکتا ہوں۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں کر سکتا۔ (قطع کلامیاں)

آپ بول لیں جو بولنا چاہتے ہیں، irrelevant ہوں گے تو میں بات نہیں سنوں گا۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! اگر irrelevant ہو تو expunge کر دیجئے گا۔

جناب سپیکر: جی، گوندل صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ آپ ہمیشہ شفقت فرماتے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، میں ایسے شفقت نہیں فرماتا۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! اس سوال کے بارے میں میرا یہ point ہے اور ہماری general observation ہے کہ پی اینڈ ڈی نے Annual Development Programme میں سوائے اپنی تنخواہوں کے emoluments اور اخراجات کے جو کہ non developmental ہیں باقی جتنے فنڈز اگر allocate کئے ہیں تو release نہیں کئے اور بہت ساری جگہوں پر جس طرح ان questions میں بھی ہے کہ funds allocation کے بعد فنڈز کو release نہیں کیا اور اگر وہ سکیم execute نہیں ہوتی، ان کا سارے کا سارا فنڈ پلاننگ ہے جس پر عمل نہیں ہونا ہوتا اور باقی جتنے فنڈ ہیں انہوں نے block allocation میں رکھ دیئے ہیں تاکہ سی ایم

صاحب ہی یہ سر دردی لیں تو میری تجویز ہے اور میرا سوال بھی ہے کہ کیوں نہ پی اینڈ ڈی کو ختم کر دیا جائے اور پی اینڈ ڈی کا ایک سیکشن 7۔ کلب روڈ پر شفٹ کر دیا جائے جہاں پر سی ایم صاحب بیٹھ کر تمام پلاننگ کریں اور تمام schemes execute کریں۔ ہمیں اس کا جواب چاہئے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، شیخ علاؤالدین صاحب! اگلا سوال آپ کا ہے۔

شیخ علاؤالدین: شکریہ

جناب سپیکر: سوال نمبر بولئے گا۔

شیخ علاؤالدین: جی، میں عرض کرتا ہوں۔ سوال نمبر 4351 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

آئی ٹی ہیڈ آفس میں ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4351: شیخ علاؤالدین: کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محکمہ آئی ٹی کا ہیڈ آفس کہاں پر واقع ہے؟

(ب) ہیڈ آفس میں کتنے ملازمین ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں؟

(ج) 2008-09 میں محکمہ کے لئے کتنا بجٹ مختص کیا گیا؟

(د) مذکورہ سال کے بجٹ میں کتنے فنڈز ملازمین کی تنخواہوں و دیگر اخراجات اور کتنے فنڈز ترقیاتی کاموں اور آئی ٹی کے فروغ کے لئے لگائے گئے، علیٰحدہ علیٰحدہ تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (رانا تنویر احمد ناصر):

(الف) محکمہ آئی ٹی کا ہیڈ آفس 2nd اور 3rd فلور 3 بلڈنگ ایوان اقبال کمپلیکس ایجرٹن روڈ پر واقع ہے۔

(ب) ہیڈ آفس میں 39 ملازمین ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں۔

(ج) 2008-09 میں محکمہ کے لئے مختص کئے گئے بجٹ کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

غیر ترقیاتی بجٹ	34,760,000/- روپے
ترقیاتی بجٹ	204,086,000/- روپے
ٹوٹل بجٹ	238,846,000/- روپے

(د) مذکورہ سال کے بجٹ میں ملازمین کی تنخواہوں و دیگر اخراجات کے لئے۔/52,608,000 روپے کے فنڈز لگائے گئے ہیں ترقیاتی کاموں اور آئی ٹی کے فروغ کے لئے۔/130,505,000 روپے کے فنڈز لگائے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میرا اس میں ضمنی سوال یہ ہے کہ Financial Year 2008-09 میں تقریباً 24 کروڑ روپیہ خرچ کیا گیا کیونکہ یہ ایک طرح کا کمرشل ادارہ ہے اور یہ دوسروں کو سپورٹ دے رہا ہے تو میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا اس کی بیلنس شیٹ منافع میں ہے، کیا یہ محکمہ اس وقت profit میں ہے؟ اس وقت تک پچھلے تین مالی سال گزرے ہیں، یہ profit کون سے Financial Year میں آیا ہے اور اس کے اب تک کے current expenditures کتنے ہیں؟ یہاں پر 2008-09 کے دیئے گئے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (رانا تنویر احمد ناصر): جناب سپیکر! سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ اس کا ٹوٹل بجٹ تقریباً 23 کروڑ 88 لاکھ 46 ہزار روپے تھا۔ یہ خرچ نہیں کیا گیا اس میں تنخواہوں کی مد میں اور دیگر اخراجات کے سلسلے میں 5 کروڑ 26 لاکھ روپے خرچ کئے گئے اور ترقیاتی کاموں اور آئی ٹی کے فروغ کے لئے 13 کروڑ 5 لاکھ روپے خرچ کئے گئے تھے۔ اب جہاں تک ضمنی سوال کا تعلق ہے تو اس وقت آئی ٹی ڈیپارٹمنٹ میں پبلک کی سہولت کے لئے کافی ڈویلپمنٹ کی گئی ہے اور بہت ساری international level کی کمپنیوں نے بھی ارفع کریم سافٹ ویئر ٹیکنالوجی پارک میں اپنا ہیڈ آفس قائم کیا ہے، وہاں پر اپنے آفسز کھولے ہیں اور ہمارے ساتھ agreement کیا ہے ان کی سالانہ انکم 25 کروڑ روپے کے قریب ہے جس میں۔۔۔

جناب سپیکر: وہ جو سوال پوچھ رہے ہیں اس کا جواب دیں۔ کیا یہ منافع میں جا رہا ہے؟

(نعرہ ہائے تحسین)

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (رانا تنویر احمد ناصر): جناب سپیکر! جو آئی ٹی کا محکمہ ہے وہ جنوری 2011 سے ختم ہو چکا ہو۔ اس کے جو تمام اثاثہ جات اور جو matters تھے وہ محکمہ منصوبہ بندی اور ترقیاتی بورڈ کے حوالے ہو چکے ہوئے ہیں لیکن اس کی بیلنس شیٹ کوئی نہیں بنتی اس لئے منافع کے حوالے سے اس وقت کوئی جواب نہیں دیا جا سکتا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: اب آپ ان کا اگلا ضمنی سوال سُنیں۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ نے بالکل بجا کہا کہ۔۔۔

جناب سپیکر: .Order please, order in the House اگر آپ نے گپ شپ لگانی ہے تو لابی میں چلے جائیں۔ مہربانی فرمائیں یہ بات مناسب نہیں ہے۔ اتنی اہم بات ہو رہی ہے اور آپ گپ شپ لگانا شروع ہو جاتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے یہ کہا کہ 18 کروڑ روپے خرچ ہوئے ہیں وہ تو لکھا ہوا ہے۔ میں اور آپ سمجھ گئے ہیں کہ 6 کروڑ روپیہ surplus budget میں چلا گیا۔ میرا بڑا simple سوال ہے کہ پچھلے تین Financial Years گزرے ہیں انہوں نے اتنا کچھ کیا۔ میں تو یہ سُن کر حیران ہوں کہ یہ کہتے ہیں کہ بیلنس شیٹ ہی نہیں ہے۔ ڈیبٹ کریڈٹ ہوتا ہے، بیلنس شیٹ لازمی بنتی ہو گی۔ بتانے میں کیا حرج ہے؟ ایوان کو بتا دیا جائے کہ اگر یہ محکمہ ٹرانسفر ہوا ہے ابھی یہ فرمار ہے تھے کہ جنوری 2011 میں اس کو کسی محکمہ میں merge کر دیا تو پھر بھی اس کا debt بتایا جائے کہ as on merging date کیا debt تھا، debt تھا یا profit تھا۔ بیلنس شیٹ بتائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (رانا تنویر احمد ناصر): جناب سپیکر! میں پھر یہی عرض کروں گا کہ اس کی بیلنس شیٹ نہیں بنتی اس سلسلہ میں یہ profit میں جاتا ہے اور نہ ہی۔۔۔

جناب سپیکر: کیا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (رانا تنویر احمد ناصر): جناب سپیکر! اس کی بیلنس شیٹ نہیں بنتی۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! محکمہ چل ہی نہیں سکتا بیلنس شیٹ کے بغیر۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! ان کو پہلے ریہرسل کروا کر لایا کریں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! ان کو پتا ہی نہیں ہے اس بات کا، ان کو تیاری کروا کر لایا کریں۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! یہ ایوان کا ٹائم ضائع کر رہے ہیں۔ ان کو اتنا بھی نہیں پتا۔

جناب سپیکر:تنویر صاحب!آپ یہ confirm کر لیں۔

میجر (ریٹائرڈ)ذوالفقار علی گوندل:جناب سپیکر!یہ ایوان کا مذاق اُڑا رہے ہیں اور غلط جواب دے کر مقدس ایوان کا وقت ضائع کر رہے ہیں۔(شور وغل)

MR SPEAKER: Order please, order please. Order in the House.

محترمہ ثمینہ خاور حیات:جناب سپیکر!اگر جواب نہیں آتا تھا تو کوئی اور وجہ بتا دیتے، جھوٹ تو نہ بولتے۔

جناب سپیکر:آپ تشریف رکھیں۔یہ بات اچھی نہیں لگتی آپ بغیر اجازت کے بولتے ہیں، میں آپ کو اجازت نہیں دیتا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات(رانا تنویر احمد ناصر)::جناب سپیکر!میں اس کی مزید detail لے لیتا ہوں۔

جناب سپیکر:جی،اس کی detail لے کر بتائیں۔

میجر (ریٹائرڈ)ذوالفقار علی گوندل:جناب سپیکر!اب یہ مسکرا کر ایوان کو مذاق اُڑا رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت(رانا محمد ارشد):جواب دینا حکومت کی ذمہ داری ہے اور انہوں نے صحیح جواب دیا ہے۔

جناب سپیکر:بھائی کیا کر رہے ہیں آپ؟

میجر (ریٹائرڈ)ذوالفقار علی گوندل:جناب سپیکر!انہوں نے اسمبلی کو مذاق بنایا ہوا ہے۔

وزیر مذہبی امور و اوقاف(حاجی احسان الدین قریشی):آپ خاموش رہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات(رانا تنویر احمد ناصر):جناب سپیکر!میں اس کی تفصیل لے کر ایوان کو آگاہ کر دوں گا۔(شور وغل)

جناب سپیکر:یہ ابھی بتائیں۔Order please.

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات(رانا تنویر احمد ناصر):جناب سپیکر!میں عرض کرتا ہوں کہ۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد):جناب سپیکر!آپ اپوزیشن کو ٹائم دے رہے ہیں اور ہماری بات نہیں سُن رہے۔

جناب سپیکر:جی،ان کی بھی سُننی پڑتی ہے جو بات جائز ہو وہ دونوں اطراف سے سننی پڑتی ہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار:جناب سپیکر!ان سے کہیں کہ زبانی بتائیں۔

جناب سپیکر:جی،آپ تشریف رکھیں۔جن کا سوال ہے ذرا ان کو مطمئن کرنے دیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات:جناب سپیکر!ان سے کہیں کہ ہنسنا کھیلنا بند کریں اور میرے سوال کا جواب دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (رانا تنویر احمد ناصر):جناب سپیکر!میرا خیال ہے کہ ان کو میرا جواب سکون سے سننا چاہئے اور ان کو ایوان کے decorum کا خیال رکھنا چاہئے۔یہ حکومتی محکمہ تھا اور اس کا کوئی debt یا قرضہ نہیں ہے اور جو بیلنس شیٹ ہے وہ کمرشل اداروں کی بنتی ہے حکومتی اخراجات بجٹ کا حصہ ہوتے ہیں یہ کمرشل ادارہ نہیں تھا۔

جناب سپیکر:اچھا کمرشل نہیں ہے۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ بغیر بیلنس شیٹ کے چل رہا ہے تو پھر اس کو پیسا کیسے مل رہا ہے، کس indent کے تحت اس کو پیسا issue ہو رہا ہے؟ ہر محکمہ اپنی ڈیمانڈ بھیجتا ہے اور اس ڈیمانڈ کے تحت ہم یہاں بجٹ پاس کرتے ہیں یہ ایک نئی بات ہے کہ اس کی کوئی بیلنس شیٹ ہی نہیں بنتی۔میں اس کا ایک حل بتاتا ہوں کہ مجھے ان کی پچھلے تین سال کی آڈٹ رپورٹ دے دیں یا ایوان کو دے دیں تاکہ ہم اس کی بہتری کی کوئی بات بتا سکیں جس سے حکومت کو فائدہ ہو گا۔

جناب سپیکر:جی،suggestion آیا ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات:جناب سپیکر!میرا ضمنی سوال بھی سُن لیں۔

جناب سپیکر:جی، محترمہ!

محترمہ ثمینہ خاور حیات:جناب سپیکر!شکریہ۔میرے معزز ممبر نے ابھی بتایا کہ ارفع کریم ٹاور میں آفس ہے اور وہاں پر بہت کام ہو رہا ہے تو میں ان سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ کس چیز کا آفس ہے، کیا یہ وہی

ارفع ٹاور ہے جو پرویز الٰہی صاحب کے دور میں شروع ہوا تھا اور اس کو روک دیا گیا تھا اور پھر انہوں نے ایک ارب روپیہ خمیازہ بھگتا چائنا کی کمپنی سے اور پھر انہوں نے 35 کروڑ روپیہ قسط دے کر کام شروع کروایا ہے؟

جناب سپیکر: آپ ضمنی سوال پر بات کریں، تقریر نہ کریں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: مجھے بتایا جائے کہ اس آفس میں کیا ہو رہا ہے، ارفع کریم ٹاور جو بنا ہے اس میں کیا کر رہے ہیں اور وہ کون سا آفس ہے؟

جناب سپیکر: جی، آپ بیٹھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (رانا تنویر احمد ناصر): جناب سپیکر! یہ تو ارفع کریم ٹیکنالوجی پارک ہے۔ مجھے نہیں پتا کہ اس کا پرویز الٰہی دور سے کوئی تعلق ہے یا نہیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! ان کو پتا ہی نہیں ہے کہ یہ پراجیکٹ کب بنا تھا، یہ کیسے پارلیمانی سیکرٹری ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (رانا تنویر احمد ناصر): جناب سپیکر! ان کا ضمنی سوال ہے کیا، یہ تقریر کر رہی ہیں، ان کا ضمنی سوال کیا ہے؟ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: ان کی بھی بات سنیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (رانا تنویر احمد ناصر): جناب سپیکر! ان کا ضمنی سوال کیا ہے مجھے نہیں پتا چل رہا؟

جناب سپیکر: جی، وہ پوچھ رہی ہیں کہ ارفع کریم آئی ٹی ٹاور کیا ہے اور اس دفتر میں اب تک کیا کام ہوا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (رانا تنویر احمد ناصر): جناب سپیکر! اس دفتر میں مختلف محکمہ جات کو facilitate کرنے کے لئے بہت کام ہوا ہے۔ میرے پاس اس کی پوری تفصیل ہے جس میں۔۔۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: ان سے کہیں زبانی بتائیں۔

جناب سپیکر: تھوڑا سا زبانی بتا دیں، مہربانی کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات(رانا تنویر احمد ناصر):جناب سپیکر!PITB والوں نے اس پر کام کیا ہے میں عرض کرتا ہوں کہ اس میں Punjab Laws Portal بنایا گیا ہے اس کی ویب سائٹ ہے جس میں latest laws سے consult کیا جا سکتا ہے اسی طرح Punjab Blood Line اور Punjab Health Line کو بھی on-line کیا گیا ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل:جناب سپیکر! وقفہ سوالات سے پہلے آپ ان کی کلاس لیا کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات(رانا تنویر احمد ناصر):اس کے علاوہ ان کا جو سب سے بڑا پراجیکٹ ماڈل پولیس سٹیشن ہو گا جس میں عوام کی جتنی شکایات ہوں گی وہ on-line درج ہو سکیں گی اور اس کا پورا ایک net head office ہو گا۔۔۔

MR SPEAKER: Order please. Order in the House.

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات(رانا تنویر احمد ناصر):اس کی باقاعدگی سے supervision ہو گی۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات:جناب والا!یہ سیدھی بات نہیں کرتے کہ وزیر اعلیٰ کا دسواں کیمپ آفس وہاں پر بنایا گیا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات(رانا تنویر احمد ناصر):جناب والا!ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر:بہت شکریہ۔ محترمہ رعنا رضوی صاحبہ!

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل:جناب والا! On her behalf سوال نمبر 8597 ہے۔

جناب سپیکر:وہ تو تشریف رکھتی ہیں۔ محترمہ رعنا رضوی صاحبہ! آپ اپنا سوال نمبر بولیں۔ Order in the House.

محترمہ رعنا رضوی:سوال نمبر 8597 ہے اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر:جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب ڈویلپمنٹ فنڈ کروڑ پتی سکیم میں بے قاعدگیوں کی تفصیلات

*8597: محترمہ رعنا رضوی:کیا وزیر خزانہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے 2004 میں پنجاب ڈویلپمنٹ فنڈ کروڑ پتی سکیم جاری کی تھی اور اس کا اکاؤنٹ پنجاب بنک میں رکھا گیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکیم کی نگرانی ایڈیشنل چیف سیکرٹری اور سیکرٹری فنانس کر رہے تھے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس سکیم کی ٹکٹوں کی چھپائی اور اشتہارات میں کرپشن سامنے آئی تھی جس پر وزیر اعلیٰ نے انکوائری بھی کروائی تھی؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ کرپشن کی نشاندہی کرنے والے افراد کا محاسبہ کیا جارہا ہے اور کرپشن کرنے والوں پر سرکاری دست شفقت رکھا جارہا ہے؟

(ہ) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ سکیم سے کتنی آمدن ہوئی کتنی رقم خرچ ہوئی، کتنا منافع ہوا، منافع کہاں خرچ ہوا، کرپشن میں کون کون لوگ شامل تھے، انکوائری آفیسر کا نام، عہدہ اور انکوائری رپورٹ سے حکومت ایوان کو آگاہ کرنے کو تیار ہے؟

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) جی ہاں! پنجاب حکومت نے اپنے مراسلہ نمبری No.PS/FS/19-3/797/2004 مورخہ 22-03-2004 کے تحت پنجاب ڈویلپمنٹ فنڈ سکیم جاری کی تھی۔ کاپی تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ اس کا بنک اکاؤنٹ بنک آف پنجاب میں ہی رکھا گیا تھا۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ مذکورہ سکیم کی نگرانی ایڈیشنل چیف سیکرٹری اور سیکرٹری فنانس کر رہے تھے حکومت پنجاب نے بذریعہ نوٹیفکیشن مورخہ 22۔مارچ 2004 بنک آف پنجاب کو پنجاب ڈویلپمنٹ فنڈ کا فنڈ مینجر اور سول (Sole) بنکر مقرر کیا تھا لہذا یہ سکیم بنک آف پنجاب کی نگرانی میں تھی اور اس سکیم کا اکاؤنٹ صرف بنک آف پنجاب میں operative تھا۔ کاپی تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) سکیم کی ٹکٹوں کی چھپائی میں کرپشن کی بابت محکمہ خزانہ لاعلم ہے البتہ اشتہارات کی ڈبل ادائیگی کے سلسلہ میں انٹی کرپشن اسٹیبلشمنٹ پنجاب ایک انکوائری کر رہا تھا جس کی رپورٹ محکمہ خزانہ میں موصول نہیں ہوئی۔

(د) مذکورہ ضمن میں محکمہ خزانہ کے پاس کوئی ایسی اطلاعات نہیں ہیں لہذا محکمہ خزانہ اس کی تصدیق یا تردید کرنے سے قاصر ہے۔

(ہ) حکومت پنجاب نے اس سکیم میں پچاس ملین روپے کی سرمایہ کاری کی تھی۔ پنجاب نے اصل زر کے علاوہ 31,981,423 روپے خالص منافع کمایا۔ سکیم کے چاروں راؤنڈز میں کل 356,081,415 روپے خرچ ہوئے۔ منافع کی رقم کسی خاص سکیم میں خرچ نہیں ہوئی بلکہ یہ رقم خزانہ میں جمع کر دی گئی۔ چالان فارموں کی کاپیاں تتمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ حکومت پنجاب نے اپنے مراسلہ مورخہ 16-03-2006 کے تحت یہ سکیم ختم کر دی۔ کاپی تتمہ (د) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ بعد ازاں حکومت پنجاب نے M/s Ford Rhodes Sidat Hyder & Co Chartered Accountants سے اس سکیم کا آڈٹ کروایا جس کی کاپی تتمہ (ہ) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جہاں تک مبینہ بدعنوانی میں مختلف افراد کے ملوث ہونے کا تعلق ہے تو اس سلسلے میں محکمہ خزانہ کے پاس کوئی ایسی معلومات نہیں ہیں لہذا انکوائری آفیسر کے نام، عہدہ اور انکوائری رپورٹ سے متعلق معلومات کے لئے انٹی کرپشن اسٹیبلشمنٹ پنجاب، لاہور اور محکمہ انفارمیشن سے رجوع کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ رعنا رضوی: جناب والا! میں سوال کے جواب سے مطمئن ہوں اس لئے میرا کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب والا! میرا اس پر ضمنی سوال ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! یہ کروڑ پتی سکیم ہے اس پر مجھے ضمنی سوال کرنے دیں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ ڈار صاحبہ!

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: شکریہ۔ جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ 30۔ جون کو جو پنجاب بنک کی closing ہوئی تھی وزیر موصوف یہ بتائیں کہ اس میں عوام کو کتنا منافع دیا گیا، اس کی رقم بتادی جائے اور اگر نہیں دیا گیا تو پھر یہ منافع کہاں گیا؟

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب والا! یہ پرویز الٰہی صاحب کے دور کی کروڑ پتی سکیم کے بارے میں سوال ہے محترمہ مجھ سے پنجاب بنک کے بارے میں ضمنی سوال کر رہی ہیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب والا! اگر میں نے پنجاب بنک کے بارے میں سوال کیا ہے تو کیا کوئی غلط بات کر دی ہے؟

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ جی، گوندل صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب والا! صفحہ پانچ پر جز (ج) میں سوال ہے کہ سکیم کی ٹکٹوں کی چھپائی میں کرپشن کی بابت محکمہ خزانہ لاعلم ہے البتہ اشتہارات کی ڈبل ادائیگی کے سلسلہ میں انٹی کرپشن اسٹیبلشمنٹ پنجاب ایک انکوائری کر رہا تھا جس کی رپورٹ محکمہ خزانہ میں موصول نہیں ہوئی۔ آج سے دو تین سال پہلے اشتہاروں کی ڈبل ادائیگی کی گئی اس کو شاید یہ کرپشن نہیں سمجھتے، اس کرپشن کی محکمہ انٹی کرپشن نے جو انکوائری کی تھی، کیا محکمہ انٹی کرپشن صوبہ خیبر پختونخواہ کا ہے یا پنجاب گورنمنٹ کا حصہ ہے؟ کیونکہ جواب میں ایک سال کے بعد بتایا جا رہا ہے کہ حکومت پنجاب اس سے لاعلم ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا محکموں کے اندر coordination نہیں ہے، کیا پنجاب اسمبلی کا ایوان جو ایک مقدس ایوان ہے اس کو اتنا lightly لیا جاتا ہے---

(اذان ظہر)

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ کیا وزیر موصوف محکمہ انٹی کرپشن سے بات کر کے اس مقدس ایوان کو کل تک آگاہ کر سکیں گے کہ اشتہارات کی ڈبل ادائیگی میں جو کرپشن کی گئی ہے اس کا outcome کیا ہے اور جو لوگ اس کرپشن میں ملوث ہیں ان کے خلاف کیا تادیبی کارروائی کی گئی ہے؟

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب والا! اس سکیم میں جو کرپشن سامنے آئی تھی اس کی وجہ double entries ہو گئی تھیں۔ میڈا اس پرائیویٹ لمیٹڈ کمپنی کے حوالے سے انکوائری ہو رہی تھی، محکمہ انٹی کرپشن کے علاوہ ہمارا محکمہ انفارمیشن اس کو deal کر رہا تھا، یہ معاملہ محکمہ خزانہ سے related

نہیں ہے مگر جس طرح معزز ممبر فرما رہے ہیں میں ان دونوں محکموں سے اس کی تفصیل لے کر کل تک معزز ایوان کو بتا دوں گا۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جی، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: مہربانی۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب والا! جیسا کہ وزیر صاحب نے فرمایا ہے کہ اس کی رپورٹ ابھی لینی ہے، میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ اس معاملے کو آٹھ سال گزر چکے ہیں۔ آپ وزیر موصوف سے کہیں وہ اس سوال کا جز (ج) پڑھ دیں۔ انہوں نے آخری لائن میں لکھا ہوا ہے کہ۔۔

جناب سپیکر: انہوں نے پڑھا ہوا ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب والا! اس میں لکھا ہوا ہے کہ رپورٹ محکمہ خزانہ میں وصول نہیں ہوئی ہے۔ آٹھ سال گزر چکے ہیں لیکن رپورٹ ابھی تک موصول نہیں ہوئی۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا اب یہ کل تک ان سے رپورٹ لے لیں گے؟

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب والا! میں معزز ممبر کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ یہ سکیم پچھلی گورنمنٹ کی طرف سے شروع کی گئی تھی 2004 میں یہ سکیم launch کی گئی تھی اور اس میں جو بے ضابطگیاں ہوئی تھیں جب حکومت تبدیل ہوئی تو اس کا انکشاف ہوا۔ 09-2008 میں اس کی انکوائری کرائی گئی اور اس وقت latest report جو آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی طرف سے آئی ہے اس کے مطابق اس میں تقریباً 21 کروڑ روپے کی double payments ہوئی ہیں اور یہ معاملہ جب initially محکمہ اینٹی کرپشن کو دیا گیا تھا تو اس وقت انہوں نے اس matter کو take up نہیں کیا کیونکہ اس کی investigations ابھی تک چل رہی ہیں۔ ہماری جو All Pakistan Newspaper Society ہے ان کی طرف سے یہ کہا گیا کہ میڈاس کمپنی جو advertising کی بہت بڑی کمپنی ہے اور اس سوسائٹی کی ممبر ہے ان کی طرف سے اعتراض کیا گیا کہ اس کا آڈٹ ایک تھرڈ پارٹی سے کرایا جائے۔ آڈیٹر جنرل آف پاکستان سے جو آڈٹ کرایا گیا تھا اس سے وہ لوگ satisfied نہیں تھے۔ اب اس کا تھرڈ پارٹی سے آڈٹ کرایا جا رہا ہے۔ آج ہی میری محکمہ انفارمیشن سے بات ہوئی ہے وہ کہہ رہے ہیں میسرز فرگوسن اور KPMG کمپنیاں اس کا آڈٹ کر رہی ہیں اور وہ کہہ رہے ہیں جیسے ہی تھرڈ پارٹی آڈٹ مکمل ہوتا ہے اس کے بعد کوئی further کارروائی کی جائے گی۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب والا! میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ اتنے سالوں میں تو ان کو انکوائری رپورٹ مل نہیں سکی اور یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم نے انکوائری کرائی ہے اور یہ چودھری پرویز الٰہی کے دور میں ہوا ہے اگر اس دور میں بھی کوئی غلطی ہوئی ہے تو آج تک ان کو وہ رپورٹ منظر عام پر لے آنی چاہئے تھی۔ اس مقدس ایوان میں اس کی رپورٹ لے آتے یا پھر عوام کے سامنے ہی لے آتے۔ جز (ج) میں صاف لکھا ہوا ہے کہ اس میں کچھ ہے ہی نہیں اور محکمہ خزانہ اس سے لاعلم ہے۔

جناب سپیکر: یہ تو سب نے پڑھ لیا، آپ نے بھی پڑھ لیا میں نے بھی پڑھ لیا۔

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ محکمہ خزانہ سے related نہیں تھا مگر پھر بھی چونکہ ان کا سوال تھا اس لئے میں نے دوسرے محکموں سے اس کی رپورٹ لی ہے۔ ہمارے پاس اس کی پہلی انکوائری رپورٹ 17- فروری 2011 کو آئی تھی، اس سکیم میں جو embezzlement ہوئی تھی وہ 2009 میں سامنے آئی، یہ پچھلی حکومت کا پراجیکٹ تھا- جب 17- فروری 2011 کو ہمارے پاس یہ رپورٹ آئی اور محکمہ اس رپورٹ پر further کارروائی کرنا چاہ رہا تھا تو MEDAS Company آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی اس رپورٹ سے satisfied نہیں تھی-اب اس کا further third party audit ہو رہا ہے، یہ third party audit دو reputed firms کر رہی ہیں جن کے میں نے آپ کے سامنے پہلے بھی نام لئے ہیں- میرے پاس جو papers ہیں اگر محترمہ یہ دیکھنا چاہتی ہیں تو میں ان کو provide کر دوں گا کہ یہ دیکھ لیں-

جناب سپیکر: جی، ان کو دکھائیں-

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے اس پر explanation دی ہے کہ جو double payment لے گئے ہیں وہ satisfied نہیں ہیں- انہوں نے تو کبھی satisfied نہیں ہونا، یہ ایک politically pressurized item ہوا یہ invest پچاس ملین روپیہ serious matter ہے، ہے اگر اسے درست کرنا ہے تو ایوان کی کمیٹی بنے۔ اب This is the only way to handle this problem اس پر ایوان کی کمیٹی بنائیں اس پر پورا pressure ہو گا تب یہ معاملہ حل ہو گا ورنہ ان طفل تسلیوں سے کرپشن کبھی expose نہیں ہو گی- شکریہ

جناب سپیکر: یہ دو forum پر کیسے جائے گا؟

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! جب آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ آچکی ہے تو کوئی ایسا rule of law exist نہیں کرتا کہ ایک user company and beneficiary company کہے کہ اس سے اتفاق نہیں کرتے اس لئے writ of the government کہاں ہے؟

جناب سپیکر: آپ کے نزدیک تو دنیا میں کوئی چیز ہے ہی نہیں۔ آپ کی مہربانی آپ بیٹھیں۔ اب میں next سوال پر جا رہا ہوں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اگر اجازت دے دیں تو میں صرف ایک بات add کرنا چاہتا ہوں، یہ بہت اہم معاملہ ہے میری عرض سن لیں، یہ 2004 کا واقعہ ہے اور 2005 میں سٹیٹ بنک کی رپورٹ لازمی آئی ہوگی۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ اس پر ایوان کی ایک کمیٹی بنا دیں، 2005 میں اس کی سٹیٹ بنک کی رپورٹ آئی ہوگی تو اس کے بعد بنک ایک گھنٹہ بھی نہیں چل سکتا تھا۔ آپ اس پر کمیٹی بنا دیں، میں منسٹر صاحب سے کہتا ہوں کہ یہ سٹیٹ بنک کی رپورٹ ہمیں دے دیں چونکہ اس کے بغیر بنک نہیں چل سکتا تھا۔

جناب سپیکر: Matters under investigation اس لئے ہم ابھی اس پر کمیٹی نہیں بنا سکتے۔ کچھ تھوڑا سا خیال کریں۔

شیخ علاؤالدین: آپ ایوان کو صرف سٹیٹ بنک کی رپورٹ دے دیں تو میں پورے ایوان کو مطمئن کر سکتا ہوں۔ آپ فنانس منسٹر سے کہیں کہ وہ سٹیٹ بنک کی رپورٹ دیں چونکہ سٹیٹ بنک کی رپورٹ کے بغیر بنک ایک گھنٹہ بھی نہیں چل سکتا۔

جناب سپیکر: میں بیٹھ کر اس پر مشورہ کروں گا پھر اس کے بعد بتاؤں گا کہ کمیٹی بن سکتی ہے یا نہیں چونکہ اگر معاملات under investigation ہوں تو کمیٹی نہیں بنا سکتے۔ مجھے معاملات کو دیکھنے دیں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! مجھے بات کرنے کے لئے ٹائم دیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ آگے ضمنی سوال لے لیں، میں آپ کو دوں گا۔ ملک محمد عامر ڈوگر صاحب!

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ اس میں کیا کہنا چاہ رہے ہیں؟

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں نے ابھی یہاں پر جو رپورٹ پڑھی ہے یہ محکمہ انفارمیشن کی ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: اس میں محکمہ خزانہ لکھا ہوا ہے، believe your book

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! سوال میں لکھا ہوا تھا اس وجہ سے میں نے انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ سے رپورٹ لی ہے، اشتہارات دینا محکمہ خزانہ کا کام نہیں ہے بلکہ ڈی جی پی آر اشتہارات issue کرتے ہیں اور ان کے پاس ان کی detail ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: اب مجھے اگلے سوال پر جانے دیں۔ آپ کی مہربانی۔ ملک محمد عامر ڈوگر صاحب!

رائے محمد شاہجہان خان: جناب سپیکر! On his behalf سوال نمبر 4561 اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے ملک محمد عامر ڈوگر کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ملتان آئی ٹی کے دفتر کا قیام و دیگر تفصیلات

*4561: ملک محمد عامر ڈوگر: کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ملتان شہر میں آئی ٹی کے دفتر کا قیام کب عمل میں آیا؟

(ب) مذکورہ دفتر میں 16 گریڈ سے اوپر کتنے آفیسر ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں؟

(ج) مذکورہ آفس نے آئی ٹی کے فروغ کے لئے آج تک جو اقدامات اٹھائے، ان کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کریں؟

(د) مذکورہ آفس کے آفیسرز کی تنخواہوں، ٹی اے، ڈی اے و گاڑیوں کی مرمت و پٹرول پر سال 2007-08 سے اب تک کتنے اخراجات آئے اور آئی ٹی کے فروغ کے لئے اٹھائے گئے اقدامات پر کتنے اخراجات ہوئے ان کی سال وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (رانا تنویر احمد ناصر):

(الف) ضلع ملتان میں ای ڈی او (ای ٹی) آفس کا قیام 2001 میں ہوا

(ب) مذکورہ دفتر میں BS.19 کا ایک آفیسر ڈیوٹی سرانجام دے رہا ہے۔

(ج) تفصیل برائے آئی ٹی پراجیکٹس درج ذیل ہے:

(1) ڈویلپمنٹ آف ویب سائٹ برائے سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ ملتان www.multan.gov.pk

(2) کمپیوٹرائزیشن آف ڈومیسائل برانچ
(3) PC-1 برائے کمپیوٹرائزیشن کارڈیالوجی سنٹر ملتان
(4) کمپیوٹرائزڈ نمبر پلیٹ کا اجراء
(5) کمپلینٹ سیل
(6) فوڈ سپورٹ سکیم
(7) بنیادی تربیت کمپیوٹر برائے سرکاری ملازمین
(8) آن لائن ڈیٹا انٹری برائے رمضان بازار
(9) آن لائن ڈیٹا انٹری برائے چینی
(10) ص۔ ایچ۔ آر۔ ایم۔ آئی۔ ایس۔ ڈیٹا کی تیاری
(11) تیاری سافٹ ویئر برائے فنانشیل مینجمنٹ سسٹم

(د) تفصیل برائے اخراجات سال 08-2007 تا 10-2009

نمبر شمار	مالی سال	بجٹ ہیڈ	اخراجات
1	2007-08	تنخواہ برائے افسر	3,17,000/- روپے
		ٹی اے/ڈی اے	25,000/- روپے
		پٹرول	Nil
		ٹرانسپورٹ	Nil
2	2008-09	تنخواہ برائے افسر	3,00,000/- روپے
		ٹی اے/ڈی اے	50,000/- روپے
		پٹرول	24,000/- روپے
		ٹرانسپورٹ	68,000/- روپے
3	2009-10	تنخواہ برائے افسر	3,50,000/- روپے
		ٹی اے/ڈی اے	56,000/- روپے
		پٹرول	26,880/- روپے
		ٹرانسپورٹ	56,000/- روپے
4	2007-08	دو عدد سکیمیں برائے ڈویلپمنٹ آف ویب سائٹ برائے سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ ملتان اور کمپیوٹرائزیشن آف ڈومیسائل برانچ۔	10,00.000/- روپے

رائے محمد شاہجہان خان: جناب سپیکر! انہوں نے جز (د) میں show کیا ہے کہ افسروں کی تنخواہوں اور TAs پر دس لاکھ روپے خرچ کئے گئے ہیں اور ملتان میں IT کے فروغ کے لئے دو عدد سکیمیں ہیں جن پر دس لاکھ روپے خرچ کئے گئے ہیں۔ وزیر موصوف سے میرا یہ سوال ہے کہ کیا حکومت اس میں مزید سکیموں کے لئے ترقیاتی بجٹ بڑھانا چاہتی ہے اگر بڑھانا چاہتی ہے تو کون سی سکیموں کے لئے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (رانا تنویر احمد ناصر): جناب سپیکر! اس سال دو سکیموں کے لئے دس لاکھ روپے رکھے گئے تھے اس میں further تو کوئی نہیں رکھے گئے۔ میں سوال نہیں سمجھ سکا اگر معزز ممبر سوال دہرا دیں تو بہتر ہو گا۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، ذرا سننے دیں۔ جی، رائے صاحب!

رائے محمد شاہجہان خان: جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ سال 08-2007 میں IT آفس ملتان کا non development expenditure دس لاکھ روپے کے قریب ہے اور developmental expenditure دو سکیموں کے نام پر دس لاکھ روپے ہے۔ کیا حکومت پنجاب ملتان میں IT کی development کی مد میں مزید کوئی سکیم متعارف کرانا چاہتی ہے اور اگر متعارف کروانا چاہتی ہے تو کون سی سکیم ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (رانا تنویر احمد ناصر): جناب سپیکر! یہ تو نیا سوال بنتا ہے۔ یہ 08-2007 کی بات کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ fresh question نہیں بنتا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (رانا تنویر احمد ناصر): جناب سپیکر! یہ 08-2007 کی بات کر رہے ہیں اس کی detail دے دی گئی ہوئی ہے کہ اس میں اتنے اخراجات ہوئے اور اس میں اتنا ڈویلپمنٹ فنڈ رکھا گیا تھا۔

جناب سپیکر: وہ پوچھ رہے ہیں کہ آپ ملتان میں مزید کوئی اور سکیم بنانا چاہتے ہیں؟ آپ بات کو مذاق میں نہ ٹالا کریں let him recognize

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (رانا تنویر احمد ناصر): جناب سپیکر! ظاہر ہے ملتان کے لئے further سکیمیں تو بنیں گی۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! انہوں نے جو یہ دو سکیمیں شروع کی تھیں development of website برائے سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ ملتان اور of computerization Domicile Branch کیا یہ کمپیوٹرائزیشن مکمل ہو گئی ہے اور وہاں پر ڈومیسائل اور سٹی گورنمنٹ کا ریکارڈ computerization کے مطابق چل رہا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (رانا تنویر احمد ناصر): جناب سپیکر! دونوں سکیمیں مکمل ہو چکی ہیں۔

جناب سپیکر: جی، ہو چکی ہیں۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! یہ جھوٹ بول رہے ہیں۔ یہ check کروائی جائیں چونکہ میری اطلاع کے مطابق یہ مکمل نہیں ہوئیں۔

جناب سپیکر: ان میں سے ایک ممبر بھی ملتان سے نہیں ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: عثمان بھٹی صاحب میری پارٹی سے ہیں انہوں نے کل یہ سوال پڑھا تھا یہ check کر کے بتائیں۔

جناب سپیکر: انہوں نے کہہ دیا ہے کہ یہ سکیمیں مکمل ہو چکی ہیں۔ بقول ان کے یہ سکیمیں مکمل ہو چکی ہیں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! اس میں فوڈ سپورٹ سکیم کا ذکر ہے میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ اس کا کتنا بجٹ تھا، کیا یہ computerized ہو گئی ہے ہمیں اس کی تھوڑی سی تفصیل بتا دیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (رانا تنویر احمد ناصر): جناب سپیکر! IT کی ترویج کے لئے ہر سال بجٹ میں پیسے رکھے جاتے ہیں اور پھر یہ پیسے ضلعی حکومتوں کو ٹرانسفر کر دیئے جاتے ہیں۔ ضلعی حکومتیں مختص کر کے بجٹ میں خرچ کرتی ہیں۔ ملتان ویب سائٹ سے انفارمیشن لی جا سکتی ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! فوڈ سپورٹ سکیم کمپیوٹرائز ہو گئی ہے حالانکہ یہ سکیم تو اب ختم بھی ہو گئی ہے۔ اس میں کرپشن ہوئی تھی لہذا بتایا جائے کہ ویب سائٹ پر اس کی کیا تفصیلات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (رانا تنویر احمد ناصر): Development of website برائے سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ اس کا پورا address دیا ہوا ہے اس سے یہ انفارمیشن لی جا سکتی ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: پارلیمانی سیکرٹری صاحب اس جواب میں صرف یہی دے دیتے کہ ہم نے آپ کو address دے دیا ہے آپ اس ویب سائٹ پر جا کر اکاؤنٹ کھولیں اور گھر میں ہی سب کچھ پڑھ لیں۔ آپ اس کا یہی جواب دے دیتے لیکن اگر آپ نے جواب دیا ہے تو پھر اس ایوان میں جواب دیں اب یہ سوال ایوان کی property ہے، اس میں کرپشن ہوئی ہے میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ اب ویب سائٹ پر اس کا کیا status ہے؟

جناب سپیکر: جی، اس کا website پر اب کیا status ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (رانا تنویر احمد ناصر): جناب سپیکر! یہ fresh question دیں تو میں detail لے کر ان کو بتا دوں گا۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! یہ مجھے نہیں بلکہ اس ایوان کو بتائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (رانا تنویر احمد ناصر): جی، میں اس کی detail لے کر ایوان کی میز پر رکھ دوں گا۔

جناب سپیکر: تفصیل ایوان کی میز پر نہیں رکھنی بلکہ ایوان میں پیش کرنی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (رانا تنویر احمد ناصر): جی، میں اس کی detail معزز ایوان میں پیش کر دوں گا۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! اس سکیم میں بہت بڑا فراڈ اور کرپشن ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ آپ تشریف رکھیں۔ اگلا سوال نوید انجم صاحب کا ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! سوال نمبر 8728، اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں پنجاب بنک کی برانچوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*8728: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر خزانہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) صوبہ میں دی بنک آف پنجاب کی کل کتنی شاخیں ہیں ان کی ضلع وار تفصیل بتائیں؟

(ب) اس بنک کی کتنی برانچیں نفع میں اور کتنی نقصان میں چل رہی ہیں؟

(ج) اس بنک کا سال 09-2008 اور 10-2009 کا کل منافع سال وار بتائیں؟

(د) اس بنک کی آمدن کے ذرائع کون کون سے ہیں؟

(ہ) یہ بنک اپنی آمدن کے ذرائع بڑھانے کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہا ہے؟

(و) اس بنک کے سال 09-2008 اور 10-2009 کے اخراجات بتائیں؟

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) پاکستان میں پنجاب بنک کی کل 273 برانچیں ہیں تاہم صوبہ پنجاب میں پنجاب بنک کی کل 249 برانچیں ہیں جن کی ضلع وار تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) پنجاب بنک کی ششماہی رپورٹ مورخہ 2011-06-30 تک پنجاب بنک کی کل 273 برانچوں میں سے 230 برانچیں نفع میں اور 43 برانچیں نقصان میں چل رہی تھیں جن کی تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) پنجاب بنک کی سالانہ رپورٹ برائے سال 2009 اور برائے سال 2010 شائع نہیں ہوئیں۔ اس سلسلے میں سٹیٹ بنک آف پاکستان اور مرکزی حکومت کی فنانس منسٹری سے ان حسابات کو شائع کرنے کی مقرر کردہ میعاد میں اضافہ کی منظوری حاصل کی گئی ہے۔ چنانچہ ان سالوں کے اعداد و شمار ابھی مہیا نہیں کئے جا سکتے۔

(د) بنک کی آمدن کی ذرائع مندرجہ ذیل ہیں۔

1۔ قرضہ جات کے اجراء پر آمدن
2۔ سرمایہ کاری پر آمدن
3۔ رقوم کی ترسیل پر آمدن
4۔ خدمات پر آمدن
5۔ درآمد و برآمد کنندگان کو سہولیات پر آمدن

(ہ) پنجاب بنک اپنی آمدنی بڑھانے کے لئے مختلف اقدامات کر رہا ہے جن میں بالخصوص مندرجہ ذیل ہیں:

1۔ نئے محفوظ قرضہ جات کا اجراء
2۔ کھاتہ داروں (اکاؤنٹ ہولڈرز) اور دیگر صارفین (کسٹمرز) کے لئے بہتر خدمات مہیا کرنا۔
3۔ حکومت پنجاب کے ساتھ مل کر گندم کی خریداری مہم کے لئے رقم کا اجراء کرنا۔
4۔ کم منافع والے ڈیپازٹ میں اضافہ کرنا
5۔ اچھی سرمایہ کاری کے لئے سرمایہ کاری ڈیپازٹ کا از سر نو قیام
6۔ پرانے قرضہ جات کی ریکوری کو بہتر بنانے کے لئے علیحدہ ڈیپازٹ کا قیام۔

(و) پنجاب بنک کی سالانہ رپورٹ برائے سال 2009 اور برائے سال 2010 شائع نہیں ہوئیں۔ اس سلسلے میں سٹیٹ بنک آف پاکستان اور مرکزی حکومت کی فنانس منسٹری سے ان حسابات کو شائع کرنے کی مقرر کردہ میعاد میں اضافہ کی منظوری حاصل کی گئی ہے۔ چنانچہ ان سالوں کے اعداد و شمار ابھی مہیا نہیں کئے جا سکتے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میں نے جز (ج) میں پوچھا ہے کہ "بنک کا منافع بتایا جائے؟" انہوں نے اس کے جواب میں لکھا ہے کہ "سٹیٹ بنک نے اس کے حسابات کی منظوری نہیں دی" میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا بنک آف پنجاب منافع میں تھا یا نقصان میں جا رہا تھا؟

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جیسا کہ پہلے بھی بہت دفعہ اس ایوان میں بات ہو چکی ہے کہ پچھلی حکومت میں پنجاب بنک پر ڈاکا ڈالا گیا تھا۔۔۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: اس حکومت نے فوڈ سپورٹ سکیم، ییلو کیب سکیم اور سستی روٹی سکیم میں ڈاکا ڈالا ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! انہوں نے کسی کا نام نہیں لیا۔

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! پچھلی حکومت نے پنجاب بنک میں 50۔ارب روپے کا ڈاکا ڈالا ہے۔ یہ سستی روٹی کی بات کرتے ہیں تو اس سکیم کے تحت غریبوں کو کھانے کے لئے سستی روٹی ملتی تھی۔ اس سکیم میں کل آٹھ ارب روپے لگے تھے اور اس میں as such کوئی اتنی embezzlement نہیں ہوئی۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: اس موجودہ حکومت نے فوڈ سپورٹ، ییلو کیب اور سستی روٹی سکیم میں جو ڈاکا ڈالا ہے اس کا جواب دیں۔ یہ یہاں پر ڈاکو راج لگا کر بیٹھے ہوئے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: Order please. Order in the House. محترمہ! تشریف رکھیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! آپ وزیر صاحب کی نالائقی دیکھیں کہ جب کوئی جواب نہیں بنتا تو اس طرح کرتے ہیں۔ سستی روٹی سکیم میں جو ڈاکا ڈالا گیا ہے یہ اس کو ایوان میں لے کر آئیں۔ یہ جھوٹ کیوں بولتے ہیں؟

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! سستی روٹی سکیم میں کوئی ڈاکا نہیں ڈالا گیا۔ غریب آدمی کو -/2 روپے کی روٹی دی جاتی رہی اور اس سکیم پر صرف 8۔ارب روپے خرچ ہوئے ہیں جبکہ پنجاب بنک میں تو 50۔ارب روپے کا ڈاکا ڈالا گیا ہے۔ انہوں نے پنجاب بنک میں اپنی مرضی کے Directors لگائے اور انہوں نے اپنی کمپنیوں کے لئے قرضے حاصل کئے۔ اُس وقت صوبے کے Chief Executive کے کہنے پر یہ قرضے دیئے گئے تھے۔ یہ جتنا مرضی چیخ لیں لیکن جو ڈاکا ڈالا گیا تھا اس کو ہم بیان کرتے رہیں گے۔ یہ ایک حقیقت ہے اور اس کو سننے کا یہ اپنے اندر حوصلہ پیدا کریں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: یہ اس کے ثبوت ایوان میں لے کر آئیں۔ یہ جھوٹ کیوں بولتے ہیں؟ یہ اس کے ثبوت میڈیا میں لے کر آئیں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! اگر ان الفاظ کو آپ اچھے طریقے سے ادا کرتے تو یہ بات نہ ہوتی۔ بڑا افسوس ہے۔

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ڈاکے کو اگر ڈاکا نہ کہیں تو پھر کیا کہیں؟

محترمہ ثمینہ خاور حیات: یہ جھوٹ بول رہے ہیں۔ ان کو جب کوئی جواب نہیں آتا تو اسی طرح لڑائی کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: مجھے نوید انجم صاحب کا ضمنی سوال سننے دیں۔ محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ آپ کی بڑی مہربانی ہے اب تشریف رکھیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں آپ کی وجہ سے ہمیشہ بیٹھ جاتی ہوں لیکن ذرا ان کو بھی سمجھائیں۔

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی۔ میں نے ان کو سمجھا دیا ہے۔ جی، نوید انجم صاحب!

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! جو ڈائریکٹر صاحبان پچاس ارب روپے کی کرپشن میں ملوث تھے ان کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے؟

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! پچھلی حکومت میں پنجاب بنک کے Directors نے 20۔ارب روپے کے قرضے اپنی کمپنیوں کے لئے حاصل کئے تھے۔ حکومت کے تبدیل ہونے پر بنک آف پنجاب کا ٹوٹل بورڈ تبدیل کر دیا گیا ہے۔ ہم اس بنک میں professional management لے کر آئے ہیں اور gradually بنک کے losses کو کم کر رہے ہیں۔ بنک آف

پنجاب بالکل بند ہونے کے قریب پہنچ چکا تھا۔ ہم نے اس کے losses کو gradually کم کیا ہے اور اب یہ منافع میں جا رہا ہے۔ چونکہ بنک کی closing financial year کے مطابق نہیں ہوتی بلکہ اس کی statement yearly basis پر جنوری سے دسمبر تک جاری ہوتی ہے۔ 31- دسمبر 2011 کی closing کے مطابق الحمد للہ بنک آف پنجاب 35 کروڑ روپے منافع میں ہے اگر معزز ممبر سال وار اس کی detail جاننا چاہتے ہیں تو وہ بھی میں ان کو بتا سکتا ہوں کیونکہ میرے پاس یہ تمام تفصیل موجود ہیں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! سال 10-2009 اور 2011 کی رپورٹیں شائع نہیں ہوئیں تو منسٹر صاحب کب تک ان کو شائع کرالیں گے؟

جناب سپیکر: معزز ممبر پوچھ رہے ہیں کہ جو رپورٹیں شائع نہیں ہوئیں ان کو آپ کب تک شائع کرا دیں گے؟

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اس وقت میرے پاس 2011 تک کی figures موجود ہیں اگر معزز ممبر چاہتے ہیں تو میں ان کو مہیا کر دیتا ہوں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! اس جواب میں تو لکھا ہوا ہے کہ یہ رپورٹیں ابھی تک شائع نہیں ہوئیں۔

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ پرانا جواب ہے اور میں آپ کے حکم کے مطابق latest جواب لے کر آیا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ رائے شاہجہان خان کو ضمنی سوال کرنے دیں۔

رائے محمد شاہجہان خان: جناب سپیکر! جز (د) کے جواب میں کہا گیا ہے کہ "قرضہ جات کے اجراء پر آمدن" میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ بنک آف پنجاب نے رواں سال کس سیکٹر میں قرضہ جات جاری کئے ہیں ان کی تفصیل بتائی جائے؟

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! بنک آف پنجاب مختلف sectors میں قرضہ جات جاری کرتا ہے اگر معزز ممبر ان قرضوں کی تمام details چاہتے ہیں تو اس کے لئے fresh question کر دیں۔ یہ ایک بہت بڑا بنک ہے اور اربوں روپے کے قرضہ جات جاری کئے گئے ہیں تو اس کے لئے fresh question بنتا ہے۔

رائے محمد شاہجہان خان: جناب سپیکر! یہاں جواب کے جز (ہ) میں لکھا ہوا ہے کہ "حکومت پنجاب کے ساتھ مل کر گندم کی خریداری مہم کے لئے رقم کا اجراء کیا گیا ہے" تو اس مد میں بنک آف پنجاب کو حکومت پنجاب سے کتنا سود موصول ہوا ہے؟

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں معزز ممبر کا سوال سمجھ نہیں سکا، ذرا دہرا دیں۔

رائے محمد شاہجہان خان: جناب سپیکر! جواب کے جز (ہ) کا تیسرا point ہے۔ اس میں لکھا ہوا ہے کہ "حکومت پنجاب کے ساتھ مل کر گندم کی خریداری مہم کے لئے رقم کا اجراء کرنا" میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ بنک آف پنجاب کو اس رقم کے اجراء کے بدلے میں حکومت پنجاب سے سود کی مد میں کتنی رقم موصول ہوئی ہے؟

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ بھی fresh question بنتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔ محترمہ ثمینہ خاور حیات ضمنی سوال پوچھنا چاہتی ہیں اور یہ اس سوال پر آخری ضمنی سوال ہو گا۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! جواب کے جز (د) کے point six میں کہا گیا ہے کہ "پرانے قرضہ جات کی recovery کو بہتر بنانے کے لئے علیحدہ ڈیپازٹ کا قیام" ماشاء اللہ یہ بہت اچھا step ہے تو وزیر صاحب یہ بتا دیں کہ پرانی recoveries کتنی ہوئی ہیں؟ میاں صاحب نے جو "قرض اُتارو ملک سنوارو" سکیم کے تحت پیسے حاصل کئے تھے اور وہ 7۔ارب روپے کے نادہندہ ہیں تو کیا وہ قرضے واپس ہوں گے؟

جناب سپیکر: آپ کا ضمنی سوال relevant نہیں اور آپ پھر ماحول کو خراب کرنا چاہتی ہیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں نے تو ضمنی سوال پوچھا ہے۔

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ بالکل غلط بیانی کر رہی ہیں۔ کوئی نادہندہ نہیں ہے اگر ان کے پاس کوئی ثبوت ہے تو اس معزز ایوان میں لے کر آئیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: ان کی قیادت 7۔ارب روپے کی نادہندہ ہے۔ یہ ان سے recovery کرائیں۔

جناب سپیکر: ان میں سے کوئی نادہندہ نہیں۔ آپ مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: بنک آف پنجاب کے جو نادہندہ ہیں یہ ان سے بھی recovery کرائیں اور جو ان کی قیادت نے قرضے لئے ہوئے ہیں وہ بھی واپس کریں۔

جناب سپیکر: جی، وہ recovery ضرور کرائیں گے۔

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! بار بار اس حوالے سے بات ہو چکی ہے۔ یہ قرض اُتارو ملک سنوارو سکیم کی بات کر رہی ہیں تو انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ اس کا سٹیٹ بنک کے پاس تمام ریکارڈ موجود ہے۔ یہ وہاں جا کر دیکھیں اور اسے پڑھ کر آئیں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! اس کو چھوڑیں۔ Let me proceed further. اگلا سوال ملک عامر ڈوگر صاحب کا ہے۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتے اس لئے اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال جناب محمد نوید انجم صاحب کا ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! سوال نمبر 8731 ہے۔

پنجاب بنک میں بھرتی کی تفصیلات

*8731: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر خزانہ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یکم جنوری 2002 سے 30۔جون 2008 تک دی بنک آف پنجاب میں کتنے افراد کو بھرتی کیا گیا، ان کے نام، ولدیت اور ڈومیسائل کا ضلع کی تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ب) کیا ان تمام افراد کی بھرتی سے قبل اخبار میں اشتہار دیا گیا؟

(ج) کیا ان افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا؟

(د) کتنے افراد کو اس وقت کے سی ایم اور وزیر خزانہ کی سفارش پر بھرتی کیا گیا؟

(ہ) کیا ان کو بھرتی کے لئے کوئی ریکروٹمنٹ کمیٹی تشکیل دی گئی تھی؟

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) یکم جنوری 2002 سے جون 2008 تک بنک آف پنجاب میں جن افراد کو بھرتی کیا گیا ان کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تمام افراد کو بنک کی پالیسی کے مطابق بھرتی کیا گیا۔ اس کے علاوہ بنک کسی بھی خالی اسامی کو پُر کرنے کے لئے اپنی پالیسی کے مطابق مندرجہ ذیل طریق کار (Recruitment Channels) اختیار کر سکتا ہے۔

1۔ روزانہ کی بنیادوں پر آنے والی کمپیوٹر میں محفوظ درخواستوں کے ذریعے (Internal Database

2۔ بنک ملازمین کے دوستوں اور رشتہ داروں کے ذریعے آنے والی درخواستوں کے ذریعے (References)

3۔ مختلف ادارے (Campuses Placement offices, College/University) جو مختلف لوگوں کا تعلیمی ریکارڈ محفوظ رکھتے ہیں ان سے مطلوبہ ملازمتوں کے اہل افراد کے کوائف بوقت ضرورت حاصل کرلئے جاتے ہیں۔

4۔ اخبارات میں شائع ہونے والے اشتہارات کے ذریعے سے (Advertisement)

5۔ ریکروٹمنٹ کا کام کرنے والے اداروں کے ذریعے (Head Hunters)

6۔ اپنے ہی ملازموں کو کسی دوسری اسامی کے لئے (Internal Job Posting)

(ج) جی ہاں۔ تمام افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا۔

(د) تمام بھرتیاں بنک کی پالیسی کے مطابق ہوئیں۔ جن لوگوں کے کوائف بنک کی ضرورت کے مطابق ہوتے تھے ان کے کیسوں کا جائزہ ہیومن ریسورس ڈویلپمنٹ کمیٹی (HRDC) لیتی تھی کمیٹی کی سفارشات اور بنک کی پالیسی کے مطابق ریکروٹمنٹ ہوئی۔

(ہ) جی ہاں۔ بنک کی پالیسی کے مطابق ہیومن ریسورس ڈویلپمنٹ کمیٹی (HRDC) ریکروٹمنٹ کی ذمہ دار تھی۔ اس کمیٹی کی سفارشات پر بنک کا صدر ریکروٹمنٹ کرتا تھا۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! بنک آف پنجاب میں جو بھرتیاں ہوئی ہیں ابھی پچھلے سوال میں وزیر موصوف نے یہ جواب دیا ہے کہ ڈائریکٹر صاحبان نے اپنی فرمیں بنا کر بنک آف پنجاب سے 20۔ ارب روپیہ قرضہ لے لیا ہوا تھا کیا انہوں نے آگے کے لئے کوئی mechanism بنایا ہے کہ ایسے لوگ جو جعلی فرمیں بنا کر بنک آف پنجاب کو لوٹتے ہیں وہ ایسا نہ کر سکیں؟

جناب سپیکر: جی، میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن!

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں پہلے بھی بتانا چاہ رہا تھا کہ ہم بنک آف پنجاب میں totally professional management لے کر آئے ہیں اُس کی وجہ سے بنک آف پنجاب losses سے profit میں آیا اور انتہائی محتاط طریقے سے ڈائریکٹرز کا بورڈ بنایا گیا ہے۔ اس وقت بنک آف پنجاب کے جتنے بھی ڈائریکٹرز ہیں وہ اچھی شہرت کے حامل ہیں۔ اس میں یہ

restriction رکھی گئی ہے کہ بورڈ کا کوئی ممبر اپنے لئے، اپنے کسی عزیز یا رشتہ دار کے لئے قرضہ کی سفارش نہیں کر سکتا۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! حمزہ شہباز نے بنک آف پنجاب سے قرضہ لیا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: جی، میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن!

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ ڈائرکٹرز کی بات ہو رہی ہے، بنک آف پنجاب سے کوئی شخص بھی قرضہ لے سکتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ان کی کمپنی نے بھی بنک آف پنجاب سے قرضہ لیا ہو۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! جن لوگوں نے قرضہ لے لیا ہے اور انہوں نے اُن سے recovery بھی کی ہے۔ کیا انہیں یا ان کی اولادوں کو ان سیٹوں پر آنے کے لئے کوئی ban لگایا ہے کہ اب یہ اس اہل نہیں رہے؟

جناب سپیکر: جی، میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن!

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! الیکشن کمیشن کا یہ قانون ہے کہ defaulters الیکشن نہیں لڑ سکتے تو ہمیں اس پر قانون بنانے کی ضرورت نہیں۔ بنک آخری وقت تک کوشش کرتا ہے کہ وہ defaulters سے اپنی recover amount کرے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میں نے تو ڈائریکٹرز کی بات کی ہے، میں نے defaulters کی بات ہی نہیں کی۔ جن ڈائریکٹرز نے اپنے بہن بھائیوں اور اپنے بیٹے بیٹیوں کو قرضے دیئے ہیں کیا انہیں ban کر دیا گیا ہے کہ آئندہ ملک کی اس قسم کی services کے اوپر ان کی appointment نہیں ہو سکتی؟

جناب سپیکر: جی، میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن!

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ ان تمام ڈائریکٹرز کو وہاں سے ہٹا دیا گیا اور آئندہ کے لئے ایک بڑا فول پروف اور سخت نظام بنایا گیا ہے کہ آئندہ کوئی بھی ڈائریکٹر اپنی پوسٹ کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اس قسم کا قرضہ لینے کی کوشش نہ کرے۔

MR SPEAKER: Question Hour is over now.

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (رانا تنویر احمد ناصر): جناب سپیکر! میں بھی بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

ضلع ملتان میں آئی ٹی کے دفاتر کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4562: **ملک محمد عامر ڈوگر:** کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع ملتان میں آئی ٹی کے کتنے دفاتر کام کر رہے ہیں؟

(ب) ان میں کتنا سٹاف ڈیوٹی سرانجام دے رہا ہے؟

(ج) ان دفاتر میں ملازمین کی تنخواہوں، ٹی اے ڈی اے و دیگر اخراجات پر سالانہ کتنا خرچ ہو رہا ہے؟

(د) 2007-08 میں ضلع ملتان مذکورہ محکمہ کو کل سالانہ بجٹ کتنا فراہم کیا گیا؟

(ہ) مذکورہ بجٹ کو کن کن مدوں پر خرچ کیا گیا؟

(و) مذکورہ عرصہ میں آئی ٹی کے فروغ کے لئے کتنی رقم خرچ ہوئی؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات (چودھری عبدالغفور):

(الف) ضلع ملتان میں آئی ٹی کا ایک ہی دفتر ہے جو ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر ملتان کے ماتحت کام کر رہا ہے۔

(ب) EDO(IT) کے دفتر میں 11 افراد کا سٹاف ڈیوٹی سرانجام دے رہا ہے۔

(ج) ان ملازمین کی تنخواہوں اور دیگر اخراجات کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:۔

نمبر شمار	مالی سال	اخراجات
1	2007-08	تنخواہ۔/11,18,101 روپے دیگر اخراجات۔/1,16,062 روپے میزان۔/12,34,163 روپے
2	2008-09	تنخواہ۔/15,82,000 روپے دیگر اخراجات۔/2,55,000 روپے میزان۔/18,37,000 روپے

3 2009-10 تنخواہ-/18,52,000روپے
دیگراخراجات-/2,85,600روپے
میزان-/21,37,600روپے

(د) 2007-08 میں مذکورہ محکمہ کو-/20,16,000روپے کا بجٹ فراہم کیا گیا۔

(ہ) مذکورہ بجٹ مختلف مدوں پر خرچ کیا گیا جس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔
تنخواہ-/11,18,101روپے
دیگراخراجات-/1,16,062روپے
میزان-/12,34,163روپے

(و)

(i) Development of Website of City Distt. Govt .Multan Rs.500,000/-
(ii) Computerization of Domicile Branch Rs.500.000/-

سرگودھا-ترقیاتی سکیموں کی تکمیل میں تاخیر کا مسئلہ

*7125: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے بذریعہ لیٹر نمبر (DS(Assem)CMS/09/AB-32(A)/24669 مورخہ 20-04-09 کو دس عدد Development Schemes کی منظوری دی تھی اور اس کے لئے 40 ملین روپے کا فنڈ بھی منظور کیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایک سال سے زائد عرصہ گزر چکا ہے مگر وزیر اعلیٰ کے مذکورہ directive پر عمل نہیں کیا گیا حالانکہ وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ کی طرف سے جاری کردہ مذکورہ لیٹر میں ضروری کارروائی کرکے وزیر اعلیٰ کو مطلع کرنا تھا مگر ایسا نہیں کیا گیا؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو وزیر اعلیٰ کے directive پر عمل نہ کرنے کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات (چودھری عبدالغفور):

(الف) درست ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔

(ج) حقیقت یہ ہے کہ محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات نے مذکورہ ترقیاتی سکیموں میں سے مجاز اتھارٹی سے منظور شدہ 06 سڑکات کے لئے مورخہ 09-10-17 کو محکمہ سی اینڈ ڈبلیو کو 30.123 ملین روپے فراہم کر دیئے تھے یہ سکیمیں رواں مالی سال 11-2010 کے ترقیاتی بجٹ میں شامل ہیں اور ان پر کام جاری ہے۔ان سکیموں پر 2010-06-30 تک 36 فیصد فنڈز استعمال ہو چکے ہیں۔ان سکیموں پر اخراجات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔فنڈز کی عدم دستیابی کی وجہ سے بقیہ سکیموں کو فنڈز فراہم نہ کئے جا سکے جونہی فنڈز میسر ہوئے باقی سکیموں کو بھی جاری کر دیئے جائیں گے۔

ضلع جہلم، پچھلے دو سال کے دوران وفات پانے والے اہلکاران/اساتذہ کے ورثاء کو مالی امداد کے لئے بجٹ کی فراہمی کی تفصیلات

*9688: جناب محمد فیاض: کیا وزیر خزانہ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محکمہ سکولز ایجوکیشن ضلع جہلم نے گزشتہ دو سال میں دوران سروس وفات پانے والے 47 اساتذہ/اہلکاران کے ورثاء کو حکومت پنجاب کی طرف سے مالی امداد دینے کے لئے ڈی سی او کے throughای ڈی او (فنانس) کو بجٹ فراہم کرنے کے لئے کتنی دفعہ گزارش بھیجی ہے؟

(ب) مذکورہ بالا فنڈز کب تک جاری کر دیئے جائیں گے اور مرحومین کے ورثاء کو کب تک ادائیگی ہو جائے گی، اگر فنڈز جاری نہیں ہوتے تو اس کی وجوہات سے ایوان کو مطلع کیا جائے؟

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) محکمہ سکولز ایجوکیشن ضلع جہلم نے گزشتہ دو سال میں دوران سروس وفات پانے والے 47 کی بجائے 59 اساتذہ/اہلکاران کے ورثاء کو حکومت پنجاب کی طرف سے مالی امداد دینے کے کیس ای ڈی او فنانس کو بھجوائے۔ای ڈی او (فنانس) نے تمام کیسز کی تین مرحلوں میں رڈر نمبری EDO)(F&D)/JM/01/1519 بتاریخ EDO(F&D)/16-05-2011 /JM/37/1648/ بتاریخ 31-05-11 اور EDO(F&D)/JM/37/1729 بتاریخ 20-06-11 کے تحت منظوری اور فنڈز جاری کئے۔آرڈرز کی کاپیاں منسلکہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ان کیسز کی منظوری میں دیر کی وجہ ضلعی حکومت کے پاس فنڈز کی

کمی تھی۔ PFC شیئر برائے سال 11۔2010 کے تحت ضلعی حکومت کو 163.503 ملین روپے ماہانہ قسط کے طور پر پنجاب حکومت کی طرف سے موصول ہوتے رہے جبکہ صرف تنخواہوں اور سائر اخراجات پر اٹھنے والے ماہانہ اخراجات تقریباً 191.000 ملین روپے تھے جو کہ تنخواہیں ادا کرنے کے لئے ناکافی تھے چونکہ تنخواہوں اور ڈویلپمنٹ کا اکاؤنٹ ایک ہی تھا اس لئے ترقیاتی کام روک کر تنخواہوں کی ادائیگی کی جاتی رہی۔ ضلعی حکومت کے مسلسل فالو اپ پر محکمہ خزانہ حکومت پنجاب نے اپنی چٹھی نمبر FD(DG)1۔/31/2010 بتاریخ 24۔03۔2011 کے تحت صوبائی حکومت نے ڈی سی او جہلم کو نصیحت کی کہ دوران سروس وفات پانے والے اہلکاران کے ورثاء کو ضلعی حکومت کے فنڈز سے ادائیگی کر دی جائے اور تمام ضروری کاغذات پنجاب حکومت کو بھجواکر متعلقہ رقوم کی فراہمی کی درخواست کی جائے تاکہ فنڈز کا اجراء کیا جاسکے۔ چٹھی کی کاپی (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ اس طرح ضلعی حکومت جہلم 2011۔06۔30 تک موصول ہونے والے تمام کیسز نمٹا چکی ہے۔

(ب) ضلعی محکمہ خزانہ کی طرف سے فنڈز جاری کر دیئے گئے ہیں اب ان کی ادائیگی محکمہ تعلیم کے متعلقہ ڈی ڈی اوز کی ذمہ داری ہے کہ وہ ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفس سے بل پاس کروا کر متعلقہ متاثرین کو ادائیگی کریں۔

ضلع سرگودھا، سیوریج واٹر سپلائی کے میگا پراجیکٹ کی تفصیلات

*7847: جناب اعجاز احمد کاہلوں: کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع سرگودھا میں محکمہ کے زیر انتظام کتنے سیوریج اور واٹر سپلائی کے میگا پراجیکٹ کام کر رہے ہیں؟

(ب) ان پر 2008 سے آج تک کتنا کام مکمل ہو چکا ہے اور ان پر کتنے اخراجات ہو چکے ہیں یہ کب تک مکمل ہو جائیں گے؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات (چودھری عبدالغفور):

(الف) ضلع سرگودھا میں 09۔2008 سیوریج اور واٹر سپلائی کے کل 7 عدد میگا پراجیکٹس پر کام ہو رہا ہے جن میں 3 عدد سیوریج اور 4 عدد واٹر سپلائی کے پراجیکٹس ہیں۔

(ب) ان منصوبہ جات کے نام اور ان پر 2008سے جنوری 2011تک ہونے والے کام اور اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	نام منصوبہ	تخمینہ لاگت ملین روپے	2008سے جنوری 2011تک مکمل اخراجات ملین روپے	مکمل ہونے والے کام کی تفصیلات
1	سیوریج سکیم ڈسپوزل ورکس تاموناڈرین سرگودھا	63.406ملین	57.006ملین	سکیم ہذا پر305فٹ72انچ قطر کا سیوریج پائپ اور2970فٹRCCنالہ مکمل ہو چکا ہے۔ایک عدد مشینری ڈسپوزل ورکس پر لگ گئی ہے اور یہ سکیم رواں مالی سال جون میں مکمل ہو جائے گی۔
2	سیوریج سکیم کوٹ مومن	88.972ملین	79.152ملین	اس سکیم کا تمام کام ماسوائے دو گلیوں میں پائپ کے مکمل ہو چکا ہے اور سکیم چل رہی ہے یہ سکیم رواں مالی سال جون میں مکمل ہو جائے گی سکیم ہذا میں ڈسپوزل ورکس کا کام جاری ہے مشینری پہنچ چکی ہے اور یہ سکیم جون2012تک مکمل ہو جائے گی۔
3	سیوریج سکیم بھلوال	183.362ملین	16.990ملین	سکیم ہذا میں ڈسپوزل ورکس کا کام جاری ہے مشینری پہنچ چکی ہے اور یہ سکیم جون2012 تک مکمل ہو جائے گی۔
4	واٹر سپلائی سکیم کوٹ مومن	125.888ملین	18.425ملین	سکیم ہذا پر12عدد ٹیوب ویل لگ چکے ہیں اور پائپ کا کام جاری ہے اور یہ سکیم جون 2012تک مکمل ہو جائے گی۔
5	واٹر سپلائی سکیم بھلوال	79.964ملین	17.287ملین	سکیم ہذا پر10عدد ٹیوب ویل اور چیمبر مکمل ہو چکے ہیں اور پائپ کا کام جاری ہے اور یہ سکیم جون2012تک مکمل ہو جائے گی۔
6	واٹر سپلائی سکیم وسیوریج سکیم پھلروان	188.056ملین	0.524ملین	سکیم ہذا کا ٹینڈر ہو چکا ہے اور ٹینڈر کی حتمی منظوری کے بعد کام شروع ہو جائے گا اور یہ سکیم جون2013تک مکمل ہو گی۔
7	واٹر سپلائی سکیم سرگودھا	600.00ملین	000.00ملین	P&Dکی تکنیکی کمیٹی کی سفارشات کی روشنی میں محکمہ صحت عامہ پنجاب (PHED)اس کاPC-Iدوبارہ بنا رہا ہے جو پی اینڈ ڈی کو برائے منظوری جلد بھیج دے گا۔

ضلع جہلم،اساتذہ و دیگر سٹاف کے موبلٹی الاؤنس و ترقیوں کے لئے بجٹ کی فراہمی کی تفصیلات

*9690:جناب محمد فیاض:کیاوزیر خزانہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ سکولز ایجوکیشن جہلم کے اساتذہ و دیگر سٹاف کو گزشتہ دو سال کے دوران موبلٹی الاؤنس اور پروموشن پر Pay Fixation کے فرق کی ادائیگیوں کے لئے ڈی سی او کے Through ای ڈی او (فنانس) کو بجٹ فراہم کرنے کے لئے کتنی دفعہ لیٹر لکھے گئے؟

(ب) مذکورہ بالا فنڈز کب تک جاری کر دیئے جائیں گے تاکہ بروقت ادائیگیاں ہو سکیں؟

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) اپ ورڈ موبلٹی الاؤنس ضلع جہلم کے اساتذہ کو جاری کر دیا گیا ہے جو کہ وہ ماہانہ تنخواہ کے ساتھ وصول کر رہے ہیں لیکن فنڈز کی کامیابی کی وجہ سے ان کو بقایا جات کی ادائیگی نہیں کی گئی تاہم ضلعی محکمہ خزانہ نے چٹھی نمبر EDO(F&D)/JM/63-B بتاریخ 27-07-2011 کے تحت ای ڈی او (ایجوکیشن) جہلم کو لکھا ہے کہ وہ فوری طور پر اساتذہ کے تمام قسم کے بقایا جات بشمول اپ ورڈ موبلٹی الاؤنس اور اساتذہ کی ترقی کی تفصیل ٹیچر وار / سکول وار ایک ہفتے کے اندر اندر بھجوائیں تاکہ ان کی ادائیگی کا بندوبست کیا جا سکے۔

(ب) جز(الف) میں محکمہ تعلیم کو کہا گیا ہے کہ وہ اپنے تمام بقایا جات کی تفصیل دیں تفصیل موصول ہونے پر مالی سال 2011-12 میں ادائیگی کا بندوبست کیا جا سکے گا۔

پی پی۔34 سرگودھا،کمیونٹی اپ لفٹ پروگرام کے تحت شروع کئے گئے منصوبوں کی تفصیلات

*7848:جناب اعجاز احمد کاہلوں:کیاوزیر منصوبہ بندی و ترقیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی۔34 سرگودھا میں سال 2008-09 کے دوران کمیونٹی اپ لفٹ پروگرام کے تحت کون کون سے منصوبے شروع کئے گئے،ان کے نام اور تخمینہ لاگت سے آگاہ کریں؟

(ب) کتنے منصوبے مکمل ہو چکے ہیں اور کتنے زیر تکمیل ہیں؟

(ج) کتنے منصوبے فنڈز نہ ہونے کی وجہ سے بند پڑے ہیں،ان کو کب تک فنڈز فراہم کر دیئے جائیں گے؟

وزیر منصوبہ بندی وترقیات (چودھری عبدالغفور):

(الف) پی پی۔34 سرگودھا میں 09۔2008 کے دوران کوئی بھی کمیونٹی اپ لفٹ پروگرام شروع نہیں کیا گیا۔

(ب) ایضاً

(ج) ایضاً

ضلع شیخوپورہ بنک آف پنجاب کی برانچوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*10504 محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: کیا وزیر خزانہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع شیخوپورہ میں بنک آف پنجاب کی کتنی برانچیں کس کس جگہ کام کر رہی ہیں؟

(ب) ان برانچوں سے 10۔2009 اور 11۔2010 کے دوران کتنا قرضہ کس کس مقصد اور کتنے عرصہ کے لئے دیا گیا؟

(ج) قرضہ لینے والے افراد کے نام وپتاجات سے آگاہ کریں؟

(د) اس وقت ان برانچوں کے ڈیفالٹرز کی تعداد کتنی ہے؟

(ہ) ان ڈیفالٹرز نے اب تک کتنا قرضہ واپس کر دیا ہے اور کتنی رقم ابھی بقایا ہے اور یہ کب تک واپس ہو جائے گی، علیحدہ علیحدہ تفصیل سے آگاہ کریں؟

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع شیخوپورہ میں بنک آف پنجاب کی آٹھ برانچیں مندرجہ ذیل جگہوں پر کام کر رہی ہیں:-

1- واپڈا پلازہ، لاہور سرگودھا روڈ، شیخوپورہ
2- ریلوے روڈ شیخوپورہ
3- جی ٹی روڈ، مریدکے
4- شیخوپورہ روڈ، کوٹ عبدالمالک
5- شیخوپورہ روڈ بیگم کوٹ
6- بالمقابل پولیس سٹیشن، نارنگ منڈی
7- بالمقابل گرین مارکیٹ فاروق آباد
8- لاہور سرگودھا روڈ، خانقاہ ڈوگراں

(ب) ان برانچوں سے 2009-10 اور 2010-11 کے دوران قرضہ جات کی تفصیل درج ذیل ہے:

2009-10	جاری شدہ قرضہ	-/80,234,161 روپے
2010-11 ج	اری شدہ قرضہ	-/83,628,669 روپے

یہ قرضہ جات جن مقاصد اور جتنے عرصہ جات کے لئے دیئے گئے ان کی تفصیل تتمہ (الف) کالم 7، کالم 6 اور کالم 9-8 میں بالترتیب ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) جن افراد کو قرضے جاری کئے گئے ان کے نام اور پتا جات کی تفصیل تتمہ (الف) کالم 3 اور کالم 4 میں درج ہے۔

(د) 2009-10 کے ڈیفالٹرز کی تعداد 33 ہے اور 2010-11 کے ڈیفالٹرز کی تعداد 8 ہے۔ تفصیل تتمہ (الف) کالم 13 ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) 2009-10 کے ڈیفالٹرز نے اب تک -/2,967,814 روپے واپس کر دیئے ہیں۔ کے ڈیفالٹرز نے اب تک کوئی رقم واپس نہیں کی، تفصیلات تتمہ (الف) کالم 11 اور کالم 12 ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

صوبہ میں ترقیاتی فنڈز کی تقسیم میں یکساں اصول کی تفصیلات

*8414: الحاج محمد الیاس چنیوٹی: کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ کے تمام اضلاع میں ترقیاتی فنڈز کی تقسیم ہوتی ہے، فنڈز تقسیم کرنے والی اتھارٹی کا نام اور عہدہ کیا ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ ترقیاتی فنڈز یکساں اور کسی واضح اصول کے تحت تقسیم نہ ہوتے ہیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ پلڈاٹ کے شائع کردہ اعداد و شمار کے مطابق ضلع حافظ آباد 2055 چکوال 1790 اور چنیوٹ کے لئے ترقیاتی فنڈز 306 روپے فی کس حصہ میں آتے ہیں؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت صوبہ کے اضلاع میں یکساں ترقیاتی فنڈ جاری کرنے کو تیار ہے اور ضلع چنیوٹ کے ساتھ استحصالی روّیہ کیوں اختیار کیا گیا ہے اسے دور کرنے کو تیار ہے تو کب تک اگر نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات (چودھری عبدالغفور):

(الف) یہ درست ہے کہ صوبہ کے تمام اضلاع میں ترقیاتی فنڈز کی تقسیم ہوتی ہے۔صوبہ کا بجٹ صوبائی اسمبلی میں توثیق کے لئے پیش کیا جاتا ہے جو کہ صوبہ میں ترقیاتی فنڈز تقسیم کرنے کے لئے حتمی اتھارٹی ہے۔

(ب) جز ہائے کا جواب اثبات میں نہ ہے، مذکورہ فنڈز کی تقسیم حکومت کی ترقیاتی ترجیحات کے تحت کی جاتی ہے جس میں درج ذیل عوامل کو خصوصی اہمیت دی جاتی ہے:۔

جامع ترقی: غربت میں کمی، روزگار کے زیادہ سے زیادہ مواقع کی فراہمی، سماجی شعبہ جات کی ترجیح، جس میں تعلیم، صحت، صاف پانی کی فراہمی اور فنی تعلیم کے زیادہ سے زیادہ مواقع پیدا کرنا، نیا انفراسٹرکچر قائم کرنا اور موجودہ انفراسٹرکچر کی بحالی اور ترقی کے عمل میں علاقائی توازن وغیرہ شامل ہیں۔

(ج) یہ درست نہ ہے کیونکہ محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات اور ادارہ شماریات پنجاب کے اعداد و شمار کے مطابق مذکورہ تین اضلاع میں ترقیاتی فنڈز کی فی کس تفصیلات درج ذیل ہیں:۔

نمبر شمار	ضلع	مالی سال 12-2011 کے دوران مہیا کئے گئے فنڈز
1	حافظ آباد	1071
2	چکوال	1541
3	چنیوٹ	934

(د) ضلع چنیوٹ کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے موجودہ مالی سال میں سالانہ ترقیاتی پروگرام کے تحت تقریباً ایک ارب دس کروڑ روپے کی رقوم مختص کی گئیں جس میں 50 کروڑ روپے کا ترقیاتی پیکج بھی شامل ہے۔پچھلے مالی سال میں ضلع چنیوٹ کو خصوصی ترقیاتی پیکج کے تحت 38 کروڑ 50 لاکھ جاری کئے گئے تھے۔علاوہ ازیں PFC ایوارڈ کے تحت مالی سال 12-2011 میں مذکورہ ضلع کو 9 کروڑ 70 لاکھ روپے جاری کئے گئے ہیں۔

ضلع شیخوپورہ لوکل فنڈ آڈٹ کے ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*10505: محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: کیا وزیر خزانہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع شیخوپورہ میں لوکل فنڈ آڈٹ کے کتنے ملازمین کس کس گریڈ کے کام کر رہے ہیں؟

(ب) لوکل فنڈ آڈٹ نے سال 10۔2009 اور 11۔2010 کے دوران کن کن سرکاری اداروں کا آڈٹ کیا؟

(ج) آڈٹ کے دوران کتنی رقم کے خورد برد کا انکشاف ہوا؟

(د) کتنی رقم برآمد ہوئی اور کن کن سے برآمد ہوئی؟

(ہ) کتنی رقم کن کن سے ابھی وصول کرنی ہے ؟

(و) رقم خورد بُرد کرنے والوں کے خلاف محکمہ نے کوئی کارروائی کی،اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن):

(الف) ضلع شیخوپورہ میں لوکل فنڈ آڈٹ کے 12ملازمین ہیں جن میں سے ایک گریڈ18،ایک گریڈ17، تین گریڈ16اور7ملازمین گریڈ14/13میں کام کررہے ہیں۔

(ب) محکمہ لوکل فنڈ آڈٹ نے سال 10۔2009میں ضلع شیخوپورہ کی مارکیٹ کمیٹی شیخوپورہ، مارکیٹ کمیٹی فاروق آباد،مارکیٹ کمیٹی صفدر آباد ،مارکیٹ کمیٹی مانانوالہ او رمارکیٹ کمیٹی نارنگ منڈی کاآڈٹ کیاہے اور سال11۔2010کاآڈٹ سٹاف کی کمی کے باعث نہ کیا گیا ہے۔

(ج) کوئی خورد بُرد نہ پائی گئی ہے۔

(د) ایضًا

(ہ) ایضًا

(و) ایضًا

ساؤتھ پنجاب ڈویلپمنٹ پروگرام کی تفصیلات

*9130:انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں :کیاوزیر منصوبہ بندی و ترقیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ساؤتھ پنجاب ڈویلپمنٹ پروگرام / پراجیکٹ کب شروع کیا گیا؟

(ب) اس پراجیکٹ / پروگرام میں کون کون سے علاقہ جات / اضلاع شامل ہیں ؟

(ج) سال09۔2008،10۔2009اور11۔2010 کے دوران اس پروگرام کے تحت سال وار کتنی رقم مختص کی گئی؟

(د) ان سالوں کے دوران کتنی رقم سال وار ترقیاتی کاموں پر خرچ ہوئی ؟

(ہ) اس پروگرام کے تحت ان سالوں کے دوران ضلع وار کتنے ترقیاتی منصوبے مکمل کئے گئے ؟

وزیر منصوبہ بندی وترقیات(چودھری عبدالغفور):

(الف) ساؤتھ پنجاب ڈویلپمنٹ پروگرام10۔2009 میں شروع کیا گیا۔

(ب) اس پراجیکٹ / پروگرام میں ضلع ملتان، لودھراں، خانیوال، وہاڑی، بہاولپور، بہاولنگر، رحیم یار خان، ڈی جی خان، لیہ، مظفر گڑھ، راجن پور کے تمام شہری و دیہی علاقہ جات شامل ہیں۔

(ج) اس پروگرام کے تحت10۔2009اور11۔2010 میں مندرجہ ذیل رقم مختص کی گئی:۔

سال مختص شدہ رقم (ملین روپے)

	جاری پروگرام	نیا پروگرام	ٹوٹل
2008-09	--	--	--
2009-10	--	5,000	5,000
2010-11	2,999	5,000	8,999

(د) سال وار ترقیاتی اخراجات مندرجہ ذیل ہیں۔

سال	اخراجات (ملین روپے)
2009-10	611.287
2010-11	3271.775

پروگرام کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) اس پروگرام کے تحت10۔2009 میں کوئی سکیم مکمل نہ ہو سکی البتہ11۔2010 کے دوران 17 منصوبہ جات مکمل کئے جا چکے ہیں۔ ضلع وار منصوبہ جات کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

لودھراں(3) خانیوال(3) وہاڑی(2) بہاولنگر(1) رحیم یار خان(2) ڈی جی خان(2) لیہ(2) مظفر گڑھ(1) راجن پور(1)

ضلع گجرات: بنک آف پنجاب کی برانچیں و دیگر تفصیلات

*10507: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر خزانہ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع گجرات میں بنک آف پنجاب کی کتنی برانچیں کس کس جگہ کام کر رہی ہیں؟

(ب) ان برانچوں سے10۔2009اور11۔2010 کے دوران کتنا قرضہ کس کس مقصد اور کتنے عرصہ کے لئے دیا گیا؟

(ج) قرضہ لینے والے افراد کے نام و پتاجات سے آگاہ کریں؟

(د) اس وقت ان برانچوں کے ڈیفالٹرز کی تعداد کتنی ہے؟

(ہ) ان ڈیفالٹرز نے اب تک کتنا قرضہ واپس کر دیا ہے، کتنی رقم ابھی بقایا ہے اور یہ کب تک واپس ہو جائے گی، علیٰحدہ علیٰحدہ تفصیل سے آگاہ کریں؟

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع گجرات میں بنک آف پنجاب کی 12 برانچیں مندرجہ ذیل جگہوں پر کام کر رہی ہیں۔

1۔سرکلر روڈ، نزد فوارہ چوک گجرات	2۔ریلوے روڈ، گجرات
3۔رام تلائی روڈ، علم پلازہ، گجرات	4۔یونیورسٹی آف گجرات، گجرات
5۔کچہری روڈ، گجرات	6۔نشان حیدر چوک، گجرات
7۔شاہ دولا گیٹ، مقابل سٹی پوسٹ آفس، گجرات	8۔جی ٹی روڈ، گجرات
9۔مین بازار، جلال پور جٹاں	10۔رضا پلازہ، جی ٹی روڈ، کھاریاں
11۔جی ٹی روڈ، لالہ موسیٰ	12۔جی ٹی روڈ، سرائے عالمگیر

(ب) ان برانچوں سے 10۔2009 اور 11۔2010 کے دوران قرضہ جات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

2009-10	جاری شدہ قرضہ۔/2,450,000روپے
2001-11	جاری شدہ قرضہ۔/34,189,000روپے

یہ قرضہ جات جن مقاصد کے لئے جاری کئے گئے اس کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ قرضہ جات کی میعاد کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) جن افراد کو قرضہ دیا گیا ان کے نام اور پتا جات کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) قرض دہندگان میں کوئی بھی ڈیفالٹر نہیں ہے۔ جن افراد کو قرضہ جات فراہم کئے گئے وہ باقاعدگی سے قرضہ جات ادا کر رہے ہیں جن کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) ایضاً

ضلع رحیم یار خان، ساؤتھ ڈویلپمنٹ پراجیکٹ پروگرام کے تحت ہونے والے کاموں کی تفصیلات

*9131: انجنیئر جاوید اکبر ڈھلوں: کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ساؤتھ پنجاب ڈویلپمنٹ پراجیکٹ / پروگرام کے تحت سال 09۔2008، 10۔2009 اور 11۔2010 کے دوران ضلع رحیم یار خان میں سال وار کتنی رقم فراہم کی گئی؟

(ب) ان سالوں کے دوران اس ضلع میں اس پروگرام کے تحت کون کون سے منصوبے شروع کئے گئے،ان منصوبہ جات کے نام اور تخمینہ لاگت بتائیں؟

(ج) کتنے منصوبے مکمل ہو چکے ہیں اور کتنے ابھی زیر تکمیل ہیں؟

(د) زیر تکمیل منصوبے کب مکمل ہوں گے اور ان کے لئے کتنی رقم خرچ ہو گی؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات (چودھری عبدالغفور):

(الف) یہ پروگرام09۔2008میں نہیں بلکہ 10۔2009میں شروع کیا گیا ہے اور اس پروگرام کے تحت مختص رقوم کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سال	مختص رقم (ملین روپے)
2009-10	782.223
2010-11	586.000

(ب) ان سالوں کے دوران شروع کئے جانے والے منصوبوں کی تعداد، تخمینہ لاگت درج ذیل ہیں۔

سال	منصوبوں کی تعداد	تخمینہ لاگت (ملین روپے)
2009-10	15	654.319
2010-11	05	515.455
ٹوٹل	20	1169.774

ان منصوبوں کی تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) اب تک تین منصوبہ جات مکمل ہو چکے ہیں اور باقی 17 منصوبہ جات تکمیل کے مختلف مراحل میں ہیں۔

(د) فنڈز کی فراہمی کی صورت میں زیر تکمیل منصوبہ جات رواں سال12۔2011میں مکمل ہو جائیں گے اور ان پر تقریباً531.805ملین روپے خرچ ہوں گے۔

ٹریژری آفس لاہور میں ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*10653: محترمہ فائزہ احمد ملک: کیا وزیر خزانہ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ٹریژری آفس لاہور میں گریڈ اور عہدہ وار اسامیوں کی تعداد بتائیں؟

(ب) کتنی اسامیاں کس کس گریڈ کی خالی ہیں؟

(ج) کس کس اسامی پر کون کون افراد کام کر رہے ہیں نیز یہ کتنے عرصہ سے ان سیٹوں پر کام کر رہے ہیں، ان کے نام اور عہدہ بتائیں؟

(د) کس کس ملازم کے خلاف کس کس بناء پر محکمانہ اور قانونی کارروائیاں چل رہی ہیں؟

(ہ) کس کس ملازم کے خلاف رشوت ستانی کے تحت کارروائی کہاں ہو رہی ہے؟

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ٹریژری آفس لاہور میں گریڈ اور عہدہ وار اسامیوں کی تعداد درج ذیل ہے:۔

نام اسامی	گریڈ	تعداد اسامی
ٹریژری آفیسر	18	3
ڈپٹی ٹریژری آفیسر	17	5
اکاؤنٹنٹ	16	13
ڈپٹی اکاؤنٹنٹ	14	56
سٹینو گرافر	12	1
کمپیوٹر آپریٹر	12	3
جونیئر کلرک	7	4
ڈسپیچ رائڈر	5	1
ہیڈ سٹیمپر	5	1
سٹیمپر	3	3
دفتری	3	3
نائب قاصد	2, 1	8
فراش	3	1
چوکیدار	1,2	3
سینٹری ورکر	1	1

(ب) ٹریژری آفس لاہور میں مختلف گریڈ کی 16 اسامیاں خالی ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نام اسامی	گریڈ	تعداد اسامی
ڈپٹی ٹریژری آفیسر	17	4
ڈپٹی اکاؤنٹنٹ	14	9
جنریٹر آپریٹر	4	1
نائب قاصد	1	2

(ج) ٹریژری آفس لاہور کے افسران / اہلکاران کے نام مع عہدہ اور عرصہ تعیناتی کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) اورنگ زیب وٹو جونیئر کلرک کے خلاف سرکاری ریکارڈ مہیا نہ کرنے پر ایف آئی آر درج کروائی گئی، غیر حاضری کی بناء پر معطل کیا گیا۔ محکمانہ کارروائی کرتے ہوئے اس کو نوکری سے فارغ کر دیا گیا۔

(ہ) رشوت ستانی کے تحت بمطابق دفتری ریکارڈ کسی ملازم کے خلاف کوئی کارروائی ابھی تک نہ ہو رہی ہے۔

ضلع گجرات، پی پی۔113 کے بریجز کی وائیڈننگ کروانے کی تفصیلات

*9546: میاں طارق محمود: کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وزیراعلیٰ نے اپنے ڈائریکٹو مورخہ 19۔ ستمبر 2008 کے تحت حلقہ پی پی۔113 گجرات کے چار فیٹ بریجز کی widening کے احکامات جاری کئے تھے اور ان کے لئے 21.304 ملین کی رقم کی منظوری دی تھی؟

(ب) ان میں سے کس کس برج کا کام ہوا ہے اور کس کا باقی ہے؟

(ج) کیا حکومت ان تمام بریجز کی widening جلد از جلد کروانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات (چودھری عبدالغفور):

(الف) درست ہے۔

(ب) پل برجی نمبر 278+432 اپر جہلم کینال کا کام سال 09۔2008 میں مکمل ہو چکا ہے جبکہ پل برجی نمبر 950+264 و برجی نمبر 105+293 اور پل نمبر 650+390 پر کام ہونا باقی ہے جس پر اخراجات کا تخمینہ 15.302 ملین روپے ہے۔

(ج) جی ہاں! حکومت ان کو مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے جس کے لئے مالی سال 12۔2011 میں 12.80 ملین روپے فنڈز مختص کر دیئے گئے ہیں اور مالی سال 11۔2010 میں اس کام کے لئے 2.5 ملین روپے مختص کئے گئے تھے۔

ضلع راولپنڈی محکمہ خزانہ کے دفاتر و دیگر تفصیلات

*11906: محترمہ نرگس فیض ملک: کیا وزیر خزانہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع راولپنڈی میں محکمہ خزانہ کے تحت کتنے دفاتر اور ادارے چل رہے ہیں؟

(ب) ان دفاتر اور اداروں کے سال 11-2010 اور 12-2011 کے اخراجات اور آمدن بتائیں؟
(ج) ان کی اس ضلع میں اراضی / دکانیں کہاں کہاں ہیں؟
(د) کتنی اراضی / دوکانوں پر کن کن افراد نے کب سے قبضہ کر رکھا ہے؟

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن):

(الف) ضلع راولپنڈی میں محکمہ خزانہ کے تحت دو دفاتر ہیں:-

i۔ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفس

ii۔ڈویژنل ڈائریکٹر لوکل فنڈ آڈٹ

(ب)

i- ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفس راولپنڈی کے اخراجات

سال 11-2010	-/2,21,84,245 روپے
سال 12-2011	-/2,55,91,705 روپے

ii- ڈویژنل ڈائریکٹر لوکل فنڈ آڈٹ کے اخراجات

سال 11-2010	1,41,42,451 روپے
سال 12-2011	-/1,82,17,743 روپے

جبکہ ان دونوں دفاتر کی آمدن کوئی نہ ہے۔

(ج) ان دونوں دفاتر کی ضلع راولپنڈی میں نہ تو کوئی اراضی ہے اور نہ ہی کوئی دکان۔
(د) چونکہ ان دفاتر کی کوئی اراضی اور دکانیں نہیں ہیں لہذا کسی کا قبضہ بھی نہیں ہے۔

لاہور۔نیشنل ہاکی سٹیڈیم میں بلیو ٹرف بچھانے کی تفصیلات

*10662: ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سپورٹس بورڈ پنجاب کی نیشنل ہاکی سٹیڈیم لاہور میں بلیو ٹرف بچھانے کے منصوبہ کی approval کا کیس کب محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات کو موصول ہوا؟
(ب) اس منصوبہ پر کیا پیشرفت ہوئی ہے؟
(ج) اس منصوبہ کی منظوری کب تک متوقع ہے؟
(د) اس منصوبہ کی منظوری میں کیا کیا رکاوٹیں یا قانونی دشواریاں ہیں؟

(ہ) کیا حکومت اس مفاد عامہ کے منصوبہ کو جلد از جلد منظور کرنے اور اس کے لئے فنڈز جاری کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات (چودھری عبدالغفور):

(الف) منصوبہ کی منظوری (approval) محکمہ سپورٹس کی ڈیپارٹمینٹل ڈویلپمنٹ سب کمیٹی (DDSC) کے دائرہ اختیار میں آتی ہے ۔ تاہم محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات کے comments کے لئے اس منصوبہ کا PC-I، 9۔ اگست 2011 کو وصول ہوا جس پر 16۔ اگست 2011 کو comments بھیج دیئے گئے تھے جس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یہ منصوبہ DDSC کی میٹنگ میں جو کہ مورخہ 2011۔08۔27 کو منعقد ہوئی منظور ہو چکا ہے اور محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات فنڈز جاری کرنے کے لئے محکمہ خزانہ (F.D) کو مورخہ 2011۔07۔02 کو ایڈوائس (Advice) جاری کر چکا ہے۔

(ج) ایضاً

(د) یہ منصوبہ منظور ہو چکا ہے۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے کوئی قانونی دشواریاں نہ ہیں۔

(ہ) ایضاً

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ایک چھوٹی سی بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، کرنل صاحب!

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! ایک بس چکوال سے بارات لے کر گئی اُس کے گرنے سے 32 لوگ جاں بحق ہو گئے تھے۔ اسی طرح کل ایک اور اندوہناک حادثہ ہوا جس میں 11 لوگ جاں بحق ہوئے اور 33 زخمی ہیں جن میں سے چھ critical ہیں۔ لاء منسٹر کے توسط سے چیف منسٹر پنجاب سے میری صرف یہ گزارش ہے کہ اس حادثہ میں مرنے والے بہت غریب لوگ ہیں۔ چیف منسٹر صاحب اگر اُن کے لئے کوئی compensation کا اعلان کر دیں تو یہ بڑی غریب پروری ہو گی۔ دوسری بات یہ ہے کہ ڈی سی او رراولپنڈی کو یہ آرڈر دیں کہ اُس سڑک پر جہاں critical turning ہے وہاں پر دیواریں یا کوئی pitch point بنائیں۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، راجہ شوکت عزیز بھٹی صاحب!

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ میں ایک انتہائی اہم مسئلہ کی طرف اس ایوان کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کیونکہ وزیر خزانہ اس وقت ایوان میں موجود ہیں۔ پچھلے کافی دنوں سے اے جی آفس میں تالا بندی ہوئی ہے اور میری اطلاع کے مطابق پنجاب میں اگلے مہینے کسی ملازم کو تنخواہ نہیں ملنے والی اور رمضان شریف کی بھی آمد آمد ہے۔ اس issue پر بھی حکومت پنجاب نے توجہ دی کیونکہ فیڈرل گورنمنٹ نے تو غالباً اس پر کوئی توجہ نہیں دی۔ اے جی آفس میں کوئی بل پاس نہیں ہو رہا اور خزانہ بند پڑا ہے۔

جناب سپیکر: بھٹی صاحب! تشریف رکھیں۔ جی، میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن!

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں نے بھٹی صاحب کی بات سُن لی ہے۔ میں اس مسئلہ کو فنانس ڈیپارٹمنٹ سے چیک کروالیتا ہوں اور ابھی بتادیتا ہوں۔

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: پوائنٹ آف آرڈر۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ اب ہم تحاریک التوائے کار لے رہے ہیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں out of turn ایک Resolution لانا چاہتی ہوں۔ "جیو اصول" میڈیا نے ایک بڑا اچھا initiative لیا ہے اس میں اُن کی بھی accountability ہونی چاہیئے۔ اسی طرح کل میں نے ایک Resolution جمع کروائی ہے۔ قاعدہ 234 کے تحت رول 115 کو معطل کر کے میری resolution کو out of turn پڑھنے کی اجازت دیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ اجلاس کے بعد مجھے ملیں، میں پھر آپ کو اس بارے میں بتاؤں گا۔

جناب اعجاز احمد کاہلوں: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، کاہلوں صاحب!

جناب اعجاز احمد کاہلوں: جناب سپیکر! ایک سال پہلے سرگودھا ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے حوالہ سے یہاں سے متفقہ طور پر ایک Resolution منظور ہوئی تھی۔ وزیر خزانہ موجود ہیں تو میری صرف یہی گزارش ہے کہ آج تک اُس پر کوئی عملدرآمد نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: کاہلوں صاحب! آپ اس حوالہ سے بعد میں مجھے مل لیں۔ شیخ صاحب! آپ کی تحریک التوائے کار نمبر 752 ہے۔

ٹریفک وارڈنز کو پولیس سروس کا حصہ بنانے اور نہ ہی مستقل کرنے کی وجہ سے ڈیوٹی میں عدم دلچسپی کا مظاہرہ

شیخ علاؤالدین: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ Traffic Punjab Warden Service (PTWS) جس میں تقریباً 3100 وارڈنز بھرتی ہوئے تھے آج سخت کسمپرسی کی حالت میں ہیں۔ خاص طور پر لاہور کی سڑکوں پر ٹریفک وارڈنز rush hours میں سگنلز پر موجود ہی نہیں ہوتے یا چوراہوں پر کسی سائے دار درخت کے نیچے گپ شپ یا موبائل فون پر مصروف ہوتے ہیں۔ زمینی حقائق یہ ہیں کہ VVIP movement سے چند منٹ پہلے ایک بھونچال کی طرح تمام متعلقہ چوراہوں پر اچانک نازل ہو جاتے ہیں اور VVIP movement کے بعد پھر اچانک نایاب ہو جاتے ہیں۔ اس کی ایک اہم وجہ ٹریفک سارجنٹ میں پھیلی ہوئی بددلی بھی ہے جو Promotion Rules کی وجہ سے ہے۔ زیادہ تر وارڈنز جولائی 2006 میں اس وقت کی حکومت نے تعینات کئے تھے جن میں سے 600 جا چکے ہیں لیکن آج 2800 وارڈنز ایسے ہیں جو اپنی ملازمتوں کی مستقلی کے لئے پریشان ہیں۔ چند ماہ پہلے جو مزید ٹریفک سارجنٹ بھرتی کئے گئے ہیں ان کو بغیر ٹریننگ کے فیلڈ میں بھیج دیا گیا ہے۔ PTWS Notification جو 2007 میں جاری ہوا تھا کے مطابق وارڈنز 3 سالہ سروس کے بعد ہی مستقل ہو سکتے ہیں لیکن آج بھی ان تمام وارڈنز کے معاملات زیر التواء ہیں۔ یہ حیران کن امر بھی سمجھ سے بالا ہے کہ ان وارڈنز کو پولیس سروس کا حصہ بھی نہیں مانا جا رہا لیکن سزاؤں وغیرہ اور disciplinary matters کے لئے پولیس رولز ہی ان وارڈنز پر لاگو ہیں۔ ان تمام حالات میں وارڈنز کا دلجمعی کے ساتھ ٹریفک کو چلانا ناممکن ہے۔ یہ اہم مسئلہ جو ہر گزرنے والے دن کے ساتھ بڑھتا جا رہا

ہے پر فوری توجہ کی ضرورت ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ٹریفک ڈیپارٹمنٹ نے جو جواب بھیجا ہے اس کے مطابق ٹریفک وارڈنز معمول کے مطابق ٹریفک کے بلا تعطل بہاؤ کو ہمہ وقت یقینی بناتے ہیں۔ ٹریفک وارڈنز کے بہتر structure اور عوام کو بہترین service مہیا کرنے کے لئے یہ تین shifts میں ڈیوٹی سرانجام دیتے ہیں۔ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ اس وقت 3203 ٹریفک وارڈنز بشمول لیڈی ٹریفک وارڈنز اپنے فرائض سرانجام دے رہے ہیں، 452 ٹریفک وارڈنز مختلف misconducts کی بنیاد پر محکمہ سے برطرف کر دیئے گئے ہیں 56 ٹریفک وارڈنز محکمہ سے استعفیٰ دے چکے ہیں اور 12 ٹریفک وارڈنز دوسرے سرکاری محکموں میں تعیناتی کی وجہ سے سٹی ٹریفک پولیس سے relieve ہو چکے ہیں تاہم جہاں تک ٹریفک وارڈنز کی ملازمتوں کی مستقلی کا معاملہ ہے اس سلسلہ میں CCPO لاہور کی جانب سے تسلی بخش کارکردگی کی بنیاد پر پہلے مرحلہ میں 1935 ٹریفک وارڈنز کو بعد از probationary period مستقل کر دیا گیا ہے۔

پنجاب پبلک سروس کمیشن کے تحت نئے بھرتی ہونے والے ٹریفک وارڈنز کو بطور UT (under training) پورے لاہور میں تعینات کیا گیا ہے تاکہ وہ پہلے ٹریفک قوانین کے اسرار و رموز سے آگاہی حاصل کر سکیں جو بعد از حصول بنیادی ٹریننگ اپنے کار سرکار سرانجام دیں گے۔ تاہم بنیادی ٹریننگ میں TTI اور ڈیوٹی آفیسرز کورسز شامل ہیں جس کے لئے مرحلہ وار ٹریفک وارڈنز کو training institutions میں بھجوایا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: اس تحریک کو press نہیں کیا گیا اس لئے یہ تحریک dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 754/12 محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی ہے۔ محترمہ! اپنی تحریک پڑھیں۔

فیڈرل تعلیمی بورڈ کے اعلامیہ کے مطابق چودہ سال سے کم عمر ذہین طالب علموں کو میٹرک کے امتحان کے لئے اہل قرار دینے کے لئے پنجاب کے تمام تعلیمی بورڈز کو ہدایات دینے کا مطالبہ

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ Inter Board Committee of Chairmen(IBCC) نے ایک نوٹیفکیشن No.FBISE/REGN/NOTIF/AGE/SSCI/1983 مورخہ 5۔مئی 2009 کو جاری کیا جس کے ذریعہ میٹرک کے امتحان دینے کی عمر کی حد کم از کم 14 سال مقرر کر دی گئی ہے۔ اس نوٹیفکیشن پر تمام بورڈز نے عمل کرنا شروع کر دیا ہے اور چودہ سال سے کم عمر کے امیدوار کا داخلہ قبول نہیں کیا جاتا ہے۔ اب ایسے ذہین طالب علم / طالبہ جن کی عمریں چودہ سال سے کم ہیں ان کے ساتھ امتیازی سلوک ہے۔ اس کے بارے میں وفاقی دارالحکومت میں والدین نے اپنے تحفظات کا اظہار کرتے ہوئے اپنا احتجاج ریکارڈ کروایا جس پر فیڈرل بورڈ نے بذریعہ سرکلر No.FBISE/REGN/AGE/2009/66 مورخہ 18۔مئی 2009 آئی بی سی سی کے اس نوٹیفکیشن پر عملدرآمد روک دیا ہے اور اب وہ چودہ سال سے کم عمر کے امیدواروں کا داخلہ قابل قبول کر رہے ہیں اور ان کو امتحان دینے کی اجازت دی گئی ہے۔ اس طرز پر بورڈ آف انٹرمیڈیٹ لاہور اور دیگر امتحانی بورڈوں کو بھی پابند کیا جائے کہ وہ ایسے امیدوار جو ذہین ہیں وقت سے پہلے اپنے امتحانات پاس کر چکے ہیں اور جن کی عمریں چودہ سال سے کم ہیں ان کا داخلہ بھی قابل قبول کر کے انہیں امتحان دینے کی اجازت دی جائے اور IBCC کے مذکورہ نوٹیفکیشن پر عملدرآمد روک دیا جائے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ معاملہ متعلقہ محکمہ کے زیر غور ہے۔ اس میں تمام بورڈز کی ایک کمیٹی ہے جس کے چیئرمین حکومت کو گاہے بگاہے ضروری recommendations سے آگاہ کرتے رہتے ہیں۔ اس سلسلہ میں چیئرمین سے رائے لی گئی ہے تو اس رائے کی روشنی میں اس معاملہ پر مناسب کارروائی کی جائے گی۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار 12/757 محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ اور محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ کی طرف سے ہے۔۔تشریف نہیں رکھتیں اس لئے یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 12/759 چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کی طرف سے ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے اس لئے یہ تحریک التوائے کار بھی dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 12/760 محترمہ آمنہ الفت صاحبہ اور محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی طرف سے ہے۔ محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ! آپ اپنی تحریک پڑھیں۔

سرگودھا پولیو مہم کے انچارج ڈسٹرکٹ کوآرڈینیٹر ڈاکٹر فوادالحسن کی مبینہ کرپشن کی وجہ سے تبادلہ کرنے کا مطالبہ

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ضلع سرگودھا میں ڈسٹرکٹ کوآرڈینیٹر نیشنل امیونائزیشن پروگرام کے خلاف شہریوں اور لیڈی ہیلتھ ورکرز کا شدید احتجاج۔ تفصیل یوں ہے کہ ضلع سرگودھا میں پولیو مہم میں پولیو کے قطرے پلانے والوں کا انچارج ڈسٹرکٹ کوآرڈینیٹر ڈاکٹر فوادالحسن کے خلاف شہریوں اور لیڈی ہیلتھ ورکرز نے اس کی کرپشن، بداعمالی، نااہلی اور غفلت برتنے پر شدید احتجاج کیا اور سرگودھا کی عوام نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ فوری طور پر موصوف ڈاکٹر کو تبدیل کر کے اس کی انکوائری کروائی جائے۔ ضلع سرگودھا کی عوام نے اس امر کا انکشاف کیا کہ موصوف ڈاکٹر بچوں کو پولیو کے قطرے کی جگہ لیڈی ہیلتھ ورکرز کو سادہ پانی کے قطرے (ڈراپس شیشی) میں استعمال کرنے کے لئے دیتا ہے۔ اس کی یہ کھلی کرپشن اور غفلت سامنے آنے پر عوام نے شدید احتجاج کیا۔ عوام نے یہ خدشہ ظاہر کیا کہ اگر موصوف ڈاکٹر کو فوری تبدیل نہ کیا گیا تو ضلع سرگودھا میں مقیم بچوں کے لئے پولیو کی بیماری میں مبتلا ہونے کا خدشہ ہے۔ یہ معاملہ اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ڈاکٹر فواد، ڈسٹرکٹ کوآرڈینیٹر سرگودھا برائے نیشنل امیونائزیشن پروگرام تعینات ہے۔ ضلعی محکمہ صحت کی رپورٹ کے مطابق اس قسم کی کوئی ملاوٹ یا احتجاج کا کوئی واقعہ نہیں ہوا تاہم اس معاملہ کی اہمیت کو محسوس کرتے ہوئے اور اس کی کارکردگی کے سلسلہ میں ڈائریکٹر ہیلتھ سروسز سرگودھا کی سربراہی میں ایک کمیٹی بنا دی گئی ہے جس کی رپورٹ اور ground realities کے مطابق اگر کوئی معاملہ ہوا تو اُس کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔ اب تک کی جو انکوائری ہوئی ہے اس میں اس قسم کی کوئی complaint نہیں پائی گئی۔

جناب سپیکر: یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 765/12 شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔ جی، شیخ صاحب!

آسکر ایوارڈ یافتہ دستاویزی فلم (Saving Face) میں رخسانہ بی بی کے جلے ہوئے چہرے کو دکھانے سے پاکستان کو بدنامی کا سامنا

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ آسکر ایوارڈ یافتہ دستاویزی فلم (Saving Face) جس میں تیزاب سے ایک پاکستانی خاتون رخسانہ بی بی کا چہرہ جلایا ہوا دکھایا گیا۔ فلم کا مرکزی کردار ہے کہ رخسانہ بی بی اپنی اور بچوں کی زندگی کے لئے دربدر کی ٹھوکریں کھا رہی ہے۔ شرمین عبید چنائے وہ خاتون ہے جس نے عورتوں پر تیزاب گردی یا عورتوں پر تیزاب ڈالنے کے واقعات پر مبنی ڈاکومینٹری بنانے کے لئے رخسانہ بی بی سے رابطہ قائم کیا اور Royalty کی مد میں تقریباً 30 لاکھ روپے اور ملتان شہر میں ایک مکان مہیا کرنے کے علاوہ پلاسٹک سرجری کے تمام اخراجات برداشت کرنے کا معاہدہ کیا۔ مقام افسوس یہ ہے کہ اس دستاویزی فلم نے ایک طرف تو دنیا بھر میں کروڑوں کا نا صرف بزنس کیا بلکہ آسکر ایوارڈ کے لئے بھی منتخب ہوئی۔ یہ ایک علیحدہ داستان ہے کہ پاکستان کو کتنی بڑی بدنامی کا سامنا کرنا پڑا۔ محرک اس معزز ایوان میں پہلے بھی N.G.Os کے اصل کردار جو پاکستان کی بدنامی کا باعث ہو پیش کر چکا ہے لیکن ہر وہ N.G.O جو دشمنان پاکستان صرف اس لئے promote کرتے ہیں کہ پاکستان بدنام ہو گا کے خلاف حقیقتاً آج تک کچھ نہ ہو سکا ہے۔ اب رخسانہ بی بی دربدر ہے اور ان نام نہاد N.G.Os کے خلاف قانونی کارروائی کے لئے مختلف دروازوں پر جا رہی ہے۔ رخسانہ کے بقول اس کے تین بچے ہیں اور اس نے اس فلم میں مستقبل کے سہانے خواب دکھانے

والی شرمین عبید چنائے کے وعدوں پر بھروسہ کرتے ہوئے کام کیا تھا۔ اس سارے معاملہ میں (Survivor Foundation of Pakistan) نامی N.G.O کے کردار اور اصل مشن کا پتا لگایا جانا ازحد ضروری ہے اور اس N.G.O کے اصل سپانسرز کون ہیں اور فرنٹ مین کون ہیں؟ ان کرداروں کے خلاف جو پاکستان کی بدنامی اور عورتوں کو لالچ دے کر کروڑوں روپے کما رہے ہیں کو آہنی ہاتھوں سے نمٹنا ضروری ہے۔ نام نہاد اشرافیہ کی خواتین N.G.Os کے لبادہ میں کیا کچھ کر رہی ہیں۔ کہیں رخسانہ بی بی کا معاملہ، ایک اور مختاراں مائی سکینڈل کا آغاز ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! شیخ علاؤالدین کی تحریک میں جو مؤقف اختیار کیا گیا ہے اُس میں contradiction موجود ہے یعنی ایک طرف اس تحریک میں کہا گیا ہے کہ رخسانہ بی بی کے چہرے پر واقعی تیزاب پھینکا گیا ہے، اُس کے ساتھ ظلم ہوا ہے اور وہ دربدر ہے۔ جہاں تک شرمین عبید چنائے کے کسی وعدے کے ہونے یا نہ ہونے کا معاملہ ہے یہ ایک civil responsibility ہے کہ اگر اُس کے ساتھ وعدہ کیا گیا ہے تو اسے پورا کیا جانا چاہئے لیکن اگر ظلم ہوا ہے اور یہ حقیقت ہے کہ رخسانہ بی بی کے اوپر تیزاب پھینکا گیا اور اُس کی زندگی کو دوزخ بنا دیا گیا تو پھر اُس حقیقت کو ہمیں face کرنا چاہئے۔ اس کی وجہ سے اگر دنیا میں ہماری بدنامی ہوتی ہے تو پھر ہمیں یہ حق نہیں پہنچتا کہ ایک طرف حقیقت کو ہم مانتے ہیں مگر دوسری طرف کہتے ہیں کہ اگر وہ حقیقت کسی کے اوپر آشکار ہو گئی ہے تو ہماری بدنامی ہوئی ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس تحریک التوائے کار کو اس ایوان میں بحث کے لئے منظور کئے جانے کا کوئی جواز موجود نہیں ہے۔ اس میں صرف اور صرف ایک بات یہ ہے کہ رخسانہ بی بی کے ساتھ اگر کسی N.G.O یا کسی شرمین عبید چنائے نے کوئی وعدہ کیا ہے تو اُس کو پورا کیا جانا چاہئے اور اگر وہ وعدہ خلافی کر رہی ہیں تو اس کے لئے سول عدالتیں موجود ہیں وہ وہاں پر اپنا right claim کر سکتی ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب نے جو جواب دیا ہے آپ یہ دیکھئے کہ اُس مظلوم خاتون کے پاس عدالت میں جانے کے لئے ایسے کوئی وسائل ہی نہیں ہیں۔ میں نے حکومت کی توجہ اس لئے کروائی ہے---

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! یہ جواب آ جانے کے بعد نہیں بول سکتے۔

جناب سپیکر: جی، آپ آرام سے بیٹھیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ چاہتا ہوں کہ اُس کو shelter دیا جائے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! تفصیلی جواب کے بعد یہ بات نہیں کر سکتے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اگر یہ معزز خواتین ایک مظلوم خاتون کے لئے نہیں بولنے دینا چاہتیں تو کوئی بات نہیں لیکن ریکارڈ پر یہ ضرور آ جانا چاہئے کہ یہ خواتین مظلوم خواتین کے لئے کیا بات کرتی ہیں؟

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! آپ بتائیں کہ Rules کیا کہتے ہیں؟ Rules کے مطابق ایوان کو چلایا جائے۔

جناب سپیکر: جی، Rules کے مطابق ہی چلیں گے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! جواب آ جانے کے بعد یہ نہیں بول سکتے۔

جناب سپیکر: This is not under Rule لہذا یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 768 محترمہ سیمل کامران صاحبہ اور چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کی طرف سے ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے لہذا dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 772/12 میاں طارق محمود صاحب کی طرف سے ہے۔

گجرات کے شہر ڈنگہ میں واٹر سپلائی کے پائپ بوسیدہ ہونے کی وجہ سے پینے کا پانی گٹروں کے پانی میں مکس ہونے سے متعدد بیماریوں میں اضافہ

میاں طارق محمود: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ حلقہ پی پی۔113 گجرات کے شہر ڈنگہ جس کی آبادی ساٹھ ہزار کے قریب نفوس پر مشتمل ہے، میں واٹر سپلائی کے لئے جو پائپ بچھائے گئے ہیں وہ پچیس تیس سال پرانے ہیں جو جگہ جگہ سے بوسیدہ ہونے اور اپنی مقررہ میعاد پوری ہونے کی بناء پر ٹوٹ پھوٹ چکے ہیں جس کی وجہ سے واٹر سپلائی کے پانی میں گٹروں کا گندا پانی mix ہو کر اس شہر کے باسیوں کو سپلائی کیا جا رہا ہے۔ اس گندے پانی کی وجہ سے اس شہر میں پیٹ اور دیگر وبائی امراض عام ہیں۔ آدھی آبادی مختلف قسم کے موذی امراض میں مبتلا ہے۔ متعدد دفعہ متعلقہ

محکمہ کو اس جانب توجہ مبذول کروائی گئی ہے مگر کوئی کارروائی نہ ہوئی ہے جس بناء پر اس شہر کی آبادی میں حکومت وقت کے خلاف شدید اضطراب پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میاں طارق محمود صاحب نے اس تحریک میں جس مسئلہ کی طرف نشاندہی کی ہے یہ درست ہے کہ ڈنگہ شہر میں واٹر سپلائی کی پائپ لائنیں پرانی ہو چکی ہیں۔ اس سلسلے میں انہی کی request پر وزیر اعلیٰ صاحب نے ایک directive issue کیا تھا جس پر اس کی feasibility report بن کر پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ میں جمع ہو چکی ہے اور blocked allocation سے فنڈز مہیا کر کے اس سکیم کو take up کر لیا جائے گا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ میاں صاحب! آپ کو مبارک ہو۔ یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 773/12 بھی میاں طارق محمود صاحب کی ہے۔

گورنمنٹ جناح ڈگری کالج مزنگ لاہور کی پرنسپل کے نامناسب روّیے سے ٹیچنگ سٹاف کو پریشانی اور طالبات کالج چھوڑنے پر مجبور

میاں طارق محمود: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ گورنمنٹ جناح ڈگری کالج مزنگ لاہور میں پرنسپل اور ایک اسسٹنٹ پروفیسر کے درمیان مختلف قسم کے الزامات کے تحت محکمہ ہائر ایجوکیشن نے انکوائری کروائی اس کمیٹی نے جو رپورٹ دی اس میں یہ تحریر کیا گیا ہے کہ:

1. Assistant Professor to be warned against insubordination and indisciplined behaviour in service matters.
2. Principal of the college may be given counseling for human interaction and inter personal relationships.
3. This is not a matter which cannot be resolved. A Committee comprising four members of the college Teachers mutually agreed by both the officers, headed by one senior member

nominated by the Education Department, should be formed for the resolution of the conflict.

4. In case the conflict is not resolved then both, government servants can be transferred to different colleges of the city.
5. In the interest of the academic atmosphere at large, it is also recommended that the Principal should not be appointed from the same college to avoid these kinds of deep rooted problem/issues while working as colleagues.

انکوائری کمیٹی کی ان سفارشات کی روشنی میں دونوں سرکاری ملازمین کو یہاں سے ٹرانسفر کر دیا گیا مگر بعد ازاں پرنسپل جو انتہائی بااثر ہیں جس کے تمام service career کے بارے میں اس کی فائل ملاحظہ کی جاسکتی ہے جو مختلف قسم کے الزامات سے بھری پڑی ہے، وہ جہاں بھی جس عہدہ پر تعینات ہوا ہے اس کو وہاں سے مختلف قسم کے الزامات کے تحت انکوائریوں کے نتیجہ میں ٹرانسفر کیا گیا۔ ہر دفعہ اس نے اپنے اثر ورسوخ کی بناء پر اپنی ٹرانسفر کروالی اور اس دفعہ بھی اس کو یہاں سے ٹرانسفر کرنے کے بعد اس کے ٹرانسفر آرڈر کینسل کر دیئے ہیں۔ وہ اسی کالج میں دوبارہ فرائض سرانجام دے رہی ہے جس بناء پر اس کالج کا ماحول پہلے سے زیادہ خراب ہو گیا ہے۔ یہاں تک کہ والدین نے اپنی بچیاں یہاں سے دوسرے کالجوں میں شفٹ کروانا شروع کر دی ہیں۔ اگر اس صورتحال پر کنٹرول نہ کیا گیا تو اس کالج کی صورتحال مزید خراب ہونے کا اندیشہ ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کو pending فرما دیں کیونکہ اس کا جواب ابھی موصول نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: جی، کب تک pending کر دیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگلے اجلاس تک کے لئے کر دیں۔

جناب سپیکر: جی، یہ تحریک التوائے کار اگلے اجلاس تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ، محترمہ قمر عامر چودھری اور ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ کی ہے۔۔۔ تشریف فرما نہیں ہیں اس لئے dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار چودھری عامر سلطان

چیمہ صاحب اور محترمہ سیمل کامران صاحبہ کی ہے۔۔۔تشریف فرما نہیں ہیں لہذا dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر779 چودھری عامر سلطان چیمہ اور سیمل کامران صاحبہ کی ہے۔۔۔تشریف فرمانہ ہیں لہذا یہ بھی dispose of کی جاتی ہے۔اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔

رپورٹ

(میعاد میں توسیع)

جناب سپیکر: اب محترمہ ساجدہ میر صاحبہ مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتی ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

سر گنگارام ہسپتال کی انتظامیہ کی لاپرواہی کے معاملہ کے بارے میں مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

محترمہ ساجدہ میر: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ:

"Issue raised by Mst Tayyaba Zamir (MPA) W-299 regarding negligence caused by the Administration of Services Hospital and Sir Ganga Ram Hospital"

لاہور کے بارے میں مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی کہ:

"Issue raised by Mst Tayyaba Zamir (MPA) W-299 regarding negligence caused by the Administration of Services Hospital and Sir Ganga Ram Hospital"

لاہور کے بارے میں مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"Issue raised by Mst Tayyaba Zamir (MPA) W-299 regarding negligence caused by the Administration of Services Hospital and Sir Ganga Ram Hospital"

لاہور کے بارے میں مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میں اس حوالے سے ایک اور بھی request کرنا چاہتی ہوں کہ وزیر اعلیٰ انسپکشن ٹیم کے دو ممبران کو بھی اس کمیٹی میں شامل کیا جائے۔

رپورٹ

(جو پیش ہوئی)

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ وزیر اعلیٰ انسکپشن ٹیم کے دو ممبران کو بھی اس میں شامل کر لیا جائے۔ اب راجہ محمد حنیف عباسی صاحب مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔

مسودہ قانون (ترمیم) استحقاقات صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 2012 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

راجہ محمد حنیف عباسی (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں

"The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill 2012(Bill No 22 of 2012)"

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔"

(رپورٹ پیش ہوئی)

رپورٹ

(میعاد میں توسیع)

جناب سپیکر: جی، رپورٹ پیش کر دی گئی ہے۔اب مہر اشتیاق احمد صاحب مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

مسودہ قانون لوکل گورنمنٹ پنجاب مصدرہ 2012 اور نشان زدہ سوال نمبر 4155 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

مہر اشتیاق احمد: شکریہ۔جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"The Punjab Local Government Bill 2012 (Bill No 23 of 2012) and Starred Question No 4155"

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں 31-08-2012 تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"The Punjab Local Government Bill 2012 (Bill No 23 of 2012) and Starred Question No 4155"

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں 31-08-2012 تک توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"The Punjab Local Government Bill 2012 (Bill No 23 of 2012) and Starred Question No 4155"

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں 31-08-2012 تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: اب ہم سرکاری شروع کرتے ہیں اور آج کے ایجنڈے پر درج ذیل سرکاری کارروائی ہے۔۔۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

کورم کی نشاندہی

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! کورم پورا نہ ہے۔

جناب سپیکر: جی، کورم کی نشاندہی کی گئی ہے۔ گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہ ہے اس لئے پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جی، گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

جی، کورم پورا ہے لہذا اب سرکاری کارروائی شروع کی جاتی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

سرکاری کارروائی

مسودہ قانون

(جو متعارف ہوا)

MR SPEAKER: Today we have on our Agenda the following Govt. business:

a. Introduction of Bill
b. Reconsideration and Passage of Bills
c. Consideration and Passage of Bills

First, we will take up the Punjab Social Services Board (Amendment) Bill 2012. Minister for Law may move to introduce the Punjab Social Services Board (Amendment) Bill 2012.

مسودہ قانون (ترمیم) سوشل سروسز بورڈ پنجاب مصدرہ 2012

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I introduce the Punjab Social Services Board (Amendment) Bill 2012.

MR SPEAKER: The Punjab Social Services Board (Amendment) Bill 2012 has been introduced in the House under Rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Social Welfare, Women Development and Bait-ul-Maal for report within one month.

مسودات قانون

(جو دوبارہ زیر غور لائے گئے)

مسودہ قانون پارکس اینڈ ہارٹیکلچر اتھارٹی مصدرہ 2011

MR SPEAKER: The message of the Governor in respect of the Parks and Horticulture Authority Bill 2011 is taken into consideration at once. Minister for Law may move the motion for reconsideration of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker, I move:

> "That the Parks and Horticulture Authority Bill 2011, as originally passed by the Assembly on 07-06-2012 and returned by the Governor under Article 116(2)(b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Parks and Horticulture Authority Bill 2011, as originally passed by the Assembly on 07-06-2012 and returned by the Governor under Article 116(2)(b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! I oppose it.

جناب سپیکر: جی، نولاٹیا صاحب!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! شکریہ۔ اس ایوان کی 65 سالہ تاریخ میں پہلی دفعہ ایک trend set کیا گیا ہے کہ ایک ایک دن میں 14,14 یا 15,15 یا 10,10 Bills پیش بھی کروائے جاتے ہیں اور ان پر بحث کر کے انہیں پاس بھی کروایا جاتا ہے۔ اس سے زیادہ قانون سازی یا legislation کی اور کوئی توہین نہیں ہو سکتی۔ (قطع کلامیاں)

MR SPEAKER: Please! No interruptions and no cross talk, please.

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! ایک ایک لفظ پر جب تک تمام ممبران اسمبلی جو اٹھارہ کروڑ عوام کو represent کر رہے ہیں اور ان کو یہاں پر سیر حاصل گفتگو کرنے کا موقع دیئے بغیر یا جب تک اس پر سیر حاصل گفتگو ہو جائے، تمام طبقہ ہائے فکر کی آراء کو اس ایوان کے اندر زیر بحث لایا جائے اور نہ ہی ان opinion کے difference کو یہاں سے علیحدہ کر کے اپنی اپنی opinions کو سن لیا جائے تو میرا خیال ہے کہ اس وقت تک قانون سازی کے وہ بنیادی تقاضے کسی صورت پورے نہیں ہو سکتے۔ میں معزز لاء منسٹر کو یہ تجویز دوں گا کہ یہ جو کلاشنکوف ٹائپ قانون سازی ہے اور پندرہ پندرہ Bills ایک دن یعنی یہ چاہتے ہیں کہ دو گھنٹے کے اندر ان پندرہ Bills پر بحث کروا کر ان کو پاس کیا جائے تو میری ان سے استدعا ہے کہ اگر یہ legislation کے تھوڑے سے معنی بھی جانتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ ان سے استدعا نہ کریں، آپ مجھ سے بات کریں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے ان سے محبت کا اظہار کر رہا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے، وہ آپ کی بات کا جواب دیں گے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! جب تک قانون سازی کی ان بنیادی چیزوں کو زیر بحث نہ لایا جائے یا ان کے بنیادی تقاضے پورے نہ کئے جائیں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس وقت تک قانون سازی کے بنیادی تقاضے پورے نہیں ہوں گے۔ دوسری میری استدعا ہے کہ گزشتہ ایک سال سے لاء منسٹر نے ایک ہی وتیرہ پکڑا ہوا ہے کہ جب قانون سازی پر پندرہ یا بارہ نکات پر بحث کی جاتی ہے تو بجائے اس کے کہ معزز لاء منسٹر ہر نکتہ پر علیحدہ علیحدہ اپنا view points دیں، حکومت کو defend کریں اور

اپنی اس legislation کے logics کو پیش کریں لیکن ہوتا یہ ہے کہ میں اس پر objections کے پندرہ نکات لگاتا ہوں تو معزز لاء منسٹر دو منٹ کے اندر یہ کہتے ہیں کہ میں ان آراء سے اتفاق نہیں کرتا اور اس رائے کو voting کے لئے پیش کر دیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: پھر آپ جمہوریت کس کو کہتے ہیں؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! جتنے objections کئے جائیں تو معزز لاء منسٹر کو ہر objection پر اپنا view point کو تفصیل کے ساتھ دینا چاہئے۔ گورنر پنجاب نے جو Bill واپس بھیجا ہے اس پر جو انہوں نے بحث کی ہے اور اعتراضات لگائے ہیں یہ بڑے valid اعتراضات ہیں کہ acquisition of land کے ذریعے جو constitutional rights عوام کو دیئے گئے ہیں ان کو absorb کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس بات سے کوئی اختلاف نہیں ہے کہ land acquisition کے تحت حکومت پنجاب کو یہ اختیارات حاصل ہیں کہ public convenience کے لئے جس زمین کی حکومت کو ضرورت ہو وہ اس فریم ورک اور requirement کی حد تک ان اصولوں کے اندر، rules کے اندر رہتے ہوئے زمین کو acquire کر سکتے ہیں لیکن لاہور کے شہر کو ان حکمرانوں کے رحم وکرم پر مت چھوڑیں کہ لاہور کے شہریوں کی زمین کو acquire کرنے کے لئے بیک وقت انہوں نے چار کلہاڑے قائم کئے ہوئے ہیں۔ ایک تو LDA کے تحت کسی بھی زمین کے حصے کو یہ acquire کر سکتے ہیں، یہ PHA کے تحت بھی green belt کے نام پر، green area کے نام پر اور پبلک پارکس کے نام پر یہ زمین کو acquire کر سکتے ہیں پھر Walled City Authority انہوں نے بنائی ہے اس کے تحت بھی لاہوریوں کی ذاتی جائیداد کو acquire کرنے کے اختیارات ان قوانین کے تحت انہوں نے دلوا دیئے ہیں۔ Acquisition of land for public convenience کا مطلب یہ نہیں ہوتا، public convenience کا مطلب پبلک کی سہولت ہوتا ہے نہ کہ حکمرانوں کی گزرگاہوں کو خوبصورت کرنے کے لئے لوگوں کی زمینوں کو acquire کرنا شروع کر دیا جائے۔ جس طرح وزیراعلیٰ پنجاب صرف لاہور کے وزیراعلیٰ نہیں ہیں، اسی طرح لاہور کے اندر بھی وہ صرف رائیونڈ روڈ کے وزیراعلیٰ نہیں ہیں کہ آج اسمبلی ہال سے لے کر رائیونڈ میں ان کے محل تک جانے والی سڑک کی beautification کو ذرا شمالی لاہور کے ان محلوں کی خوبصورتی سے compare کریں۔ صرف ذاتی گزرگاہوں کو بہتر کرنے کے لئے عوام کے اربوں روپے نہیں ہوتے کہ شوکت خانم ہسپتال سے لے کر انہوں نے اپنے گھر تک جو سڑک بنائی ہوئی ہے اس کو ذرا باقی پورے لاہور کی سڑکوں کے ساتھ

compare کریں تو آپ کو پتا چلے گا کہ انہوں نے شمالی لاہور کو کتنا زیادہ deprive کیا ہوا ہے۔ Acquisition of Land کے تحت جو اختیارات حکومت کو ہیں ان کو بیوروکریسی جس طرح سے استعمال کرتی ہے وہ بھی ایک مضحکہ خیز صورتحال ہے۔ وہاں پر ایک ہی طرح کی زمین، جڑواں زمین، ایک فرد کو کسی اور ریٹ پر دی جارہی ہوتی ہے اور بالکل اس کے ساتھ ملحقہ زمین کسی اور ریٹ پر دی جا رہی ہوتی ہے، ان کی اپنی پسند اور ناپسند ہے۔ اگر کسی فرد کی زمین کو acquisition کے تحت لیا جارہا ہو تو کچھ اور terms and conditions کے تحت اس سے زمین لی جاتی ہے تو محسوس یہ ہوتا ہے کہ شاید یہ Acquisition of Land اپنے لوگوں کو نوازنے کے لئے اور مخالف ووٹروں کو victimize کرنے کے لئے ہے۔ انہوں نے یہ چار کلہاڑے قائم کئے ہوئے ہیں۔ چوتھا کلہاڑا یہ ہے کہ PLGO 2001 کے تحت بھی لاہوریوں سے زمین لینے کے، Acquisition of Land کے اختیارات موجود ہیں۔ اب ایک طرف PHA ہے، ایک طرف LDA ہے، ایک طرف لوکل گورنمنٹ ہے اور ایک طرف Lahore Walled City Ordinance کے تحت یہ لوگوں کے وہ اختیارات جو Constitution کے آرٹیکل 24 کے تحت ان کو دیئے گئے ہیں، ان کو usurp کیا گیا ہے اس کی violation کرتے ہوئے یہاں پر discrimination کر کے، پسند اور ناپسند کو دیکھتے ہوئے یہ acquisition کی جاتی ہے۔

اگر وفاقی حکومت کے legislation کے attitude کو اپنایا جاتا، انہوں نے آج تک جتنی بھی legislation کی ہے ایوان میں موجود تمام سیاسی پارٹیاں جو مختلف policies اور مختلف manifesto رکھتی ہیں ان کو on board لے کر unanimously کی ہے اور 100 percent votes کے ساتھ legislation کے concept کو develop کیا ہے۔ 18th Amendment کو بھی 19th Amendment کو بھی اور 20th Amendment کو بھی اور انشاء اللہ وہ دن دور نہیں جب سرائیکی صوبہ کے قیام کے لئے بھی ہم unanimous legislation کریں گے اور سرائیکیوں کو ان کے حقوق دیں گے۔ میری لاء منسٹر صاحب سے ایک استدعا ہے کہ جس طرح فیڈرل کے اندر انہوں نے ہمارے ساتھ تعاون کیا ہے جس طرح انہوں نے اٹھارھویں، انیسویں اور بیسویں ترمیم میں اپنے اختلافی نوٹ کو ایک ساتھ بیٹھ کر حل کیا ہے۔ اگر پنجاب کے اندر بھی یہ اس طرح کی کوشش کریں تو انشاء اللہ تعالیٰ ہم ان کو وہی سہولت دیں گے جو ہم ان کو فیڈرل کے اندر دے رہے ہیں۔

جناب سپیکر: آج دیکھتے ہیں آپ کیا کرتے ہیں؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: اگر ایسا کیا جائے تو جو چالیس کے قریب بل گورنر پنجاب نے ان کو واپس بھیجے ہیں، اگر ان کا legislative attitude جو ہے وہ proper اور reasonable ہوتا یا عوام کی خواہشات کے مطابق ہوتا تو یہ چالیس کے قریب بل ان کو واپس نہ دیئے جاتے چونکہ وہ تمام سیاسی پارٹیاں جو اس معزز ایوان میں اپنی representation رکھتی ہیں ان کے ساتھ مل کر اگر legislation کی جاتی تو تھوڑے وقت میں بھی زیادہ legislation ہو جاتی۔

جناب سپیکر: جو گورنر صاحب کا اختیار ہے وہ استعمال کرتے ہیں اور جو ایوان کا اختیار ہے وہ استعمال کرتا ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! گورنر صاحب کی پارٹی کے لوگ جب آپ کو یہ کہتے ہیں کہ ہم آپ کے ساتھ مل کر آپ کی کمیٹیوں کے اندر ان چیزوں کو حل کرنے کے لئے تیار ہیں تو جب آپ ایوان میں unanimous legislation کریں گے تو گورنر بل کیوں واپس بھیجیں گے؟ گورنر صاحب کے بل واپس بھیجنے کی وجہ ہمارے معزز لاء منسٹر کا [***] ہے اگر وہ اس کو بہتر کر لیں تو اچھی legislation ہو سکتی ہے۔ شکریہ

جناب سپیکر: یہ لاء منسٹر کیلئے ہی اس ایوان کے ممبر ہیں۔ باقی صاحبان آپ اور یہ لوگ ممبران نہیں ہیں؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میں نے ان کے [***] کی بات کی ہے۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جو گورنر صاحب نے اعتراضات اس بل پر لگا کر بھیجے ہیں ان کی طرف تو نولاٹیا صاحب نے بہت کم گفتگو کی ہے اور جس طرح سے انہوں نے فرمایا کہ یہ آپ کی وساطت سے میرے ساتھ اظہار محبت کر رہے تھے لیکن ان کو اتنی بات کی سمجھ ہونی چاہئے کہ میرے جیسے انسان کے ساتھ اظہارِ محبت کسی عقل اور argument کی بنیاد پر ہو سکتا ہے، [*****]

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میں نے غلطی کی ہے، یہ اظہار محبت کے لائق ہی نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): یعنی انہوں نے مجھ سے اظہارِ محبت ضرور کیا ہے لیکن عقل اور فکر کی بنیاد پر نہیں [*****]

---

* بحکم جناب سپیکر صفحہ نمبر 261 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: نہیں۔ No, these words should be deleted.

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! انہوں نے پہلی مثال۔۔۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! نہیں۔ جہالت کی بات نہیں کرنی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! انہوں نے یہ مثال دی کہ اوپر تو ہم ہر چیز consensus سے کرتے ہیں۔ اٹھارہویں ترمیم، انیسویں ترمیم، بیسویں ترمیم ہم نے consensus کے ساتھ کی ہے۔ یہاں پر consensus کیوں نہیں ہوتا، میں ان سے پوچھنا چاہوں گا کہ کیا یہاں ہم آئین میں ترمیم کر رہے ہیں؟ وہاں پر آپ consensus اس لئے کرتے ہیں کہ آپ کے پاس 2/3 majority نہیں ہے۔ آپ کی مجبوری ہے کہ آپ جب آئین میں ترمیم کریں تو consensus کے بغیر نہیں کر سکتے اور جہاں تک legislation کا تعلق ہے آپ یہاں پر تو کہتے ہیں کہ یہ ایک دن میں legislation کر لیتے ہیں تو آپ نے تو وہاں پر انتہائی متنازع اور شرمناک توہین عدالت بل پاس کیا ہے۔ آپ اس کا بھی ذرا خیال رکھیں کہ اس کو آپ نے کتنے ٹائم میں legislate کیا ہے؟

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی جانب سے "شیم، شیم" کی آوازیں)

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب اپنی بات جاری رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! Procedure یہ ہے کہ پہلے ڈیپارٹمنٹ پوری عرق ریزی سے بل کو تیار کرتا ہے، اس کے بعد لاء ڈیپارٹمنٹ اس کو vet کرتا ہے، اس کے بعد بل اسمبلی میں lay ہوتا ہے اور lay ہونے کے بعد وہ باقاعدہ سٹینڈنگ کمیٹی کے پاس جاتا ہے۔ سٹینڈنگ کمیٹی میں اس معزز ایوان کے دس ممبران ہوتے ہیں اور ان دس میں سے جو ہماری یہاں پر ratio ہے تقریباً ہر کمیٹی میں چار سے پانچ ممبران کا تعلق اپوزیشن سے ہے۔ وہاں پر وہ ایک ایک لفظ کو دیکھتے ہیں اور اس کے بعد جب اس کو وہ vet کرتے ہیں تو پھر دوبارہ یہ for passage House میں آتا ہے آپ تو وہاں پر مرکز میں توہین عدالت کا بل لاتے ہیں، اس کو آپ کمیٹی کے سپرد بھی نہیں کرتے، تمام rules کو violate کر کے، suspend کر کے بل پاس کراتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی جانب سے "شیم، شیم" کی آوازیں)

جناب سپیکر! یہ تمام کے تمام بل باقاعدہ ایوان میں lay ہوئے، ایوان میں lay ہونے کے بعد سٹینڈنگ کمیٹی کے پاس گئے، سٹینڈنگ کمیٹی کے معزز ممبران نے ان کے لفظ لفظ پر غور کیا اور اس کے بعد ان

کو House for consideration میں بھیجا۔ اگر اپوزیشن کے ممبران کمیٹی میں بیٹھ کر اپنا نقطہ نظر بیان نہ کریں اور وہاں سے بل House for consideration unanimously میں آ جائے اور ایوان میں پوری اپوزیشن صرف اور صرف اکیلے نولاٹیا صاحب میں سمٹ کر آ جائے تو پھر اس کے بعد ایک دن میں پندرہ بل بھی پاس ہو سکتے ہیں اور دس بھی پاس ہو سکتے ہیں۔ جہاں تک گورنر صاحب کے اعتراضات کا تعلق ہے تو گورنر صاحب کا تو اب روّیہ یہ ہو گیا ہے کہ انہوں نے جو ہم نے ایک Animal Husbandry Bill بھیجا تھا اس میں ہم نے animal کی definition لکھ کر بھیجی تھی انہوں نے اس کے اوپر بھی اعتراض لگا کر بھیج دیا اور دوسرا ایک اپوزیشن کا بل تھا جسے عامر سلطان چیمہ صاحب نے move کیا ہم نے اس میں good will gesture دیا اور اپوزیشن کا بل یہاں سے legislate ہونے دیا، legislation کے بعد اور ایوان سے پاس ہونے کے بعد وہ گورنر صاحب کے پاس گیا انہوں نے اس کے اوپر بھی اعتراض لگا دیا۔ یعنی انہوں نے وہاں پر انگریزی لکھنے کے لئے ایک ٹیم بٹھائی ہوئی ہے جو بھی بل جاتا ہے وہ یہ بھی نہیں دیکھتے کہ یہ اپوزیشن کی طرف سے ہے یا گورنمنٹ کی طرف سے ہے وہ ہر بل پر ایک جیسے اعتراضات لگا دیتے ہیں۔ آپ تمام بل اٹھا کر دیکھیں۔۔۔

جناب سپیکر: انہوں نے برابر رکھا ہے difference نہیں کیا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): اس لئے میری آپ سے یہی گزارش ہے کہ گورنر صاحب کے message کو rule out کیا جائے اور اس بل کو as it was passed originally کیا جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

MR SPEAKER: The motion moved and the question is:

> "That the Parks and Horticulture Authority Bill, 2011 as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116 (2) (b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Since the motion for reconsideration of the Bill has been carried and no specific amendment has been proposed in any Clause of the Bill, Minister for Law may move the motion for passage of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the Parks and Horticulture Authority Bill 2011, as originally passed by the Assembly, be passed again."

MR SPEAKER: The motion moved is;

"That the Parks and Horticulture Authority Bill 2011, as originally passed by the Assembly, be passed again."

The motion moved and the question is:

"That the Parks and Horticulture Authority Bill 2011, as originally passed by the Assembly, be passed again."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

مسودہ قانون (ترمیم) اینیمل سلاٹر کنٹرول پنجاب مصدرہ 2012

MR SPEAKER: Now, we take up the Punjab Animals Slaughter Control (Amendment) Bill 2012 (Bill No.4 of 2012). Minister for Law may move the motion for reconsideration of the message of the Governor.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the message of the Governor in respect of the Punjab Animal Slaughter Control (Amendment) Bill 2012, as passed by the Assembly on 07-06-2012 be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The message of the Governor in respect of the Punjab Animal Slaughter Control (Amendment) Bill 2012 is taken into consideration at once. Minister for Law may move the motion for reconsideration of the Bill.

CH. EHSAN-UL-HAQ AHSAN NOLATIA: Sir! I oppose it.

(Interruptions)

MR SPEAKER: No cross talks please. Chaudhary Ehsan-ul-Haq Ahsan Nolatia!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! اس بل کے اندر statement of objects جو ہیں وہ ناکافی ہیں، انہوں نے اس کی وضاحت بھی نہیں کی کہ گورنر پنجاب نے جو objection لگا کر بھیجا ہے کہ animal کی definition کے اندر change کیوں کرنا چاہتے ہیں ؟ اگر یہ تبدیل نہ کریں تو اس بل میں کیا مشکلات پیش آتی ہیں اور اگر یہ کر دیں تو پنجاب کے عوام کو کیا سہولیات ملے گی۔ اس بل کے اندر پہلے ہی animal کی definition موجود ہے کہ

(a) "Animal" means a bull, bullock, buffalo-bull, camel, cow, goat, ostrich, sheep or any other animal of any age….

معزز وزیر قانون اس میں change کرنا چاہتے ہیں کہ جہاں پر buffalo-bull,camel, cow, goat کو شامل کیا ہے یعنی camel کو انہوں نے اس میں شامل کیا ہے اس پر ہمیں بھی کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن ostrich یعنی شتر مرغ کو بھی اس میں شامل کرنا چاہتے ہیں جس کو پوری دنیا پرندہ کہتی ہے لیکن ہمارے وزیر قانون اس کو animal کی definition میں لے کر آتے ہیں sheep or any other animal of any age. domesticated in captivity یہ انہوں نے اس کے ساتھ ایک اضافہ کیا ہے۔ میرے خیال میں animals کے نام لکھنے کے بعد پھر چند ایسے جنہیں یہ کہتے ہیں کہ domesticated in captivity اس کی اگر اپنی تقریر کے اندر یہ definition فرمادیں کہ دس جانوروں کے نام لکھ کر ان کو domesticated in captivity بات لکھنے کی ضرورت کیوں پیش آئی ہے اور وہ اگر Animals Slaughter Control (Amendment) Bill کے اندر نہ لکھا جائے تو کیا نقصان ہے اور اگر لکھ دیا ہے تو اس کا اٹھارہ انیس کروڑ عوام کو کیا فائدہ ہوا ہے ؟ ostrich یعنی شتر مرغ کے بارے میں جو انہوں نے لکھا ہے، پوری دنیا کی definition کو اگر مان لیا جائے تو وہ اسے پرندہ کہتے ہیں اور اگر ہم اپنے وزیر قانون کی definition کو تسلیم کریں تو وہ اسے جانور کہتے ہیں۔ اب یہ پاکستان کا native پرندہ یا جانور دونوں صورتوں میں پاکستان کا native نہیں ہے بلکہ یہ دنیا کے کچھ اور علاقوں افریقہ وغیرہ کا ہے۔ اب ہمارے یہاں پہلے ہی۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت (جناب محمد تجمل حسین): اب کافی بات ہو گئی ہے۔

جناب سپیکر: آپ کیا کرتے ہیں، ان کو interrupt کیوں کر رہے ہیں؟ میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ ان کو interrupt نہ کریں یہ ان کا right ہے۔ Let him speak.

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب والا! میں عرض کروں گا کہ The Punjab Wildlife (Protection, Preservation, Conservation and Management) Act 1974 کے تحت اس کو پاکستان میں import کرنا بھی جرم ہے، اس کی تجارت بھی جرم ہے، اس کی sale اور purchase بھی جرم ہے اس کو رکھنا بھی جرم ہے جب تک کہ اس کا لائسنس لے کر ایسا نہ کیا جائے۔ اب مجھے یہ نہیں پتا کہ contradictory to that law جو کہ exotic کی definition کے اندر ostrich آتا ہے۔ اب پتا نہیں وزیر قانون کو اس کی slaughter کے معاملے میں اس کی کیا ضرورت پیش آئی ہے کہ اس کا تذکرہ اس کے اندر ضرور کرنا چاہتے ہیں۔ اس کے علاوہ دوسری بات یہ ہے جو portion انہوں نے دیا ہے domesticated in captivity کے اندر جس کی میں نے ابھی بات کی ہے کیا یہ اس کی بھی وضاحت فرمادیں گے؟

جناب سپیکر! تیسری بات یہ ہے کہ ان کو اس ترمیم سے کوئی specific فائدہ یا نقصان ہو گا اس کی وضاحت بھی یہ ضرور فرمادیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: تشریف رکھیں، ان سے پوچھتے ہیں۔ جناب وزیر قانون! آپ سے دو وضاحتیں مانگ رہے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! گورنمنٹ کی شتر مرغ سے دوستی ہے نہ دشمنی ہے گورنر صاحب ایسے ہی اعتراضات لگاتے رہتے ہیں۔ اب ان کا اعتراض آپ دیکھیں کہ کیا ہے؟ "چونکہ شتر مرغ پاکستان کا آبائی جانور نہ ہے اس لئے وہ کہتے ہیں کہ اس کو شامل نہ کیا جائے جبکہ پوری دنیا میں شتر مرغ کا جانور فروخت ہوتا ہے اور اس کی farming بھی کی جاتی ہے، اس کے علاوہ ہمارے ملک کی گوشت کی جو ضروریات ہیں ان کو پیش نظر رکھتے ہوئے اگر شتر مرغ کی farming کو allow کیا جائے اور slaughter Act میں اس کو cover کر کے اس کا گوشت لوگوں کو فراہم کیا جائے تو نہ صرف اس سے گوشت کی ضروریات پوری ہوں گی بلکہ شتر مرغ کا گوشت ویسے بھی صحت کے لئے بہت موزوں ہے۔

جناب سپیکر: مہربانی۔

چودھری احسان الحق نولاٹیا: جناب والا! میری بات کا جواب نہیں دیا گیا۔ یہ اس کی وضاحت فرما دیں کہ اس کی domesticated in captivity کے اندر اور کیا کیا چیزیں ہیں؟

جناب سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں گوشت کی کمی کو پورا کرنے کے لئے ہم اس کی farming کرانا چاہتے ہیں۔

چودھری احسان الحق نولاٹیا: جناب والا! اس کے لئے تو کنٹرول ایکٹ موجود ہے۔

جناب سپیکر: اس کے بغیر تو ہو ہی نہیں سکتا۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): نولاٹیا صاحب! ہن تسی بہہ جاؤ۔

MR SPEAKER: Manda Sahib! This is not good for you and be careful in future.

The motion moved and the question is:

> "That the Punjab Animals Slaughter Control (Amendment) Bill 2012, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2)(b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor.

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Since the motion for reconsideration of the Bill has been carried and no specific amendment has been proposed in any Clause of the Bill, Minister for Law may move the motion for passage of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

> "That the Punjab Animal Slaughter Control (Amendment) Bill 2012, as originally passed by the Assembly be passed again."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Animal Slaughter Control (Amendment) Bill 2012, as originally passed by the Assembly be passed again."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Animals Slaughter Control (Amendment) Bill 2012, as originally passed by the Assembly, be passed again."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

مسودہ قانون نصاب تعلیم اتھارٹی پنجاب مصدرہ 2012

MR SPEAKER: Now, we take up the Punjab Curriculum Authority Bill 2012 (Bill No.1 of 2012). Minister for Law may move the motion for reconsideration of the message of the Governor.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:** Mr Speaker! I move:

"That the Punjab Curriculum Authority Bill 2012, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2)(b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor.

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Curriculum Authority Bill 2012, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2)(b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor.

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر!۔۔۔

MR SPEAKER: What you said? Opposed?

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جی۔

جناب سپیکر: If so then you should say! جی، نولاٹیا صاحب!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! I oppose!

جناب سپیکر: جی، نولاٹیا صاحب!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: شکریہ۔ جناب سپیکر! اس بل میں بھی انہوں نے statement of object کو clarify نہیں کیا۔ اس سے پہلے اس subject سے متعلقہ پنجاب کے دو قوانین موجود ہیں ان کی موجودگی میں Punjab Curriculum Authority Bill 2012 کی معزز وزیر قانون کو کیا ضرورت پیش آئی ہے؟ پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ بھی اس سے متعلقہ matters کو پہلے deal کر رہا ہے۔ The Provincial Bureau of Curriculum and CRDC میں بھی اس سے concerning matters deal کئے جا رہے ہیں۔ اب ان دونوں کی موجودگی میں معزز وزیر قانون اور حکومت کو The Punjab Curriculum Authority Bill 2012 کی جو ضرورت پیش آئی ہے معزز وزیر قانون اس کی تھوڑی سی وضاحت فرما دیں۔ Maintenance of Standards of Education in the Punjab کے دو portion ہیں۔ پوری دنیا میں modernization and scientific research کی شکل میں ایجوکیشن کی جو نئی چیزیں آ گئی ہیں ان کے مطابق curriculum کو modernize کرنا، اسے evaluate کرنا analysis کرنا اور اسے modern طریقوں کے تحت change کرنے کے portion کو Maintenance of Standards of Education in the Punjab کہتے ہیں۔ دوسرا portion ہے کہ curriculum میں standards طے کر دیئے گئے ہیں یا جن standards کے تحت کسی سٹوڈنٹس کو evaluate کیا جاتا ہے کہ اس نے ستر فیصد نمبر لئے ہیں یا تینتیس فیصد نمبر لئے ہیں اس کو maintain کرنے کا اختیار یقیناً صوبائی حکومت کا ہے کہ Maintenance of Standards of Education کا تعلق implementation سے ہے، governance سے ہے اور ایڈمنسٹریشن کی خوبصورتی کے ساتھ ہے لیکن پوری دنیا کے اندر curriculum کو modernization and research کی شکل میں جو new ideas ہیں ان کے تحت curriculum کو update کرنا صوبائی حکومت کے دائرہ اختیار میں

نہیں آتا۔ میں معزز وزیر قانون کی توجہ دلاؤں گا کہ پہلے بھی بار بار کہا کرتے تھے کہ after 18th, 19th amendment Concurrent List ختم کر دی گئی ہے اور Federal Legislative List I and II پر جن subjects کا تذکرہ کر دیا گیا ہے ان پر قانون سازی پنجاب یا دوسرے صوبے نہیں کر سکیں گے لیکن اس کے علاوہ جتنے بھی subjects ہیں ان میں پنجاب اور باقی صوبے قانون سازی کریں گے۔ میں معزز وزیر قانون کی توجہ فیڈرل کی Second Legislative List پر دلاؤں گا کہ Standards in Institutions for Higher Education, Research, Scientific and Technical Institutions اب Federal Legislative List کے مطابق یہ وفاقی حکومت کے دائرہ اختیار میں آتا ہے کہ وہ اس پر قانون سازی کرے اور یہ صوبوں کے دائرہ اختیار میں نہیں آتا۔ اگر معزز وزیر قانون Maintenance of Standards کی definition، curricula کو update کرنا سمجھ رہے ہیں تو یہ غلط ہے۔ اگر اس طے شدہ standard کو تعلیمی اداروں میں maintain کرنے کی بات کریں تو یقیناً وہ صوبوں کے دائرہ اختیار میں آتا ہے۔ میں گزارش کروں گا کہ ان تین باتوں کی وضاحت فرما دیں اس کے بعد جو انہوں نے سوچا ہے اس کو یہ پاس تو کر ہی لیں گے۔ میں ایک بات کا تذکرہ کر کے اجازت چاہوں گا کہ قیام پاکستان کے وقت تمام تعلیمی اختیارات صوبوں کے پاس تھے اور صوبے اپنے اپنے culture اپنی اپنی زبان اور اپنے اپنے حالات و واقعات کے مطابق اپنا curriculum set کیا کرتے تھے لیکن پاکستان کی تاریخ میں جو 1971 کا ایک بہت بڑا سانحہ ہوا وہاں پر دانشوروں نے یہ طے کیا اور محسوس کیا کہ اگر ایجوکیشن federal subject ہوتا، اگر curricula ملکی سطح پر بنتا تو وہ بنگالی، پنجابی، سندھی، بلوچی یا پشتون سطح پر نہ بنتا تو شاید اتنی وسیع مقدار کے اندر نئی قوم کو provincialism یا صوبائی عصبیت کی ایجوکیشن نہ ہوتی بلکہ ملکی سطح کی ہوتی۔ 1971 کے سانحہ کے بعد ایجوکیشن اور ایجوکیشن کے curricula کو اور ایجوکیشن کے سلیبس کو صوبوں سے اٹھا کر فیڈرل کو دے دیا گیا۔ خدا نہ کرے خدا نہ کرے اگر اب بھی کسی صوبے کے اندر جیسا کہ کسی حد تک ہے اس کو ختم کرنے کے لئے curricula set کرنے، سلیبس set کرنے کے اختیارات صوبوں کی بجائے مرکز کو ہونے چاہئیں جیسا کہ Federal Legislative List کے اندر ہیں۔ میں معزز وزیر قانون سے استدعا کروں گا کہ ہر جگہ پر اپنی ضد کریں لیکن سلیبس کے معاملے میں نہ کریں۔ شکریہ

رائے محمد شاہجہان خان: جناب سپیکر! میں اس میں کچھ add کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، رائے صاحب!

رائے محمد شاہجہان خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! گورنر صاحب نے اپنے پیغام میں کہا ہے کہ پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ already پنجاب میں exist کرتا ہے اس لئے یہ اس کے functions کو overlap کرے گا یہ wastage of efforts ہو گا اور ان کے پاس وہ expertise بھی نہیں ہوں گے جو ملک گیر سلیبس کو ہم آہنگ کر سکیں اور جیسے میرے بھائی نولاٹیا صاحب نے فرمایا کہ صوبوں میں مختلف سلیبس نہیں ہونا چاہئے اس لئے اسے فیڈرل کا domain رہنے دیا جائے اور پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کا آئندہ کیا function ہو گا، اس کا مستقبل کیا ہو گا؟ اس سے اس کا failure بھی سامنے آتا ہے کہ ایک ایسا بورڈ موجود تھا جو ہمارے curricula کو update کرتا رہتا تھا لیکن وہ اپنے functions میں fail ہوا ہے لہذا یہ بھی وضاحت کر دی جائے کہ اس نئے قانون کے بعد اس کا کیا function ہو گا۔

جناب سپیکر: جی رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ایک ہی بات ہے جو انہوں نے جو دو تین ضمن میں یا دو تین طریقوں سے کی ہے۔ گورنر صاحب کا یہ اعتراض ہے کہ مجوزہ قانون ایک وفاق کے Federal Legislative List کے ضمن نمبر (Part-II)12 میں درج ہے پر بنایا گیا ہے چونکہ اس میں یونیورسٹی کا بھی ذکر ہے۔ اس subject پر موجودہ وفاقی قانون جو کہ 1976 کا ہے موجود ہے اور صوبائی اسمبلی اس پر قانون سازی نہ کر سکتی ہے۔ یہ ان کا basic اعتراض ہے۔ اس کے متعلق جو ہمارا موقف ہے جو کہ درست ہے کہ نصاب پر جو وفاقی قانون بذریعہ ایکٹ 1976 موجود ہے وہ تنسیخ شدہ Concurrent Legislative List کے ضمن نمبر 38 کے تحت بنایا گیا ہے۔ یہ ضمن نمبر 12 کے تحت نہیں ہے۔ ہم نے 12 کے Part-II کو touch نہیں کیا۔ یہ Concurrent List کے ضمن نمبر 38 کے تحت بنایا گیا ہے اور اب اس وقت جو Federal Legislative List ہے اس میں ضمن نمبر 38 کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

MR SPEAKER: Yes, agreed.

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Curriculum Authority Bill 2012, as originally passed by the Assembly and returned by the

Governor under Article 116(2)(b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Since the motion for reconsideration of the Bill has been carried and no specific amendment has been proposed in any Clause of the Bill, Minister for Law may move the motion for passage of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That the Punjab Curriculum Authority Bill 2012, as originally passed by the Assembly, be passed again."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Curriculum Authority Bill 2012, as originally passed by the Assembly, be passed again."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Curriculum Authority Bill 2012, as originally passed by the Assembly, be passed again."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

جناب سپیکر: Houseکا وقت ایک گھنٹہ اور بڑھایا جاتا ہے۔

مسودہ قانون (ترمیم) (انضباط) ترقیاتی اداروں کی فروخت اراضی مصدرہ 2012

MR SPEAKER: Now, we take up the Disposal of Land by Development Authorities (Regulation) (Amendment) Bill 2012 (Bill No.10 of 2012).

Minister for Law may move the motion for consideration of the message of the Governor.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

> "That the message of the Governor in respect of the Disposal of Land by Development Authorities (Regulation) (Amendment) Bill 2012, as originally passed by the Assembly on 21-06-2012 be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the message of the Governor in respect of the Disposal of Land by Development Authorities (Regulation) (Amendment) Bill 2012, as originally passed by the Assembly on 21-06-2012 be taken into consideration at once."

Minister for Law may move the motion for reconsideration of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

> "That the Disposal of Land by Development Authorities (Regulation) (Amendment) Bill 2012 , as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2)(b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Disposal of Land by Development Authorities (Regulation) (Amendment) Bill 2012, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2)(b) of the Constitution, be

reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

CH. EHSAN-UL-HAQ-AHSAN NOLATIA: Sir, I oppose it.

جناب سپیکر: نولاٹیا صاحب نے اس کو oppose کیا ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! اس میں again وہی بات ہے۔ اس کی statement of objects بڑی ambiguous ہے اور اس میں انہوں نے پوری تفصیل بیان نہیں کی ہے۔ یہ اگر Disposal of Land by Development Authorities کرنا چاہتے ہیں تو انہیں چاہئے تھا کہ ان Authorities کے جو اپنے Bills موجود ہیں ان کے اندر ہی اس کا تذکرہ کر دیتے کہ ان کی land کو کس procedure کے تحت dispose of کیا جائے گا۔ اب انہوں نے چند کا تذکرہ تو کر دیا ہے کہ:

"Development Authority" means the Lahore Development Authority (LDA), the Bahawalpur Development Authority, the Dera Ghazi Khan Development Authority, an authority established under the Development of Cities Act, 1976…"

جناب سپیکر! انہوں نے Development of Cities Act,1976 کے تحت قائم شدہ Development Authorities کا ذکر کیا ہے اگر ان سب کے نام بھی لکھ دیئے جاتے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں تھا۔ جس طرح Bahawalpur Development Authority, Dera Ghazi Khan اور ایل ڈی اے کا تذکرہ کیا گیا ہے اگر Act,1976 کے تحت بننے والی Authorities کا بھی تفصیل سے ذکر کر دیتے تو یہ اور زیادہ clarified ہو جاتا۔

جناب سپیکر! دوسرا انہوں نے اس میں جو ترمیم تجویز کی ہے یہ بڑی عجیب ہے اور پتا نہیں اس کے اندر ان کی کیا فلاسفی ہے؟ پہلے غریب لوگوں کا پانچ فیصد حصہ تھا اب اس کو انہوں نے کم کر کے تین فیصد کر دیا ہے۔ اس حوالے سے گورنر صاحب کا message ہے کہ:

(iv) As per existing Section 4(b)(2)(vi) of the Disposal of Land by Development Authorities (Regulation) Act, 1998, 5 percent plots falling in the zone of up to 5 marla have been reserved for the destitute (by

ballot), whereas the said quota of plots is being decreased upto 3 percent under the proposed Bill in Clause 4(b)(2)(vii).

یہ amendment غریبوں کے ساتھ معزز وزیر قانون کی خصوصی محبت کی غماز ہے۔اگر یہ اس ایک amendment کو واپس لے لیں تو شاید ان کے نامہ اعمال میں غریبوں کے لئے کوئی خوش خبری لکھی جائے۔ شکریہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناءاللہ خان):جناب سپیکر!نولاٹیا صاحب نے ذکر کیا ہے کہ جن Authorities کا قیام Act,1976 کے تحت کیا گیا ہے ان کے نام نہیں لکھے گئے۔وہ تو understood ہے اس Act کے تحت جو Authorities بنی ہیں جیسے FDA,GDA اور MDA وغیرہ یہ سب اس میں شامل ہیں۔جہاں تک انہوں نے quota کی بات کی ہے تو اس حوالے سے میں پوری تفصیل ان کے سامنے رکھ دیتا ہوں جس سے معلوم ہو جائے گا کہ موجودہ حکومت عام آدمی کو زیادہ سے زیادہ benefit کرنا چاہتی ہے۔اس میں پولیس کے لئے دو فیصد quota دیا گیا ہے جبکہ تمام سرکاری اداروں کے ملازمین کے لئے علیحدہ سے دو فیصد quota مختص کیا گیا ہے۔یہ سب لوگ poor class میں ہی آتے ہیں۔اسی طرح فوجیوں کے لئے پانچ فیصد،حاضر اور ریٹائرڈ ملازمین کے لئے علیحدہ سے پانچ فیصد quota رکھا گیا ہے۔اقلیتوں کے لئے ایک فیصد اور نادار افراد کے لئے تین فیصد quota رکھا گیا ہے۔اس طرح سے یہ کل 20 فیصد quota special categories کے لئے مختص کیا گیا ہے اور باقی اسی فیصد بھی عام آدمی کے لئے ہے۔۔۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:کیا پولیس بھی غرباء میں شمار ہوتی ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناءاللہ خان):یہ پلاٹ قرعہ اندازی کے ذریعے دیئے جائیں گے اس اسی فیصد میں کوئی allotment نہیں ہے یعنی یہ نہیں ہے کہ اسی فیصد حکومت یا وہ ادارہ اپنی مرضی سے الاٹ کرے گا۔اس کی بالکل شفاف قرعہ اندازی ہوگی اور وہ بھی عام آدمی کو ہی ملے گا۔

MR SPEAKER: The motion moved and the question is:

"That the Disposal of Land by Development Authorities (Regulation) (Amendment) Bill 2012 , as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2) (b) of the Constitution, be

reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Since the motion for reconsideration of the Bill has been carried and no specific amendment has been proposed in any Clause of the Bill. Minister for Law may move the motion for passage of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That the Disposal of Land by Development Authorities (Regulation) (Amendment) Bill 2012, as originally passed by the Assembly be passed again."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Disposal of Land by Development Authorities (Regulation) (Amendment) Bill 2012, as originally passed by the Assembly be passed again."

The motion moved and the question is:

"That the Disposal of Land by Development Authorities (Regulation) (Amendment) Bill 2012, as originally passed by the Assembly be passed again."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed)

کورم کی نشاندہی

رائے محمد شاہجہان خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں کورم کی نشاندہی کرتا ہوں کیونکہ اس وقت ایوان میں کورم نہیں ہے۔

جناب سپیکر: .very sad چلیں، ٹھیک ہے۔ چونکہ کورم کی نشاندہی ہو گئی ہے اس لئے گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

ایوان میں کورم نہیں ہے اس لئے پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے لہذا اب کارروائی شروع کی جاتی ہے۔

مسودات قانون

(جو دوبارہ زیر غور لائے گئے)

(---جاری)

مسودہ قانون(ترمیم)پنجاب زرعی یونیورسٹیاں مصدرہ 2012

MR SPEAKER: Now, we take up the Punjab Agriculture Universities (Amendment) Bill 2012. Minister for Law may move the motion for consideration of the message of the Governor.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move!

> "That the message of the Governor in respect of Punjab Agriculture Universities (Amendment) Bill 2012, as originally passed by the Assembly on 21st June 2012, be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The message of the Governor in respect of Punjab Agriculture Universities (Amendment) Bill 2012 is taken into consideration at once. Minister for Law may move the motion for reconsideration of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move!

> "That the Punjab Agriculture Universities (Amendment) Bill 2012, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2) (b) of the

Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Agriculture Universities (Amendment) Bill 2012, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2) (b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

MR MUHAMMAD HAFEEZ AKHTAR CHAUDHARY: I oppose it, Sir.

CH EHSAN-UL-HAQ AHSAN NOLATIA: I also oppose it.

MR SPEAKER: Opposed. Carry on please now.

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ پنجاب میں دوسری یونیورسٹیوں میں وائس چانسلر کی age 60 years ہے تو صرف ایگریکلچر یونیورسٹیوں میں age 65 years کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی۔ 65 year کا مطلب یہ ہے کہ وہ 69 age years تک وائس چانسلر رہ سکتا ہے۔ میں یہ کہنا چاہوں گا کہ صرف ایک وائس چانسلر کو protect کرنے کے لئے اس legislation کی ضرورت پیش آئی جبکہ باقی یونیورسٹیوں میں وائس چانسلر کی age limit 60 years ہے اور اس میں age limit 65 years کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ ایشیاء کی سب سے بڑی ایگریکلچر یونیورسٹی کے وائس چانسلر کو protect کرنے کے لئے آئین میں یہ ترمیم کی جا رہی ہے۔ یہ وائس چانسلر اُس یونیورسٹی میں چیئرمین کے عہدے پر رہے ہیں، نہ ڈین رہے ہیں لیکن اُنہیں وائس چانسلر لگا دیا گیا۔ میں اُن کا نام نہیں لینا چاہ رہا لیکن اُنہیں protect کرنے کے لئے آئین میں یہ ترمیم کی جا رہی ہے۔ میں وزیر قانون موصوف سے گزارش کروں گا کہ یہ اتنی بڑی زیادتی نہ کی جائے بلکہ اگر legislation کی ضرورت ہے تو وہ تمام یونیورسٹیوں میں وائس چانسلر کی limitage کے حوالہ سے equal ہونی چاہئے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، نولاٹیا صاحب!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! پاکستان کے اندر تمام سرکاری ملازمین کی retirement age 60 years ہے۔

Article 25 (1). All citizens are equal before law and are entitled to equal protection of law. (2) There shall be no discrimination on the basis of sex. (3) Nothing in this Article shall prevent the state from making any special provision for the protection of women and children.

جناب سپیکر! چاہئے تو یہ کہ اگر یہ پاکستان کے کسی چھوٹے سے چھوٹے ملازم کو ساٹھ سال سے زیادہ کام نہیں کرنے دیتے تو یقیناً جوڈیشری کو بھی 60 سال سے زیادہ کام نہیں کرنا چاہئے اور وائس چانسلرز کو بھی 60 سال سے زیادہ کام نہیں کرنا چاہئے۔ ہاں البتہ اگر یہ چاہتے ہیں کہ ان لوگوں کی عمر بڑھا دی جائے تو اس کے لئے سپیشل کیڈر کر دیا جائے۔ یہ تو اس سے بڑی discrimination ہے کہ باقی تمام یونیورسٹیوں کے لئے کوئی دیگر قانون ہو یا یہ یہاں پر ایسی legislation کر رہے ہوتے کہ تمام یونیورسٹیوں کے وائس چانسلرز کی عمر کو 65 یا 70 سال کرتے تو شاید کسی حد تک یہ بات قابل غور ہوتی۔

جناب سپیکر! جب اس معزز ایوان کو کسی ایک فرد کو protect کرنے کے لئے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اس کو پڑھیں تو اس میں Agriculture Universities ہیں، یہ ایک یونیورسٹی کی بات نہیں ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! کیا یہاں صرف Agriculture Universities ہی ہیں، کیا یہاں Technology University نہیں ہے؟ یہاں UET ہے اور پنجاب یونیورسٹی بھی ہے۔ اگر یہ سمجھتے ہیں تو پھر ان سب کے لئے بھی ایسا ہی کیا جاتا۔

جناب سپیکر! اصل میں جب اسمبلی کو tool کے طور پر کسی ایک فرد کے لئے یا افراد کے گروپ کے لئے استعمال کیا جائے تو غلط ہے۔ اس سے پہلے جس طرح اس اسمبلی میں ایک DCO کو accommodate کرنے کے لئے D.C.O's کی تقرری کا جو معاملہ لوکل گورنمنٹ آرڈیننس کے اندر تھا وہاں شرط یہ تھی کہ 20 گریڈ کا فرد D.C.O ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ D.C.O لگانے کے لئے کسی گریڈ کی ضرورت نہیں ہے۔ اب یہ مادر پدر آزاد ہیں یہ دوسرے گریڈ کا D.C.O لگا دیں، 21 گریڈ کا لگا

دیں، 22 گریڈ کا لگا دیں یا 10 گریڈ کا لگا دیں صرف ایک فرد کو oblige کرنے کے لئے ایسا کیا گیا جس کو غیر قانونی طور پر انہوں نے DCO لاہور لگایا تھا۔

جناب سپیکر! انہوں نے legislation کی ہے وہ کیوں کی ہے؟ صرف اس لئے کی ہے کہ ایک فرد یا افراد کے ایک گروپ کو protect کرنے کے لئے اس ایوان کو tool کے طور پر استعمال کیا گیا ہے۔ اب یہ ایوان as a tool استعمال ہونے کے لئے تیار نہیں ہے۔ یہ discrimination کی انتہا ہے کہ اگر یونیورسٹیوں کے لئے یہ کرنا تھا تو پھر سب کے لئے کرتے۔ اب legislation تو اس حد تک develop ہو چکی ہے کہ لوگ ہر جوڈیشری کے لئے کہتے ہیں کہ ان کی عمر بھی 65 سال سے کم کر کے 60 سال کی جائے۔

جناب سپیکر: نولاٹیا صاحب! آپ مجھے ایک بات بتائیں کہ Do you believe in democracy? اگر میں ایک put question کرتا ہوں اور اس کے جواب میں مجھے majority ہاں میں جواب دیتی ہے تو پھر میں کیا کر سکتا ہوں؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! majority مجھے بات کرنے سے تو نہیں روک سکتی۔

جناب سپیکر: نہیں نہیں۔ یہ بات تو ٹھیک ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! آپ تو مجھے بات کرنے سے روک رہے ہیں۔ Majority یہ Bill تو پاس کر سکتی ہے لیکن یہ مجھے بات کرنے سے تو نہیں روک سکتی۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اپنے اپوزیشن کے دوستوں سے یہ عرض کروں گا کہ یہاں اس معزز ایوان میں کسی غلط فہمی یا غلط اور بے بنیاد information کی بنیاد پر بات نہیں کرنی چاہئے اور اس information کو پہلے verify کرنا چاہئے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ تمام یونیورسٹیوں میں وائس چانسلر کی عمر 65 سال تک محدود کی جا رہی ہے۔ اس سے پہلے یہ unlimited تھی۔ Arid University Rawalpindi کا وائس چانسلر پچھلے بارہ سال سے چلا آ رہا ہے، انجینئرنگ یونیورسٹی کے وائس چانسلر کی عمر تقریباً 75 سال سے زائد ہے۔ اس کا پہلے سپریم کورٹ نے notice لیا تھا پھر اس پر باقاعدہ ایک high level Committee بنی۔ یہ کمیٹی سپریم کورٹ کی ہدایات کی روشنی میں بنی اور وائس چانسلر کی عمر کو 65 سال تک محدود کیا گیا ہے۔ یہ پہلے unlimited تھی۔

جناب سپیکر! اس کے بعد یہ فرماتے ہیں کہ زرعی یونیورسٹی کے وائس چانسلر کو accommodate کرنے کے لئے 65 سال عمر کی جارہی ہے جبکہ زرعی یونیورسٹی کے وائس چانسلر 60 سال سے کم ہیں تو 65 سال عمر کی حد کرنے سے اس کو accommodate کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس کے علاوہ جہاں تک اس کی تقرری کا تعلق ہے تو اس کی تقرری through Search Committee ہوئی ہے اور وہ تقرری جنوری 2007 میں ہماری گورنمنٹ کے آنے سے پہلے ہوئی ہے۔ اب اس ترمیم میں صرف عمر کو محدود نہیں کیا جارہا بلکہ اس کے ساتھ ساتھ Search Committee کا جو concept ہے جو پہلے صرف rules میں تھا اور گورنمنٹ کی مرضی پر تھا کہ وہ اس کمیٹی کے ذریعے selection کرے یا نہ کرے لیکن اب اس کو law کا حصہ بنایا جارہا ہے اور یہ تمام یونیورسٹیوں میں بنایا جارہا ہے۔ آج تین زرعی یونیورسٹیوں کے علاوہ University of Health Sciences اور King Edward Medical University کے Bills بھی ہیں۔ ان یونیورسٹیوں میں وائس چانسلرز کا tenure ختم ہو چکا ہے اس لئے ان کے Bills فوری طور پر لائے گئے ہیں باقی تمام یونیورسٹیوں میں بھی عمر کو 65 سال تک limit کیا جارہا ہے۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Agricultural Universities (Amendment) Bill 2012, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2)(b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Since the motion for reconsideration of the Bill has been carried and no specific amendment has been proposed in any Clause of the Bill. Minister for Law may move the motion for passage of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

> "That the Punjab Agricultural Universities (Amendment) Bill 2012, as originally passed by the Assembly be passed again."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Agricultural Universities (Amendment) Bill 2012, as originally passed by the Assembly be passed again."

> The motion moved and the question is:

> "That the Punjab Agricultural Universities (Amendment) Bill 2012, as originally passed by the Assembly be passed again."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

(نعرہ ہائے تحسین)

مسودہ قانون (ترمیم) یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز لاہور مصدرہ 2012

MR SPEAKER: Now, we take up the University of Health Sciences, Lahore (Amendment) Bill 2012 (Bill No. 16 of 2012). Minister for Law may move the motion for consideration of the message of the Governor.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

> "That the message of the Governor in respect of the University of Health Sciences, Lahore (Amendment) Bill 2012, as originally passed by the Assembly on 21-06-2012, be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The message of the Governor in respect of the University of Health Sciences, Lahore (Amendment) Bill 2012, is taken

into consideration at once. Minister for Law may move the motion for reconsideration of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

> "That the University of Health Sciences, Lahore (Amendment) Bill 2012, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2)(b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the University of Health Sciences, Lahore (Amendment) Bill 2012, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2)(b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

CH. EHSAN-UL-HAQ AHSAN NOLATIA: I oppose it.

جناب سپیکر: جی، نولاٹیا صاحب!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! پنجاب کی دوسری تمام یونیورسٹیوں اور University of Health Sciences کے work اور scope میں فرق ہے۔ University of Health Sciences میڈیکل کالجوں کے طالبعلوں کے داخلوں اور امتحانات کے نظام کو دیکھتی ہے۔ یہ پنجاب کے سرکاری اور غیر سرکاری میڈیکل کالجوں کی Degree Awarding University ہے جو پنجاب میں Health Education دے رہے ہیں۔ دوسری طرف King Edward Medical College University بن چکی ہے Degree Awarding Institution ہے۔ انہوں نے اس میں amendment یہ کی ہے کہ یہ یونیورسٹی میں چیف ایگزیکٹو کو ہٹا کر وائس چانسلر مقرر کرنا چاہتے ہیں۔ باقی تمام یونیورسٹیاں students کو پڑھاتی ہیں، اُن کے admission ہوتے ہیں اور باقاعدہ اُن کے scope اور work کے اندر فرق ہے جبکہ یہ یونیورسٹی صرف examination لیتی ہے یا میڈیکل کالجوں کے اندر داخلوں کو monitor کرتی ہے۔ میرے

خیال میں اس یونیورسٹی میں وائس چانسلر کی بجائے چیف ایگزیکٹو ہی ہو تو اس سے کچھ different situationپیدا ہوتی ہے جیسا کہ اِن کے scopeکے اندر فرق ہے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز نے کلاسوں کا اجراء کیا ہے اس لئے وہاں پر ایجوکیشن کی ترسیل بھی شروع کر دی گئی ہے۔ دوسری بات یہ کہ وائس چانسلر کے ہوتے ہوئے چیف ایگزیکٹو کے تقرر کی ضرورت نہیں ہے بلکہ اگر ایسا کیا جائے تو پھر وہاں پر contradictionہو گا۔ چیف ایگزیکٹو کے تمام اختیارات وائس چانسلر ہی استعمال کرے گا۔

MR SPEAKER: The motion moved and the question is:

> "That the University of Health Sciences, Lahore (Amendment) Bill 2012, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2)(b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Since the motion for reconsideration of the Bill has been carried and no specific amendment has been proposed in any Clause of the Bill, Minister for Law may move the motion for passage of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

> "That the University of Health Sciences, Lahore (Amendment) Bill 2012, as originally passed by the Assembly be passed again."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the University of Health Sciences, Lahore (Amendment) Bill 2012, as originally passed by the Assembly be passed again."

The motion moved and the question is:

"That the University of Health Sciences, Lahore (Amendment) Bill 2012, as originally passed by the Assembly be passed again."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

(نعرہ ہائے تحسین)

مسودہ قانون (ترمیم) کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی مصدرہ 2012

MR SPEAKER: Now, we take up the King Edward Medical University (Amendment) Bill 2012 (Bill No. 17 of 2012). Minister for Law may move the motion for reconsideration of the message of the Governor.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That the message of the Governor in respect of the King Edward Medical University (Amendment) Bill 2012, as originally passed by the Assembly on 21-06-2012 be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the message of the Governor in respect of the King Edward Medical University (Amendment) Bill 2012, as originally passed by the Assembly on 21-06-2012 be taken into consideration at once."

Minister for Law may move the motion for reconsideration of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That the King Edward Medical University (Amendment) Bill 2012, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article

116(2)(b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the King Edward Medical University (Amendment) Bill 2012, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2)(b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

CH. EHSAN-UL-HAQ AHSAN NOLATIA: I oppose.

MR SPEAKER: Opposed. Carry on please.

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! اس میں main amendments کا جو حصہ ہے وہ appointment, reinstatement یا suspension جیسے تمام اختیارات گورنر یعنی چانسلر سے لے کر چیف ایگزیکٹو پنجاب کو دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ اب اس میں صوبائی حکومت وضاحت یہ کرتی ہے کہ اٹھارہویں، انیسویں اور بیسویں ترمیم کے تحت اختیارات صوبہ کے چیف ایگزیکٹو کو دیئے گئے ہیں۔ مجھے معزز لاء منسٹر صاحب یہ بتادیں کہ وہ کون سی شق ہے جس کے تحت یونیورسٹیوں کے Executives کی تقرری کے اختیارات صوبہ کے چیف ایگزیکٹو کو دیئے گئے ہیں؟ اٹھارہویں اور انیسویں ترمیم پر implementation کے لئے ایک Implementation Commission بنا ہے اُس Implementation Commission کی سفارشات ہیں جن کی روشنی میں Provincial Subjects صوبوں اور Federal Subjects وفاق کو دیئے گئے ہیں۔ اب یہ اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ یونیورسٹیوں کا چانسلر گورنر ہوگا لیکن اس بات کو تسلیم نہیں کرتے کہ چانسلر کے پاس وائس چانسلر کی تقرری کا اختیار ہوگا یا نہیں ہوگا۔ اگر معزز لاء منسٹر صاحب اس بات پر بضد ہیں تو کم از کم Implementation Commission کی رپورٹ ضرور بتائیں جس نے وائس چانسلر کی تقرری کے اختیارات چانسلر سے صوبہ کے چیف ایگزیکٹو کو دیئے ہیں۔ دوسری بات یہ کہ اٹھارہویں اور انیسویں ترمیم کے اندر اگر ایسی کوئی شق ہے تو اُس کی بھی وضاحت فرمادیں۔ تیسرا انہوں نے اس Bill کے ذریعے Treasurer کی post کے اختیارات بھی وائس چانسلر کو شفٹ کئے ہیں جو غالباً اس سے پہلے

چانسلر کے پاس ہوا کرتے تھے۔لاء منسٹر صاحب اِن دونوں باتوں کی وضاحت کر دیں کہ ہمارے خادمِ اعلیٰ اختیارات کی اتنی ہوس کیوں رکھتے ہیں؟ شکریہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر!میرے محترم بھائی نولاٹیا صاحب کے شاید علم میں نہیں ہے کہ یہ Constitutional controversy پچھلے دو سال میں تقریباً تین مواقع پر عدالت عالیہ اور عدالت عظمیٰ میں لائی گئی۔پنجاب کے جو پہلے گورنر رہے ہیں انہوں نے اور موجودہ گورنر نے بھی از خود ہی اس بات کا فیصلہ کر لیا کہ ہم یونیورسٹیوں کے معاملات میں advice of the Chief Minister پابند نہیں ہیں اور انہوں نے یونیورسٹیوں کے وائس چانسلر کی تقرری میں اپنی من مانی شروع کر دی اور وزیر اعلیٰ کی advice کے برعکس وائس چانسلر کی تقرریاں کیں۔یہ معاملہ ہائیکورٹ میں گیا اور ultimately سپریم کورٹ سے decide ہوا اور اُس فیصلے میں آئین کے متعلقہ Articles کی تشریح کرتے ہوئے سپریم کورٹ اور ہائیکورٹ نے یہ decide کیا کہ Governor as Chancellor is bound to act on the advice of the Chief Minister جس کی بنیاد پر یہ ساری amendments ہوئیں۔

MR SPEAKER: The motion moved and the question is:

> "That the King Edward Medical University (Amendment) Bill 2012, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2)(b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Since the motion for reconsideration of the Bill has been carried and no specific amendment has been proposed in any Clause of the Bill, Minister for Law may move the motion for passage of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That the King Edward Medical University (Amendment) Bill 2012, as originally passed by the Assembly be passed again."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the King Edward Medical University (Amendment) Bill 2012, as originally passed by the Assembly be passed again."

The motion moved and the question is:

"That the King Edward Medical University (Amendment) Bill 2012, as originally passed by the Assembly be passed again."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

(نعرہ ہائے تحسین)

مسودات قانون

(جو زیر غور لائے گئے)

مسودہ قانون انفارمیشن ٹیکنالوجی یونیورسٹی پنجاب مصدرہ 2012

MR SPEAKER: Now, we take up the Information Technology University of the Punjab Bill 2012 (Bill No. 18 of 2012). Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the Information Technology University of the Punjab Bill 2012, as recommended by the Standing Committee on Education, be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Information Technology University of the Punjab Bill 2012, as recommended by the Standing Committee on Education, be taken into consideration at once.

Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

"That the Information Technology University of the Punjab Bill 2012, as recommended by the Standing Committee on Education, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! point of clarification

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: شکریہ۔ جناب سپیکر! جو بل سٹینڈنگ کمیٹی کو بھیجا گیا تھا وہ ٹیکنالوجی یونیورسٹی سیالکوٹ کا بل تھا اور جب وہاں سے واپس آیا تو انفارمیشن ٹیکنالوجی کے نام تھا۔ وزیر قانون صاحب اس کی وضاحت فرمادیں کہ انفارمیشن ٹیکنالوجی اور ٹیکنالوجی میں کوئی فرق سمجھتے ہیں؟

جناب سپیکر! وہ بل بنیادی طور پر ٹیوٹا(TEVTA) کے اداروں میں سے ایک ادارہ یونیورسٹی کے طور پر بنایا گیا تھا جو کہ انڈسٹری ڈیپارٹمنٹ کو جانا چاہئے تھا کیونکہ ٹیوٹا(TEVTA) کے معاملات صوبائی حکومت کا محکمہ انڈسٹری deal کرتا ہے۔ اب ٹیکنالوجی یونیورسٹی کا بل سٹینڈنگ کمیٹی کو بھیجا گیا تو اسے ہائر ایجوکیشن کو بھیج دیا گیا۔ انفارمیشن ٹیکنالوجی ڈیپارٹمنٹ صوبے کے اندر ایک علیحدہ ڈیپارٹمنٹ ہے تو معزز وزیر قانون صاحب یہ فرمادیں کہ انفارمیشن ٹیکنالوجی ہائر ایجوکیشن اور انڈسٹری ڈیپارٹمنٹ کے scope of work میں کیا فرق ہے، کیا ایک ڈیپارٹمنٹ کا بل سٹینڈنگ کمیٹی میں جاکر دوسرے ڈیپارٹمنٹ کے طور پر پاس ہو کر آسکتا ہے؟

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثنا اللہ خان):جناب سپیکر!اس کا parent department ہائرایجوکیشن ہی تھااور ہے۔جہاں تک اس میں سٹینڈنگ کمیٹی کے اختیارات کی بات کرنے کے متعلق یہ بات کر رہے ہیں تو اس سٹینڈنگ کمیٹی میں نولاٹیا صاحب کی جماعت یا اپوزیشن well represented تھی۔اگرانہیں کوئی اعتراض تھاتو وہاں پر کرنا چاہیئے تھا۔اب سٹینڈنگ کمیٹی نے اس میں جوamendment proposeکی ہے وہClause 4میں ہےاور جب Clause 4 under considerationآئے گی تو میں اس پرmoveکروں گا۔

MR SPEAKER: Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

> "That the Information Technology University of the Punjab Bill 2012, as recommended by the Standing Committee on Education, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR SPEAKER: Second reading starts. We take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from Minister for Law. Minister for Law may move it.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFARIS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

> "That in Clause 4 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Education, in para (a) for the words "the Information Technology University of the

Punjab" occurring in line one, the words "Information Technology" be substituted."

MR SPEAKER: The amendment moved is:

"That in Clause 4 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Education, in para (a) for the words "the Information Technology University of the Punjab" occurring in line one, the words "Information Technology" be substituted."

The amendment moved and the question is

"That in Clause 4 of the Bill as recommended by Standing Committee on Education, in para (a) for the words "the Information Technology University of the Punjab" occurring in line one, the words "Information Technology" be substituted."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Now, the question is:

"That Clause 4 of the Bill, as amended do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 5

MR SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 5 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 6

MR SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 6 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 7

MR SPEAKER: Now, Clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 7 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 8

MR SPEAKER: Now, Clause 8 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 8 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 9

MR SPEAKER: Now, Clause 9 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 9 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 10

MR SPEAKER: Now, Clause 10 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 10 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 11

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر!اس میں میری ایک amendment ہے۔

MR SPEAKER: Now, Clause 11 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from Minister for Law. Minister for Law may move it.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFARIS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker I move:

"That in Clause 11 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, in sub-clause (1) for the word "sixty", occurring in line one, the words "sixty five" be substituted.

MR SPEAKER: The amendment moved is:

"That in Clause 11 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, in sub-clause (1) for the word "sixty", occurring in line one, the words "sixty five" be substituted .

نولاٹیا صاحب! چلنے دیں۔

چودھری احسان الحق نولاٹیا: جی، چلنے دیں۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:

"That in Clause 11 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, in sub-clause (1) for the word "sixty", occurring in line one, the words "sixty five" be substituted.

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Now, the question is:

"That Clause 11 of the Bill, as amended, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 12

MR SPEAKER: Now, Clause 12 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 12 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 13

MR SPEAKER: Now, Clause 13 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 13 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 14

MR SPEAKER: Now, Clause 14 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 14 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 15

MR SPEAKER: Now, Clause 15 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 15 of the Bill do stand part of the Bill.”

(The motion was carried.)

CLAUSE 16

MR SPEAKER: Now, Clause 16 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 16 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 17

MR SPEAKER: Now, Clause 17 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 17 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 18

MR SPEAKER: Now, Clause 18 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 18 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 19

MR SPEAKER: Now, Clause 19 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 19 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 20

MR SPEAKER: Now, Clause 20 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 20 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 21

MR SPEAKER: Now, Clause 21 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 21 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 22

MR SPEAKER: Now, Clause 22 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 22 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 23

MR SPEAKER: Now, Clause 23 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 23 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 24

MR SPEAKER: Now, Clause 24 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 24 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 25

MR SPEAKER: Now, Clause 25 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 25 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 26

MR SPEAKER: Now, Clause 26 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 26 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 27

MR SPEAKER: Now, Clause 27 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 27 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 28

MR SPEAKER: Now, Clause 28 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 28 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 29

MR SPEAKER: Now, Clause 29 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 29 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 30

MR SPEAKER: Now, Clause 30 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 30 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 31

MR SPEAKER: Now, Clause 31 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 31 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 32

MR SPEAKER: Now, Clause 32 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 32 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 33

MR SPEAKER: Now, Clause 33 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 33 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 34

MR SPEAKER: Now, Clause 34 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 34 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 35

MR SPEAKER: Now, Clause 35 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 35 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 36

MR SPEAKER: Now, Clause 36 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 36 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 37

MR SPEAKER: Now, Clause 37 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 37 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 38

MR SPEAKER: Now, Clause 38 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 38 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR SPEAKER: Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Now, third reading starts. Time is extended for 10 minutes.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the Information Technology University of the Punjab Bill 2012, as amended, be passed."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Information Technology University of the Punjab Bill 2012, as amended, be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Information Technology University of the Punjab Bill 2012, as amended, be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill, as amended, is passed.)

مسودہ قانون(دوسری ترمیم)پنجاب گورنمنٹ سرونٹس ہاؤسنگ فاؤنڈیشن مصدرہ2012

MR SPEAKER: First reading starts. Now, we take up the Punjab Government Servants Housing Foundation (2nd Amendment) Bill 2012 (Bill No.11 of 2012). Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

> "That the Punjab Government Servants Housing Foundation (Second Amendment) Bill 2012, as recommended by the Standing Committee on Services and General Administration, be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Government Servants Housing Foundation (Second Amendment) Bill 2012, as recommended by the Standing Committee on Services and General Administration, be taken into consideration at once."

Since there is no amendment in it, the question is:

> "That the Punjab Government Servants Housing Foundation (Second Amendment) Bill 2012, as recommended by the Standing Committee on Services and General Administration, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR SPEAKER: Second reading starts. We take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 5

MR SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 5 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 6

MR SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 6 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 7

MR SPEAKER: Now, Clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 7 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 8

MR SPEAKER: Now, Clause 8 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 8 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Now, third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the Punjab Government Servants Housing Foundation (Second Amendment) Bill 2012 be passed."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Government Servants Housing Foundation (Second Amendment) Bill 2012 be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Government Servants Housing Foundation (Second Amendment) Bill 2012 be passed.

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب کورٹ آف وارڈز مصدرہ 2012

MR SPEAKER: First reading starts. Now, we take up the Punjab Court of Wards (Amendment) Bill 2012 (Bill No.5 of 2012). Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the Punjab Court of Wards (Amendment) Bill 2012, as recommended by the Standing Committee on Revenue, Relief and Consolidation, be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Court of Wards (Amendment) Bill 2012, as recommended by the Standing Committee on Revenue, Relief and Consolidation, be taken into consideration at once."

Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Punjab Court of Wards (Amendment) Bill 2012, as recommended by the Standing Committee on Revenue, Relief and Consolidation, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR SPEAKER: Second reading starts. We take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Now, third reading start. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the Punjab Court of Wards (Amendment) Bill 2012 be passed."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Court of Wards (Amendment) Bill 2012 be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Court of Wards (Amendment) Bill 2012 be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

MR SPEAKER: Now, we take up the Punjab Civil Servants (Amendment) Bill 2011 (Bill No.47 of 2011) Minister for Law!

قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ (2)225 کے تحت مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب سول سرونٹس مصدرہ 2011 کے تسلسل کے لئے خصوصی حکم کی تحریک

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That a special order be made under Rule 225 (2) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, for the continuance of the Punjab Civil Servants (Amendment) Bill 2011."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That a special order be made under Rule 225(2) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, for the continuance of the Punjab Civil Servants (Amendment) Bill 2011."

The motion moved and the question is:

"That the special order be made under Rule 225(2) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, for the continuance of the Punjab Civil Servants (Amendment) Bill 2011."

(The motion was carried.)

مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب سول سرونٹس مصدرہ 2011

MR SPEAKER: Now, first reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the Punjab Civil Servants (Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Services and General Administration, be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Civil Servants (Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Services and General Administration, be taken into consideration at once."

وقت 20 منٹ کے لئے مزید بڑھایا جاتا ہے۔

Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

"That the Punjab Civil Servants (Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Services

and General Administration, be taken into consideration
at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR SPEAKER: Second reading starts. We take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Now, third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the Punjab Civil Servants (Amendment) Bill 2011
be passed.

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Civil Servants (Amendment) Bill 2011 be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Civil Servants (Amendment) Bill 2011 be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

جناب سپیکر: آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے لہذا اب اجلاس بروز جمعرات مورخہ 19۔جولائی 2012 صبح 10 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

309

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،19۔جولائی2012

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ سکولز ایجوکیشن)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

سرکاری کارروائی

(اے) مسودات قانون کا پیش کیا جانا

1۔ مسودہ قانون پنجاب میٹرو بس اتھارٹی 2012

ایک وزیر مسودہ قانون پنجاب میٹرو بس اتھارٹی 2012 ایوان میں پیش کریں گے۔

2۔ مسودہ قانون زکوٰۃ و عشر پنجاب 2012

ایک وزیر مسودہ قانون زکوٰۃ و عشر پنجاب 2012 ایوان میں پیش کریں گے۔

3۔ مسودہ قانون (ترمیم) موشن پکچرز پنجاب 2012

ایک وزیر مسودہ قانون (ترمیم) موشن پکچرز پنجاب 2012 ایوان میں پیش کریں گے۔

(بی) مسودات قانون پر غور وخوض اور منظوری

مسودہ قانون (ترمیم) کارکردگی، نظم وضبط اور احتساب ملازمین پنجاب 2011 (مسودہ قانون نمبر 50 بابت 2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) کارکردگی، نظم وضبط اور احتساب ملازمین پنجاب 2011، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے سروسز وانتظام عمومی نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فوری طور پر زیرِ غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) کارکردگی، نظم وضبط اور احتساب ملازمین پنجاب 2011 منظور کیا جائے۔

311

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا انتالیسواں اجلاس

جمعرات، 19-جولائی 2012

(یوم الخمیس، 28-شعبان المعظم 1433ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں دوپہر 12 بج کر 9 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ o

مَآ اَصَابَ مِنۡ مُّصِيۡبَةٍ اِلَّا بِاِذۡنِ اللّٰهِ ؕ وَمَنۡ يُّؤۡمِنۡۢ بِاللّٰهِ
يَهۡدِ قَلۡبَهٗ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَىۡءٍ عَلِيۡمٌ ﴿۱۱﴾ وَاَطِيۡعُوا اللّٰهَ وَ
اَطِيۡعُوا الرَّسُوۡلَ ۚ فَاِنۡ تَوَلَّيۡتُمۡ فَاِنَّمَا عَلٰى رَسُوۡلِنَا الۡبَلٰغُ
الۡمُبِيۡنُ ﴿۱۲﴾ اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلۡيَتَوَكَّلِ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۱۳﴾
يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِنَّ مِنۡ اَزۡوَاجِكُمۡ وَاَوۡلَادِكُمۡ عَدُوًّا لَّكُمۡ
فَاحۡذَرُوۡهُمۡ ۚ وَاِنۡ تَعۡفُوۡا وَتَصۡفَحُوۡا وَتَغۡفِرُوۡا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ
رَّحِيۡمٌ ﴿۱۴﴾

سورة التّغَابُن آیات 11 تا 14

کوئی مصیبت نازل نہیں ہوتی مگر اللہ کے حکم سے اور جو شخص اللہ پر ایمان لاتا ہے وہ اس کے دل کو ہدایت دیتا ہے۔ اور اللہ ہر چیز سے باخبر ہے (11) اور اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ اگر تم منہ پھیر لو گے تو ہمارے پیغمبر کے ذمے تو صرف پیغام کا کھول کھول کر پہنچا دینا ہے (12) اللہ (جو معبود برحق ہے اس) کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں تو مومنوں کو چاہیئے کہ اللہ ہی پر بھروسا رکھیں (13) مومنو! تمہاری عورتیں اور اولاد میں سے بعض تمہارے دشمن (بھی) ہیں سو ان سے بچتے رہو۔ اور اگر معاف کر دو اور درگزر کرو اور بخش دو تو اللہ بھی بخشنے والا مہربان ہے (14)

وما علینا الا البلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

جس کی دربار محمدؐ میں رسائی ہو گی
اُس کی قسمت پہ فدا ساری خُدائی ہو گی
سانس لیتا ہوں تو آتی ہے مہک طیبہ کی
یہ ہوا کوچہ سرکارؐ سے آئی ہو گی
دل تڑپ جائے گا اے زائر بطحا تیرا
تیری جس وقت مدینے سے جُدائی ہو گی

سوالات

(محکمہ سکولزایجوکیشن)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے اور آج کے ایجنڈا پر محکمہ سکولز ایجوکیشن سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور اُن کے جوابات دیئے جائیں گے۔ پہلا سوال محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ کا ہے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! سوال نمبر 2062

پی پی۔143، 144 میں پرائیویٹ سکولوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2062: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر سکولزایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) حلقہ پی پی۔143 اور 144 میں کتنے پرائیویٹ سکولز ہیں جن کی محکمہ تعلیم کے پاس رجسٹریشن موجود ہے، ان کے ناموں کی مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) مذکورہ حلقہ میں کتنے ایسے پرائیویٹ سکول ہیں جن کی سال 2008 تک رجسٹریشن نہیں ہوئی اور کیوں وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر سکولزایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) حلقہ پی پی 143، 144 میں 228 سکول ہیں، جن کی رجسٹریشن محکمہ تعلیم کے پاس موجود ہے ان کے ناموں کی مکمل تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ حلقہ میں 38 سکول ایسے ہیں جو کہ رجسٹرڈ تو ہیں لیکن ان کی رجسٹریشن 2008 تک نہیں ہوئی۔ ایسے اداروں کو رجسٹریشن میں توسیع کے لئے دفتر ہذا کی طرف سے جاری کردہ نوٹس نمبری 319/A.D.(Acad) مورخہ 07-01-2011 کے تحت یاددہانی کرا دی گئی ہے۔ (لسٹ کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! میں نے اس سوال کے جز (ب) میں پوچھا تھا کہ 2008 تک ان سکولوں کی رجسٹریشن نہیں ہوئی ان کی وجوہات بتائی جائیں۔ وزیر موصوف بتا دیں کہ انہوں نے 2008 تک اُن کی رجسٹریشن کیوں نہیں کی؟

جناب سپیکر: جی، وزیر تعلیم!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! جب بھی کوئی نیا سکول کھلتا ہے تو انہوں نے تین مہینے کے اندر ہمیں رجسٹریشن کے لئے apply کرنا ہوتا ہے۔ میں معزز ممبر کو بتانا چاہوں گا کہ اس وقت تمام سکول رجسٹرڈ ہو چکے ہیں۔ کئی دفعہ تین ماہ سے چھ ماہ تک بھی delay ہو جاتا ہے مگر محکمہ ان کو notices وغیرہ بھیجتا رہتا ہے۔ جیسا کہ ہم نے جز (ب) میں بتایا ہے کہ پی پی۔143 اور 144 میں تمام پرائیویٹ سکول اس وقت رجسٹرڈ ہیں۔ ان میں سے انیس سکولوں کی رجسٹریشن کی توسیع ہو گئی ہے، سترہ سکول کی توسیع ابھی pending ہے اور ان میں سے دو سکول close ہو چکے ہیں۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! 2008 تک جن سکولوں کی رجسٹریشن نہیں ہوئی تھی محکمہ اُن کے اوپر چیک اینڈ بیلنس کا بھی کوئی procedure رکھتا ہے کیونکہ پرائیویٹ سکول من مانی فیسیں لیتے ہیں اور حکومت کے پاس کئی کئی سال اپنی رجسٹریشن بھی نہیں کرواتے تو کیا ڈیپارٹمنٹ کوئی ایسا ارادہ رکھتا ہے کہ ان کے خلاف کوئی ایکشن لیا جائے اور جو سکول تین ماہ کے بعد بھی رجسٹریشن نہیں کرواتے اُنہیں سیل کرنے کا بھی بندوبست کیا جائے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر تعلیم!

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! یہ پبلک ویلفیئر کا کام ہوتا ہے اور سکولوں میں بچے پڑھ رہے ہوتے ہیں اور جس طرح معزز ممبر فرما رہی ہیں کہ گلی محلوں میں پرائیویٹ سکول ہوتے ہیں وہاں پر کافی تعداد میں بچے ہوتے ہیں تو ہم اُن کو notices دیتے ہیں۔ تین ماہ کے لئے تو اُن کے پاس time limit ہوتی ہے جس دوران انہوں نے اپنا رجسٹریشن کا procedure complete کرنا ہوتا ہے۔ ہمارے ای ڈی او آفس کے لوگ رجسٹریشن کے criteria کے مطابق visit کرتے ہیں تو پھر وہ انہیں بتاتے ہیں کہ آپ کی بلڈنگ یا فلاں چیز میں نقص ہے وہ جب اپنی تمام formalities پوری کر لیتے ہیں تو پھر اُس سکول کو رجسٹر کیا جاتا ہے۔ ہمارے پاس اختیار ہے کہ ہم سکول کو سیل کر سکتے ہیں لیکن normally ایسی practice اس لئے نہیں کی جاتی کہ وہاں بچے پڑھ رہے ہوتے ہیں۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! میں ان سے بالکل متفق ہوں کہ وہاں بچے پڑھ رہے ہوتے ہیں لیکن کیا حکومت کا یہ کام نہیں کہ وہاں پر جو آدمی بزنس کر رہا ہے اُس سے ٹیکس کی وصولی بھی کی

جائے؟ وہ وہاں سے اچھی خاصی فیسیں وصول کر لیتے ہیں لیکن حکومت کے پاس رجسٹرڈ ہوتے ہیں نہ حکومت کو ٹیکس دیتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر تعلیم!

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ہر سکول کی رجسٹریشن لازمی ہے اور محکمہ کے لوگ گاہے بگاہے اُن سکولوں میں جاتے بھی ہیں اور اگر کسی سکول کی رجسٹریشن میں کوئی دیر ہو رہی ہوتی ہے تو وہ ہمارا criteria meet نہیں کر رہے ہوتے۔ معزز ممبر نے ٹیکس کے حوالہ سے بات کی ہے تو یہ سکول مختلف مدات میں اپنے ٹیکس ادا کر رہے ہوتے ہیں۔ انہوں نے جس علاقہ کے سکولوں کے بارے میں پوچھا ہے وہاں پر اتنے higher fee سکول نہیں ہیں، یہاں کے زیادہ تر low fee سکول ہیں۔

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے وزیر موصوف سے یہ جاننا چاہ رہی ہوں کہ رجسٹریشن کا criteria کیا ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ لاہور میں بہت سارے ایسے پرائیویٹ ادارے ہیں جنہوں نے چھوٹے چھوٹے گھر کرائے پر لے کر سکول کھولے ہوئے ہیں اور باہر سڑکوں اور گرین ایریا پر encroachment کر کے راستے بند کئے ہوتے ہیں جس کی وجہ سے خاص طور پر گلبرگ کے علاقہ میں ٹریفک کے بہاؤ میں خلل پڑتا ہے تو کیا وزیر موصوف اس مسئلہ کی طرف کوئی توجہ دیں گے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر تعلیم!

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جہاں تک encroachment کا تعلق ہے تو متعلقہ محکمہ جیسے ڈسٹرکٹ گورنمنٹ اور ایل ڈی اے گاہے بگاہے اپنی کارروائیاں کرتے رہتے ہیں۔ معزز ممبر کی یہ بات درست ہے کہ پنجاب کے لاہور شہر میں سب سے زیادہ پرائیویٹ سکول ہیں اور نئے سکول بھی بڑی تیزی سے بن رہے ہیں کیونکہ یہاں پر گورنمنٹ سکولوں کی تعداد کم ہے۔ معزز ممبر نے رجسٹریشن کا criteria پوچھا ہے تو رجسٹریشن کے حوالہ سے ہمارا پورا criteria ہے میں ابھی ان کو اُس کی کاپی دے دیتا ہوں، یہ اُس کو دیکھ لیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال بھی محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ کا ہے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! سوال نمبر 2234

ٹاؤن شپ لاہور سکولوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2234: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ٹاؤن شپ لاہور میں لڑکوں کے کتنے ہائی سکول ہیں اور یہ سکول کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) ٹاؤن شپ لاہور میں لڑکیوں کے کتنے ہائی سکول ہیں، یہ سکول کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ج) ٹاؤن شپ لاہور میں پائے جانے والے سکولوں میں کل کتنا سٹاف ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ٹاؤن شپ لاہور میں لڑکوں کے چار سکول ہیں۔

1- گورنمنٹ ہائی سکول ٹاؤن شپ لاہور

2- گورنمنٹ ہائی سکول 13 بلاک ٹاؤن شپ لاہور

3- گورنمنٹ نیا مدرسہ ہائی سکول سیکٹر D-1 ٹاؤن شپ لاہور

4- سی ڈی جی ایل ہائی سکول ٹاؤن شپ لاہور

(ب) ٹاؤن شپ لاہور میں لڑکیوں کے چار سکول ہیں۔تفصیل درج ذیل ہے:۔

1- گورنمنٹ تہذیب البنات ہائی سکول ٹاؤن شپ لاہور

2- گورنمنٹ گرلز ہائی سکول بلاک 2 سیکٹر D-1 ٹاؤن شپ لاہور

3- گورنمنٹ گرلز ہائی سکول ٹاؤن شپ لاہور

4- گورنمنٹ پریکٹسنگ گرلز ہائی سکول ٹاؤن شپ لاہور

(ج) ٹاؤن شپ لاہور میں پائے جانے والے سکولوں میں اساتذہ کی کل تعداد 301 ہے نان ٹیچنگ سٹاف کی تعداد 57 ہے۔کل سٹاف کی تعداد 358 ہے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! زیر غور سوال پر میرا کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی. No supplementary, disposed of. جناب محمد نوید انجم!

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! On his behalf, Question No. 3866 (معزز ممبر نے جناب محمد نوید انجم کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

لاہور۔ملازمین درجہ چہارم محکمہ تعلیم کی ترقی کا مسئلہ

*3866: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ تعلیم کے دفاتر ہال روڈ لاہور میں جولائی 2008 کے دوران ملازمین درجہ چہارم کے ان سروس کوٹا پر بحیثیت جونیئر کلرک ترقی کے لئے محکمانہ ٹیسٹ/انٹرویو ہوئے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ تمام کارروائی کے بعد درجہ چہارم کے کسی ایک ملازم کو بھی بحیثیت کلرک ترقی نہ دی گئی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان سروس کوٹا پر بحیثیت کلرک ترقی کے لئے درجہ چہارم کے جملہ ملازمین کے کیس نئے سرے سے ایک بار پھر تیار کرنے کے احکامات جاری کئے گئے ہیں؟

(د) کیا حکومت جولائی 2008 میں لئے گئے ٹیسٹ کی بنیاد پر تیار میرٹ لسٹ کے مطابق درجہ چہارم کے ملازمین کی بحیثیت کلرک ان سروس کوٹا پر ترقی کے احکامات جاری کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) درست ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔

(ج) درست نہ ہے۔

(د) ان سروس کوٹا پر بحیثیت کلرک ترقی کے سلسلہ میں 25 جونیئر کلرکوں کی تقرری کرنی تھی 275 ملازمین کا ٹیسٹ 20-09-2009 میں لیا گیا ان میں سے 9 ملازمین نے ٹائپ ٹیسٹ پاس کیا ان کی تقرری کے احکامات نمبری A-1/14839 مورخہ 23-10-2009 کے تحت جاری کر دیئے گئے ہیں۔ (کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

اس کے بعد آرڈر نمبر A-I-2010/8175 مورخہ 13-07-2010 کو سات ملازمین کو جونیئر کلرک کے طور پر تعینات کیا گیا۔ (کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

آرڈر نمبر EAD(G)/2011/3162 مورخہ 15-04-2011 کے تحت 17 ملازمین درجہ چہارم کو جونیئر کلرک کے طور پر تعینات کیا گیا۔ (کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! انہوں نے 2009 میں جونیئر کلرکوں کو ترقی دینی تھی تو 275 کلرکوں نے محکمانہ ٹیسٹ دیا جن میں سے صرف 9 ملازمین ان کے معیار پر پورے اُتر سکے جنہیں ترقی دی گئی۔

میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ باقی لوگوں کی ترقی کا معاملہ ابھی تک وہیں رُکا ہوا ہے یا محکمہ نے کوئی نئی بھرتیاں کی ہیں مجھے اُس کا current status بتادیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر تعلیم صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ in service کوٹا کی ملازمتیں ہوتی ہیں اور اس میں کلرکوں کے لئے ہمارا ٹائپنگ کا criteria بنایا گیا تھا۔ اس کے مطابق پچیس میں سے نو ملازمین اس پر پورے اترے ان کو تعینات کر دیا گیا۔ ان کا دوبارہ چھ مہینے کے بعد ٹیسٹ لیا گیا۔ ہم چھ چھ مہینے کے بعد process چلا رہے ہیں۔ یہ سوال specifically لاہور سے متعلقہ ہے اس لئے لاہور کے حوالے سے میں ان کو بتا دیتا ہوں کہ حاضر سروس ملازمین کا 20 فیصد کوٹا promotion کے لئے ہوتا ہے۔ اس وقت ہمارے پاس 73 کا کوٹا بنتا تھا اور 46 ملازم promote ہو چکے ہیں باقی سیٹیں ابھی خالی ہیں۔ ان کے لئے ہم دوبارہ ٹیسٹ لیں گے جو میرٹ کے criteria کو achieve کر لیں گے ان کو promote کر دیا جائے گا۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! جز(ج) کا جواب آیا ہے کہ یہ درست نہیں ہے جبکہ وزیر صاحب کہہ رہے ہیں کہ ایسا ہوتا ہے اور ہر چھ مہینے کے بعد ہم ملازمین کو promote کرتے ہیں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جز(ج) کے جواب میں جو "نہ" لکھا گیا ہے یہ typing mistake ہے۔ میں اس کے لئے محکمہ یا اسمبلی کی طرف سے معذرت کرتا ہوں۔ میں نے اس کو چیک کیا ہے۔ اس کا جواب "درست نہ ہے" کے بجائے جواب "درست ہے۔"

جناب سپیکر: جواب میں درست ہے لکھ دیا جائے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! جز(ج) میں ایک بات تفصیلاً پوچھی گئی ہے کہ ان سروس کوٹا پر بحیثیت کلرک ترقی کے لئے درجہ چہارم کے جملہ ملازمین کے کیس نئے سرے سے ایک بار پھر تیار کرنے کے احکامات جاری کئے گئے ہیں؟ اس کا جواب یہ نہیں بنتا کہ درست نہ ہے۔ وہ بتائیں کہ کیس تیار کئے گئے ہیں یا نہیں کئے گئے یا یہ ہماری پالیسی کا حصہ نہیں ہے، یہ کیا بات ہوئی کہ یہ درست نہ ہے اور یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ typing mistake ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! mistake ہو سکتی ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! آپ دیکھیں کوئی mistake نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آپ اس بات کو چھوڑیں۔ انہوں نے کہہ دیا ہے کہ جز(ج) کا جواب درست ہے۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! جز(ب) میں پوچھا گیا ہے کہ کیا یہ درست ہے کہ تمام کارروائی کے بعد درجہ چہارم کے ایک ملازم کو بھی بحیثیت کلرک ترقی نہ دی گئی؟ اس کا جواب دیا گیا ہے کہ یہ درست نہ ہے۔ اگر یہ درست نہ ہے تو پھر کتنے کلرک اس کوٹا کے تحت امتحان دے کر کلرک بنے ہیں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جز(ب اور ج) دونوں میں جو "نہ" لکھا ہوا ہے یہ typing mistake ہے۔ جز(ب اور ج) کا جواب "درست ہے۔" "درست نہ ہے" نہیں ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! یہ معافی مانگیں۔

جناب سپیکر: نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ غلطی میرے دفتر سے ہو گئی ہو۔ آئندہ احتیاط کی جائے۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں اس چیز کو admit کر رہا ہوں اور ان کو صحیح جواب دے رہا ہوں جو یہ پوچھ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اگلا سوال جناب شیر علی خان کا ہے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 3968 ہے۔

جہلم، گورنمنٹ ہائی سکول ملیار پنڈ داد نخان میں بے قاعدگیوں کی تفصیلات

*3968: جناب شیر علی خان: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حکومت کی طرف سے چھٹی سے دسویں تک داخلہ فیس کتنی ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ ہائی سکول ملیار تحصیل پنڈ داد نخان ضلع جہلم میں چھٹی سے دسویں تک داخل ہونے والے طالب علموں سے فیس کے علاوہ فی کس 100 روپے داخلہ فیس وصول کی جا رہی ہے اور پیپر کی attestation کے لئے علیحدہ فیس وصول کی جاتی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس سکول کے نویں اور دسویں جماعت کے طلباء جنہوں نے بورڈ کا امتحان امسال دیا ہے، ان سے زبردستی چندہ وصول کیا گیا ہے کہ اس سے امتحان لینے والے عملہ کو کھانا اور دیگر entertainment کرنی ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس ناجائز چندہ اور فیس کی وصولی کے لئے اعلیٰ افسران کو درخواستیں دی گئی ہیں مگر کوئی کارروائی ذمہ داران کے خلاف نہیں ہوئی ہے؟

(ہ) کیا حکومت اس سلسلہ میں انکوائری کروانے اور ذمہ داران کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) کوئی داخلہ فیس نہ ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔

(د) یہ درست نہ ہے۔

(ہ) انکوائری کے بعد کوئی بھی بات ثابت نہ ہوئی ہے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! جز(د) میں پوچھا گیا تھا کہ کیا یہ بھی درست ہے کہ اس ناجائز چندہ اور فیس کی وصولی کے لئے اعلیٰ افسران کو درخواستیں دی گئی ہیں مگر کوئی کارروائی ذمہ داران کے خلاف نہیں ہوئی ہے؟ اس پر محکمہ کا جواب ہے کہ یہ درست نہ ہے۔ اس کے بعد جز(ہ) کے جواب میں انہوں نے لکھا ہے کہ انکوائری کے بعد کوئی بھی بات ثابت نہ ہوئی جب درخواست ہی نہیں دی گئی تھی تو انکوائری کیوں کی گئی؟

جناب سپیکر: جی، وزیر تعلیم!

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اس پر ایک محکمانہ انکوائری ہوئی ہے۔ میرے پاس اس کی رپورٹ بھی ہے۔ اس انکوائری میں کوئی ایسی چیز نظر نہیں آئی جو انہوں نے فیس اور چندہ کے حوالے سے کہا تھا کہ وہاں پر وہ اکٹھا کرتے ہیں۔ اس محکمانہ انکوائری میں طالبعلموں اور اساتذہ کے بیانات لئے گئے ہیں۔ ان کی میرے پاس کاپی موجود ہے۔ اگر یہ کہیں تو وہ کاپی میں ان کو دے سکتا ہوں۔

جناب سپیکر: شیخ علاؤالدین صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں وزیر صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس قسم کی درخواستیں آتی ہیں۔ میں ثابت کر سکتا ہوں کہ جب خود وزیر صاحب ایک ایسے institution میں جا کر گاڑیوں کی چابیاں دیں

گے جو ناجائز جگہ پر بنا ہوا ہے اور ایسے سکولوں کالجوں کو promote کریں گے جو لوگوں کو لوٹ رہے ہیں۔ میں ذمہ داری سے یہ بات کر رہا ہوں۔ میرا وزیر صاحب سے سوال ہے کہ جوہر ٹاؤن میں جس سکول میں یہ گئے تھے کیا وہ سکول ناجائز نہیں بنا ہوا اور کیا وہاں جا کر وزیر صاحب نے چابیاں نہیں دیں؟ اس قسم کی applications پر وزیر صاحب نے کیا action لینا ہے۔ میں ثابت کر سکتا ہوں کہ یہ KIPS College میں گئے تھے۔ اسی طرح لاہور میں جتنے ناجائز سکول اور کالج بنے ہوئے ہیں وہ وزیر صاحب کے علم میں ہیں۔ وہ والدین کو لوٹ رہے ہیں۔ اگر آپ کو کوئی کسی ایسے institution میں بلائے گا تو مجھے پتا ہے کہ آپ نہیں جائیں گے۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں نہیں گیا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اگر یہ نہیں گئے تو میں resign کرتا ہوں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ان سے فوری طور پر resign لے لیں میں ان کے کالج نہیں گیا۔ یہ جس function اور ادارے کی بات کر رہے ہیں انہوں نے الحمراء ہال نمبر۔1 میں function رکھا تھا۔ میں وہاں پر گیا ہوں میں ان کے ادارے KIPS College میں آج تک نہیں گیا۔ میں یہاں پر on oath کہہ رہا ہوں کہ میں ان کے کسی ادارے میں نہیں گیا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! کیا یہ KIPS College کو promote نہیں کر رہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ اب resign کریں۔ میں تو الحمراء میں ان کے function میں گیا تھا۔ مجھے نہیں پتا کہ وہ سکول ناجائز جگہ پر بنا ہوا ہے۔ مجھے تو یہ پتا ہے کہ یہ resign نہیں کریں گے۔

جناب سپیکر: میں نے ان کے resign کی بات accept نہیں کی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! کیا انہوں نے KIPS College کو promote نہیں کیا؟ کیا ان کو being Minister وہاں جانا چاہئے جو کالج ایک ناجائز جگہ پر بنا ہوا ہے۔ اس کا ایک مسئلہ تو parents کے لئے ہے اور دوسرا LDA کے لئے ہے۔ کیا ہمارے Minister کو کسی ایسے institution کو promote کرنا چاہئے؟ جناب شیر علی خان صاحب کا سوال پرائیویٹ سکولوں اور کالجوں کے حوالے سے entertainment کی مد میں چندہ وصول کرنے سے متعلق ہے۔ میں نے وزیر صاحب سے direct بات کی ہے کہ کیا وہ ایسے institutions کو promote نہیں کر رہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میرے پاس اس کا جواب ہے شیخ صاحب over smart نہ بنا کریں۔ یہ over smart بنتے ہیں۔ میں پورے وثوق سے کہہ رہا ہوں کہ یہ یہاں پر غلط ہیں۔ اس سکول کی بچی نے بورڈ میں top کیا تھا اور وہ C.M House میں بھی آئے تھے۔ یہ پھر بولیں کہ ان کو C.M صاحب نے کیوں بلایا تھا؟ ان بچوں کو C.M House میں میڈل اور prizes دیئے گئے۔ اگر ایک بچہ top کرتا ہے تو ہم سکول کو promote نہیں کرتے بلکہ top کرنے والے students کو promote کرتے ہیں۔ انہوں نے مجھے الحمراء میں بلایا تھا اپنے کسی ادارے میں نہیں بلایا تھا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ پھر سارے پرائیویٹ سکولوں کو promote کریں۔ یہ پھر ان کو regularize بھی کرائیں۔ میری عرض یہ ہے کہ ان کا مؤقف بالکل غلط ہے۔

جناب سپیکر: جن کا result اچھا ہو گا وہاں یہ جائیں گے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ جس act کی protection لے رہے ہیں وہ لوگوں کو لوٹ رہے ہیں اور یہ ان کو promote کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: مہربانی۔ اگلا سوال بھی شیر علی خان صاحب کا ہے۔ جی، شیر علی خان صاحب!

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 3969 ہے۔

جہلم، گورنمنٹ ہائی سکول ملیار کے اساتذہ ملازمین سے پے سلپ فیس وصولی کی تفصیلات

*3969: جناب شیر علی خان: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا حکومت کی طرف سے فراہم کردہ پے سلپ کی فیس مقررہ ہے اگر ہاں تو کتنی ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ ہائی سکول ملیار تحصیل پنڈ دادنخان ضلع جہلم کے اساتذہ اور دیگر درجہ چہارم کے ملازمین سے ماہانہ 50 روپے پے سلپ فیس وصول کی جاتی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس سکول کے سٹاف نے اپنے اعلیٰ افسران کو اس ناجائز وصولی کے لئے درخواستیں دیں مگر متعلقہ ذمہ داران کے خلاف کوئی کارروائی نہ ہوئی ہے؟

(د) کیا حکومت اس سلسلہ میں انکوائری کر کے متعلقہ ذمہ داران کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) کوئی فیس مقرر نہ ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔

(د) انکوائری کے بعد کوئی بھی بات ثابت نہ ہوئی ہے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! اس سوال میں بھی اسی طرح درخواست دی گئی اور سٹاف کی طرف سے درخواستیں دی گئیں لیکن محکمہ کہتا ہے کہ کوئی درخواست نہیں دی گئی۔ اس میں بھی شاید انہوں نے محکمانہ انکوائری کی ہے اور اس میں سب کو انہوں نے exonerate کر دیا ہے۔ یہ سوال 2009 کا ہے اور جواب 2012 میں آیا ہے۔ کیا وزیر صاحب بتائیں گے کہ یہ انکوائری کب کی گئی؟

جناب سپیکر: جی، وہ پوچھ رہے ہیں کہ انکوائری کب کی گئی ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جب جواب بھیجا گیا تب شاید انکوائری نہیں ہوئی تھی۔ یہ 13-12-2011 کو انکوائری ہوئی ہے جس کی ساری رپورٹ میرے پاس ہے۔ پچھلا سوال بھی اسی سے متعلقہ تھا جس پر میں نے ان کو کہا تھا کہ جب ہم نے یہ جواب بھیجا تھا تب انکوائری نہیں ہوئی تھی۔ اس کی latest position یہ ہے کہ انکوائری ہو گئی ہے کیونکہ جب دوبارہ درخواستیں آئیں تو پھر مورخہ 13-12-2011 کو انکوائری ہوئی۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! دونوں کی ایک ہی انکوائری ہوئی تھی یا علیحدہ علیحدہ ہوئی تھی کیونکہ complaints علیحدہ علیحدہ ہیں؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! وہ پوچھ رہے ہیں کہ دونوں کی علیحدہ علیحدہ انکوائری ہوئی تھی یا اکٹھی ہوئی تھی؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! انہوں نے جو دونوں سوال کئے ہیں، ان دونوں سوالوں کی انکوائری رپورٹ میرے پاس موجود ہے جو مجھ سے لے سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ اب آگے چلتے ہیں۔

جناب شیر علی خان: جی، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال جناب محمد نوید انجم کا ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! On his behalf سوال نمبر 4100 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے جناب محمد نوید انجم کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

گورنمنٹ مڈل ماڈل سکول جلال بلگن ضلع گوجرانوالہ کی اپ گریڈیشن کا مسئلہ

*4100: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) گورنمنٹ مڈل ماڈل سکول جلال بلگن ضلع گوجرانوالہ کب کتنے رقبہ پر قائم کیا گیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکول سے ملحقہ پرائیویٹ ہائی سکول اور کالج کافی عرصہ سے قائم ہو چکے ہیں، جہاں طلباء کو مجبوراً میٹرک اور ایف اے میں داخلہ لینا پڑتا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکول سے دس کلومیٹر کے فاصلے تک کوئی سرکاری ہائی سکول نہ ہے؟

(د) مذکورہ بالا حقائق کے پیش نظر حکومت کب تک مذکورہ سکول کو اپ گریڈ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) گورنمنٹ مڈل ماڈل سکول جلال بلگن ضلع گوجرانوالہ 1961 میں 25 کنال 11 مرلے رقبہ پر قائم ہوا۔

(ب) گورنمنٹ مڈل ماڈل سکول جلال بلگن سے ملحقہ علاقہ میں درج ذیل تین پرائیویٹ ہائی سکول و کالج قائم ہیں:۔

1- شوکت اسلام ہائی سکول و کالج بلگن
2- سلمان میموریل ہائی سکول و کالج چندر کے
3- صفہ اسلام کالج چوڑہ

ان پرائیویٹ اداروں میں داخلہ طلباء کی اپنی صوابدید پر ہے جبکہ گورنمنٹ مڈل ماڈل سکول جلال بلگن فنکشنل ہو چکا ہے۔

(ج) درست نہ ہے۔مذکورہ سکول سے دس کلو میٹر کے فاصلے کے اندر درج ذیل دو ہائی سکول کام کر رہے ہیں۔

گورنمنٹ ہائی سکول بلے والا 6 کلومیٹر

گورنمنٹ ہائی سکول تلونڈی کھجور والی 7 کلومیٹر

(د) مذکورہ سکول کی upgradation ایم پی اے پیکج 25.000 ملین پی پی۔95 برائے سال 2009-10 کے تحت ہو چکی ہے اور بلڈنگ بھی مکمل ہو کر محکمہ تعلیم کے ہینڈ اوور ہو گئی ہے مذکورہ سکول کی SNE بحوالہ نمبری SO(SNE)/GRW/2011 مورخہ 11-05-20 جاری ہو چکی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! اس حوالے سے میری suggestion ہے بے شک منسٹر صاحب اسے میرا ضمنی سوال سمجھ لیں کہ ضلع گوجرانوالا میں ایک جگہ بلگن ہے جہاں پر پچیس کنال گیارہ مرلے رقبے پر پورے علاقے میں ایک مڈل سکول قائم ہے۔ میں وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ کیا وجہ ہے کہ اس کو ہائی سکول نہیں بنایا اور اسے upgrade کر کے کالج کیوں نہیں بنایا جا رہا جبکہ وہاں کے بچے تین پرائیویٹ سکولوں میں جانے پر مجبور ہیں؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! وہ پوچھ رہی ہیں کہ اس سکول کی upgradation کیوں نہیں ہوئی؟

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! میرے ضمنی سوال میں اس کو بطور میری suggestion لے لیں کہ اس سکول کو فوراً upgrade کریں کیونکہ وہاں کے بچے تین پرائیویٹ سکولوں میں جانے پر مجبور ہیں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! چونکہ یہ سوال پرانا ہے اور اِس وقت existing position یہ ہے کہ سال 2010 میں یہ سکول upgrade ہو کر ہائی سکول ہو گیا ہے اور 2011 میں وہاں کلاسیں بھی شروع ہو چکی ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کو مبارک ہو۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! یہ اُس سکول کو کالج بنا دیں تاکہ بچے آسانی سے اپنی تعلیم آگے بھی جاری رکھ سکیں۔

جناب سپیکر: جی، اگلی بات بعد میں کریں گے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! آپ دیکھیں کہ وہاں پر صرف ایک ہی سکول ہے۔

جناب سپیکر: آپ نے جو بات کی ہے وہ انہوں نے مان لی ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر اگر وزیر صاحب اسے note کر لیں اور ذرا غور فرمالیں تو کوئی حرج نہیں کیونکہ علاقہ بلگن میں صرف ایک ہی سکول ہے جس کو انہوں نے ابھی ہائی سکول کیا ہے لیکن وہاں پر کوئی اور تعلیمی ادارہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! اب وہ ہائی سکول ہو گیا ہے تو آگے بھی وقت کے ساتھ ساتھ upgrade ہوتا رہے گا۔

رائے محمد اسلم خان: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

رائے محمد اسلم خان: جناب سپیکر! میں وزیر صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا دیہی علاقوں کی ہر یونین کونسل میں پرائمری اور مڈل سکولوں کو بھی upgrade کرنے کی کوئی پالیسی ہے، گورنمنٹ اس پر کام کر رہی ہے یا پسماندہ علاقوں کو پسماندہ رکھنے کا ہی ارادہ ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! سکولوں کی upgradation کے حوالے سے جہاں پر سکول اپنا criteria meet کرتے ہیں اُن کو gradually upgrade کیا جاتا ہے جس کے لئے rural اور urban کے علیحدہ علیحدہ criteria بنے ہوئے ہیں۔ دوسرا یہ یونین کونسل سطح کی بات کر رہے ہیں تو چونکہ بچیوں کو دُور دراز سکولوں میں جانے کی problem ہوتی ہے لہذا اس سال خصوصی طور پر 52 کروڑ روپے کا فنڈ علیحدہ سے رکھا گیا ہے تاکہ لڑکیوں کے پرائمری سکولوں کو مڈل سکول میں upgrade کیا جائے اور انہیں یونین کونسل میں ہی اس کی سہولت میسر ہو۔ ہم نے شروع کر دیا ہے اور gradually ہر سال اس میں ہم فنڈز رکھتے جائیں گے۔

جناب سپیکر: اللہ خیر رکھے۔ اگلا سوال محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال بھی محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال انجینئر قمر الاسلام راجہ صاحب کا ہے۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! On his behalf سوال نمبر 5106 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے انجینئر قمرالاسلام راجہ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع لاہور-2500 ایجوکیٹرز کو چار ماہ کی تنخواہ دینے کا مسئلہ

*5106: **انجینئر قمرالاسلام راجہ:** کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع لاہور میں تقریباً 2500 ایجوکیٹرز نے 15۔اگست 2009 سے پندرہ روزہ ٹیچرز ٹریننگ کورس کیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ایجوکیٹرز تقریباً چار مہینے تک تنخواہ کے بغیر تعینات رہے مگر ان کو نومبر کے آخری دنوں میں تقررنامے دیئے گئے ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان ایجوکیٹرز کو ابھی تک گزشتہ چار ماہ کی تنخواہ نہیں ملی ہے حکومت انہیں اس عرصہ کی تنخواہ دینے کا ارادہ رکھتی ہے اور اگر رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع لاہور میں 15۔اگست 2009 سے تعینات ہونے والے ایجوکیٹرز نے ایک ماہ کا تربیتی کورس کیا تھا۔

(ب) ضلع لاہور میں تعینات ہونے والے ایجوکیٹرز کو وقت پر تقررنامے جاری کئے گئے اور تقرر ہونے والے ایجوکیٹرز کے میڈیکل فٹنس سرٹیفکیٹ کے اجراء کے بعد ان کی تنخواہوں کے بل اے جی آفس میں جمع کروا دیئے گئے۔

(ج) درست نہ ہے۔ اے جی پنجاب کی طرف سے تنخواہوں کے چیک جاری ہونے کے بعد تمام ایجوکیٹرز کو تنخواہیں جاری کر دی گئی ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ حکومت کہتی ہے کہ ہم نے ایجوکیٹرز کا اے جی پنجاب کے پاس تنخواہیں جاری کرنے کے لئے bill بھیج دیا ہے تو کب تک انہیں تنخواہیں مل جائیں گی؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! چونکہ یہ سوال بھی پرانا ہے اور existing position یہ ہے کہ تمام ایجوکیٹرز کو تنخواہیں مل چکی ہیں۔

جناب سپیکر: جی، سب کو تنخواہیں مل چکی ہیں۔

محترمہ ساجدہ میر: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! پچیس سو ایجوکیٹرز کو اتنی جلدی میں بھرتی کیا گیا۔ منسٹر صاحب بتائیں کہ اُن کا criteria کیا تھا، تین ماہ کی ٹریننگ اور اُس کا pay scale کیا تھا اور کیا منسٹر صاحب House کو یہ بتانا بھی پسند کریں گے کہ یہ تقرریاں سیاسی بنیادوں پر کی گئی ہیں جو ڈی سی او صاحبان نے پچیس سو ایجوکیٹرز بھرتی کئے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ صرف پچیس سو ایجوکیٹرز کی بات نہیں ہے۔ اب اگر انہوں نے بھرتی کے حوالے سے بات کی ہے تو مجھے آپ اجازت دیجئے تاکہ میں تھوڑا تفصیل کے ساتھ اپنے تمام معزز ممبران کو بتا سکوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ہمارے دَور میں اب تک سترّ ہزار ایجوکیٹرز کی recruitment ہوئی ہے جس کو ہمارے مخالفین اور تمام قومی و بین الاقوامی اداروں نے تسلیم کیا ہے جو پاکستان کی تاریخ میں پہلی دفعہ ہوا ہے کہ اس میں کسی قسم کی political interference نہیں ہوئی۔ سیاسی بنیاد، کسی بیوروکریٹ یا کسی کی سفارش پر بھرتی نہیں ہوئی بلکہ صرف وہ لوگ جو حق رکھتے تھے اور میرٹ پر آتے تھے وہ بھرتی ہوئے ہیں۔ جس طرح اب ہم نے سائنس اساتذہ کی recruitment مکمل کی ہے اس حوالے سے بھی پہلی دفعہ ہم نے پنجاب میں بتیس ہزار سائنس اساتذہ recruit کئے ہیں جن سے ہمارے سکولوں میں quality of education بہتر ہوئی ہے۔ محترمہ 2009 میں بھرتی ہونے والے ایجوکیٹرز کی بات کر رہی ہیں تب ہم نے سینتیس ہزار ایجوکیٹرز بھرتی کئے تھے اور اُس وقت ہمارا کم سے کم criteria یہ تھا کہ گریجویشن ہونی چاہئے کیونکہ یہ آرٹس کے ایجوکیٹرز تھے۔ اُس وقت 67 فیصد ماسٹر ڈگری ہولڈر لوگ ہمارے پاس آئے، 3 فیصد

PHD حضرات recruit ہوئے اور باقی rural areas میں چونکہ یونین کونسل اور تحصیل کی سطح پر recruitments تھیں اس لئے وہاں پر جن جن سکولوں میں ضرورت تھی وہاں پر B.A پاس لوگوں کی recruitment کی گئی تاکہ لوگوں کو دُور نہ جانا پڑے کیونکہ بعد میں اساتذہ اپنی ٹرانسفر کے لئے ہمارے پاس آتے ہیں جس کی وجہ سے وہاں پر B.A پاس لوگوں کی recruitment کی گئی۔ابھی ہم نے سائنس اساتذہ کی جو recruitment کی ہے اس میں ہمارے پاس M.Phil اور M.Sc. لوگ بھی آئے ہیں جو بہت اچھا آغاز ہے۔ ہمارے پنجاب کے سکولوں میں ستّر ہزار لوگ ہمارے دَور میں recruit ہوئے ہیں جن سے انشاءاللہ تعالیٰ ہمارے سکولوں کی quality of education بہت بہتر ہو گی۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! یہ ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ نے بھرتی نہیں کی۔آپ منسٹر صاحب سے پوچھئے کہ کیا ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ نے ایجوکیٹرز کی بھرتی کی ہے یا ڈی سی او لاہور نے کی ہے؟ میرا ضمنی سوال کرنے کا مقصد ہی یہی تھا کہ حمزہ شہباز شریف صاحب کی چٹ چلتی تھی اور اتنی جلد بازی میں بھرتی کئے گئے کہ اُن کے میڈیکل فٹنس سرٹیفکیٹ بھی بعد میں لئے گئے اور اسی لئے ان کی تنخواہیں رکی رہیں۔

MR SPEAKER: I disagree.

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! بھرتی کرنا کوئی جرم نہیں ہے لیکن میرٹ کا بھی خیال رکھنا چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، میرٹ پر ہوئے ہیں اور ایک بھی میرٹ کے بغیر نہیں ہوا۔یہاں پر تمام ایم پی اے صاحبان بیٹھے ہیں،آپ اُن سے پوچھیں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! تمام ممبران اور وزراء بیٹھے ہیں،آپ ان میں سے کسی سے بھی پوچھ لیں کہ کسی کا کوئی بندہ بھرتی ہوا ہو۔

جناب سپیکر: No۔ایسی بات کیوں کریں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں as a Minister یہاں پر on oath کہتا ہوں کہ میں نے ایک بندہ بھی نہیں رکھوایا۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔اگلا سوال محترمہ ثمینہ نوید صاحبہ کا ہے۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! On her behalf سوال نمبر 5192 ہے۔اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز ممبر نے محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ) کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

فورٹ عباس، 254 ایچ ایل کے پرائمری سکول میں عملہ کی تعیناتی و دیگر تفصیلات

*5192: محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چک نمبر 254 ایچ ایل میں چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی نے 92-1991 میں ایک بلڈنگ برائے پرائمری سکول تعمیر کی تھی جس کو محکمہ تعلیم نے اپنی تحویل میں لے لیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ چک کے معززین نے متعدد بار محکمہ تعلیم کے افسران کو بذریعہ درخواست التجاء کی کہ مذکورہ سکول کو محکمہ تعلیم نے اپنی تحویل میں لے لیا ہے اس لئے سکول کو منظور فرمایا جائے اور اس میں عملہ تعینات فرمایا جائے؟

(ج) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ چک میں تعمیر ہونے والے سکول کو منظور کرنے، عملہ تعینات کرنے کو تیار ہے تو کب تک، نہیں تو تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) درست ہے کہ چک نمبر H-L/254 چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی نے 92-1991 میں ایک بلڈنگ برائے پرائمری سکول تعمیر کی تھی جس کو محکمہ تعلیم نے اپنی تحویل میں سال 2001 میں لیا تھا لیکن بہاولپور چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کی عدم توجہی اور عدم دستیابی ریکارڈ کی بنا پر کیس برائے اجراء SNE بروقت محکمہ عالیہ کو نہ بھجوایا جا سکا۔

(ب) درست ہے کہ مذکورہ چک کے معززین نے ایگزیکٹو ڈسٹرکٹ آفیسر (ایجوکیشن) بہاولپور کو بذریعہ درخواست التجاء کی کہ مذکورہ سکول کو محکمہ تعلیم نے اپنی تحویل میں لے لیا ہے۔ اس لئے عملہ تعینات فرمایا جائے تاہم اس سلسلہ میں منجانب دفتر ہذا سیکشن آفیسر (SNE)، گورنمنٹ آف پنجاب سکول ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ لاہور کو بروئے نمبری 11021 مورخہ 06-06-2008 برائے اجراء SNE سکول ہذا کا handing over/taking over سرٹیفکیٹ مع پروفارمہ MB-16 بھجوایا لیکن بوجہ عدم فراہمی PC-IV اور SNE کا اجراء نہ ہو سکا۔ ای ڈی او (ایجوکیشن) بہاولنگر کی administrative approval

رپورٹ کے مطابق اب دیگر متعلقہ کاغذات مکمل کر کے برائے اجراء SNE گورنمنٹ آف پنجاب سکول ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ لاہور کو بھجوائے جا رہے ہیں۔

(ج) سکول ہذا کی SNE کا کیس برائے فراہمی سٹاف متعلقہ ادارہ کو بھجوایا جا رہا ہے تاہم عارضی بنیاد پر ایک معلم کو پابند کر کے سکول کا اجراء کر دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! یہ سوال 2009-12-11 کو جمع ہوا اور اس کا جواب جولائی 2012 میں آیا لیکن اس کے باوجود صرف یہ لکھا گیا ہے کہ "سکول ہذا کا SNE case برائے فراہمی سٹاف متعلقہ ادارہ کو بھجوایا جا رہا ہے"۔ اگر تین سالوں میں محکمہ تعلیم کے ایک سکول میں استاد نہ ہونے کے لئے ابھی لیٹر بھجوایا جا رہا ہے تو میرا خیال ہے کہ وزیر موصوف نے جس طرح اس محکمہ کا بیڑا غرق کیا ہے وہ انتہائی افسوس کی بات ہے کہ یہ تین سالوں میں ایک پرائمری سکول میں ایک ٹیچر بھی نہیں بھیج سکے۔ میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ یہ کب تک ممکن ہے اور اس کے لئے مزید کتنے سال لگیں گے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! یہ سکول چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی سے محکمہ تعلیم کو transfer ہونا تھا۔ چونکہ ابھی تک یہ سکول محکمہ تعلیم کو transfer نہیں کیا گیا لیکن اس کے باوجود ہم نے لیٹر لکھے اور یہ میرے پاس موجود ہے جس میں PC-IV جو کہ handing over اور taking over کے لئے administrative approval درکار ہوتی ہے۔ چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے چیف ایگزیکٹو کو 2012-07-13 کو آخری لیٹر لکھا ہے جبکہ اس سے قبل تین لیٹر لکھ چکے ہیں کہ اس سکول کو محکمہ تعلیم کے hand over کر دیں کیونکہ اس کی SNE approve ہونے کے لئے ضروری ہے کہ وہ عمارت محکمہ تعلیم کو دے دیں۔ اس کے باوجود میں بتاتا چلوں کہ وہاں پر ایک ٹیچر ہیں جن کو چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی نے recruit کیا تھا جو کہ وہاں پر پڑھا رہی ہیں۔ یہ پرائمری سکول ہے اور وہاں پر لٹریسی اور non formal Basic Education Department کے تحت ایک ٹیچر provide کی ہے کیونکہ یہ process کافی دیر سے چل رہا ہے اور اس میں تاخیر کی وجہ چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کی طرف سے ہے۔ اگر وہ عمارت ہمیں transfer کر دیں تو ہمارے لئے SNE کی approval لینے میں آسانی ہو گی۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! میں ان سے پوچھنا چاہوں گی کہ لیٹر کس تاریخ کو لکھا گیا ہے تاکہ مجھے پتا چل جائے کہ وہ لیٹر پیدل جا رہا ہے یا بذریعہ ڈاک جا رہا ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! شاید انہوں نے سنا نہیں اور ان کی توجہ کسی اور طرف تھی میں نے بتایا کہ ہم دو تین لیٹر لکھ چکے ہیں اور آخری لیٹر 13-07-2012 کو لکھا ہے جس کی کاپی میں انہیں بھجوا دیتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر لیٹر کی کاپی معزز ممبر محترمہ صغیرہ اسلام کو بھجوائی گئی)

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: میں یہ پوچھنا چاہ رہی ہوں کہ چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی نے وجہ نہیں بتائی کہ وہ محکمہ تعلیم کو یہ سکول transfer کیوں نہیں کر رہی اور ان مسائل کا سامنا کیوں ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ سوال چونکہ میرے سامنے ابھی آیا ہے اور مجھے کل بریفنگ کے دوران اس کی تفصیلات بتائی گئیں اور اس وقت سیکرٹری سکولز بھی موجود تھے تو میں نے کل ہی انہیں ہدایت کی ہے کہ چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی جب ہمیں وہ سکول transfer کرنا چاہتی ہے تو اس میں تاخیر کیوں ہو رہی ہے جبکہ اس حوالے سے پچھلے اڑھائی تین سالوں کے دوران تین دفعہ reminder بھی لکھ چکے ہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟ جب وہ رپورٹ میرے سامنے آئے گی تو میں ایوان میں پیش کر دوں گا۔

جناب سپیکر: آپ براہ راست ان سے بات کریں اور محکمہ کو چھوڑیں تاکہ لوگوں کا بھلا ہو جائے۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: شکریہ۔ جناب سپیکر! ایجوکیٹرز کی بھرتی کے لئے انہوں نے سائنس کے طلبا کے لئے اشتہار دیا تھا اور ابھی بھی جو process چل رہا ہے وہ سائنس کے طلبا کے لئے ہی ہے۔ آپ کو پتا ہے کیونکہ آپ بھی گاؤں سے تعلق رکھتے ہیں کہ دیہاتوں میں زیادہ تر بچے آرٹس کے ہوتے ہیں جبکہ پچھلی دفعہ دیئے گئے اشتہار میں بھی آرٹس کے طلبا کو شامل نہیں کیا گیا اور اب ان کی عمر بڑھ رہی ہے۔ وزیر موصوف سے دریافت کروں گا کہ کیا آرٹس کے qualified students کو بھی ایجوکیٹرز کے طور پر بھرتی کرنے کا یہ کوئی ارادہ رکھتے ہیں؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! اس میں سب کا مسئلہ ہے اور آپ اس حوالے سے بتائیں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ابھی سائنس کے ایجوکیٹرز کی ریکروٹمنٹ مکمل ہو چکی ہے، ستمبر، اکتوبر میں حکومت کا پھر ارادہ ہے کیونکہ ابھی کافی پوسٹیں سکول side پر خالی ہیں تو آئندہ جو ریکروٹمنٹ کی جائے گی اس وقت آرٹس کے گریجویٹس کو بھی اس میں شامل کیا جائے گا۔ قبل ازیں 37 ہزار ایجوکیٹرز کی ریکروٹمنٹ آرٹس والے بچوں کی تھی اور اس کے بعد 32 ہزار ایجوکیٹرز سائنس کے رکھے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محمد حفیظ اختر چودھری صاحب کا ہے۔

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 5201 ہے۔ سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع ساہیوال میں بوائز و گرلز ہائی سکولوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*5201: جناب محمد حفیظ اختر چودھری: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع ساہیوال میں کل کتنے بوائز و گرلز ہائی سکول ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اسلامیہ ہائی سکول بوائز ساہیوال کو ختم کر دیا گیا ہے اگر ہاں تو یہ سکول کب کس کے احکامات کے تحت کیوں ختم کیا گیا ہے؟

(ج) کیا حکومت اس سکول کو دوبارہ چالو کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع ساہیوال میں بوائز ہائی سکولوں کی تعداد 115 اور گرلز سکولوں کی تعداد 85 ہے۔

(ب) درست ہے۔ سیکرٹری تعلیم حکومت پنجاب کے نوٹیفکیشن نمبر۔ SO(G-III) 5-33/2002 مورخہ 12-06-2009 کے تحت گورنمنٹ گرلز مشن ہائی سکول (نیشنلائزڈ) کو اپنے سابقہ مالکان مشن ARP کو واپس کر دیا گیا۔ تمام سٹاف تعداد 32 اور 642 طالبات نے گورنمنٹ ادارہ میں تعلیم حاصل کرنے کا آپشن دیا۔ طالبات اور اساتذہ کے مستقبل کو لاحق خطرات کے سدباب کے لئے محکمہ تعلیم ضلعی انتظامیہ شہر کی سیاسی اور سماجی تنظیموں اور بار ایسوسی ایشن ساہیوال کی مشاورت کے بعد جناب ڈی سی او ساہیوال کی منظوری سے گورنمنٹ مشن گرلز ہائی سکول ساہیوال کو نزدیکی گورنمنٹ اسلامیہ ہائی سکول بوائز ساہیوال کی بلڈنگ میں شفٹ کر دیا گیا ہے جس کی منظوری حکومت پنجاب دے چکی ہے اور وہاں پر موجود میل سٹاف اور طلباء کو قریب ترین واقع گورنمنٹ بٹالہ مسلم ہائی سکول اور ننگل انبیاء ہائی سکول نمبر 1 میں ضم کر دیا گیا ہے جس پر طلباء، اساتذہ، والدین اور شہر کی تمام تنظیمیں انتہائی مطمئن ہیں۔

(ج) اس سکول کو دوبارہ چلانے کی ضرورت نہ ہے کیونکہ اس سکول کو نزدیکی سکولوں گورنمنٹ بٹالہ مسلم ہائی سکول اور ننگل انبیاء ہائی سکول نمبر 1 میں ضم کر دیا گیا ہے جس پر طلباء اساتذہ والدین اور شہر کی تمام تنظیمیں انتہائی مطمئن ہیں۔ نیز اس ایریا میں دو اور ہائی سکول جاری ہیں۔ اس لئے مزید سکول چلانے کی ضرورت نہ ہے۔

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: جناب سپیکر! یہ سوال کافی پرانا ہے۔ اس کے بعد ہماری ضلع سطح پر میٹنگ ہوئی تھی جس میں یہ تمام معاملات طے ہو گئے تھے اور میں اس جواب سے مطمئن ہوں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے اسے dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال بھی جناب محمد حفیظ اختر چودھری صاحب کا ہی ہے۔

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: جناب سپیکر! سوال کا نمبر 5204 ہے۔ اس سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے

ایس ایس کو سپیشل انکریمنٹ دینے کا مسئلہ

*5204: جناب محمد حفیظ اختر چودھری: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سال 06-2005 کے دوران گورنر نے S.S کو ایک سپیشل انکریمنٹ دی تھی؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ضلع ساہیوال میں تعینات S.S کو یہ انکریمنٹ نہیں مل رہی، انکار کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) کیا حکومت تمام S.S کو یہ سہولت دینے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن):

(الف) حکومت پنجاب نے سال 2007 میں سکول کیڈر کے تمام اساتذہ کو ایک سپیشل انکریمنٹ دینے کا نوٹیفکیشن کیا تھا جس کے مطابق پنجاب کے تمام اساتذہ کو یہ انکریمنٹ مل رہی ہے۔ کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یہ انکریمنٹ پنجاب میں کام کرنے والے تمام اساتذہ اور ایس ایس کو مل رہی ہے۔

(ج) جواب جز (ب) کی روشنی میں مزید وضاحت کی ضرورت نہ ہے۔

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: جناب سپیکر! جواب میں ہے کہ تمام ایس ایس ٹیچرز کو انکریمنٹ دے دی گئی ہے لیکن وزیر موصوف اسے ensure کر لیں کیونکہ کچھ ایسے cases ضلع ساہیوال میں سامنے آئے ہیں کہ ایس ایس ٹیچرز کو انکریمنٹ نہیں دی گئی۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! 24-09-2007 کو جاری ہونے والے نوٹیفکیشن کے مطابق 01-12-2007 سے پہلے کے تمام اساتذہ کو یہ مل چکی ہے اور اگر اس کے بعد کے کوئی ٹیچرز ہیں تو شاید انہیں انکریمنٹ نہیں ملی ہوگی۔ ہو سکتا ہے کہ معزز ممبر کے پاس بعد والی تاریخ کے اساتذہ آئے ہوں کہ انہیں انکریمنٹ نہیں ملی کیونکہ سپیشل انکریمنٹ کا یہ نوٹیفکیشن ایک ہی دفعہ ہوا تھا جس کے تحت ان تمام اساتذہ کو دی گئی تھی جو 01-12-2007 سے پہلے کے تھے۔

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: جناب سپیکر! میں وزیر موصوف کے علم میں یہ لانا چاہتا ہوں کہ کچھ cases عدالت میں ہیں کہ جن ایس ایس کو انکریمنٹ نہیں ملی تو کیا اس کا کوئی فیصلہ ہوا اور اس بارے میں وزیر موصوف کے علم میں ہے۔اگر ہے تو کب تک ان کی انکریمنٹ کا یہ مسئلہ حل ہو جائے گا؟

جناب سپیکر: عدالتی معاملات کے متعلق تو یہ بتا نہیں سکتے۔اگر معاملہ عدالت میں ہے تو پھر یہ کیا بتا سکیں گے؟

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: جناب سپیکر! وہ لوگ عدالت میں اس لئے گئے ہیں کہ انہیں انکریمنٹ نہیں ملی۔

جناب سپیکر: عدالت کا فیصلہ آنے دیں۔

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: جناب سپیکر! نوٹیفکیشن کے باوجود بھی انہیں انکریمنٹ نہیں ملی۔

جناب سپیکر: جن اساتذہ کو انکریمنٹ مل چکی ہے ان میں سے بھی کوئی عدالت میں گئے ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! معزز ممبر نے عدالت میں جانے سے متعلق بات کی ہے تو میں اسے چیک کروا لیتا ہوں کیونکہ میرے علم میں ایسی کوئی بات نہیں ہے لیکن جو عدالت میں گئے ہیں اس پر عدالت کے فیصلے کے مطابق ہی عملدرآمد کیا جائے گا اور یہ نوٹیفکیشن بڑا واضح ہے جس کی کاپی انہیں بھجوا دیتا ہوں اسے یہ پڑھ لیں۔اس نوٹیفکیشن کے تحت پنجاب کے تمام اساتذہ کو سپیشل انکریمنٹ ملی تھی۔

(اس مرحلہ پر نوٹیفکیشن کی کاپی معزز ممبر جناب محمد حفیظ اختر چودھری کو بھجوائی گئی)

جناب سپیکر: اگلا سوال انجینئر قمر الاسلام راجہ صاحب کا ہے۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: On his behalf sir, Question No 5239 ہے۔اس سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز ممبر نے انجینئر قمر الاسلام راجہ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

آئی ٹی لیبارٹریوں کے لئے خریدے گئے کمپیوٹروں کی تفصیلات

*5239: انجینئر قمر الاسلام راجہ: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبائی حکومت کی منصوبہ بندی کے مطابق اگلے تین برسوں میں صوبہ کے تمام ہائی سکولوں میں مرحلہ وار آئی ٹی لیبارٹریاں کام شروع کر دیں گی، پہلے مرحلے میں محکمہ تعلیم نے کل کتنے کمپیوٹر خریدے ہیں اور ان کی specifications کیا ہیں؟

(ب) دوسرے مرحلے کے لئے کل کتنے کمپیوٹر خریدے جا رہے ہیں ان کی specifications اور لاگت سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن):

(الف) محکمہ سکول ایجوکیشن کی منصوبہ بندی کے مطابق پہلے مرحلے میں صوبہ پنجاب کے 4286 ہائی سکولوں میں دوران مالی سال 10-2009 آئی ٹی لیبز قائم کی گئی تھیں۔ ہر لیب کے لئے خریدے گئے کمپیوٹروں کی تفصیل اور specifications ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ب) دوسرے مرحلے میں مالی سال 12-2011 و 13-2012 کے دوران 515 کمپوٹر لیبز کا قیام عمل میں لایا جائے گا۔ PC-1 سکیم منظور ہو چکی ہے جن کا تخمینہ لاگت 449.904 ملین روپے ہے۔ اس مرحلہ میں خریدے جانے والے کمپیوٹروں کی مجوزہ specifications و تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! میرا کوئی ضمنی سوال نہ ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال میاں شفیع محمد صاحب کا ہے۔

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! On his behalf سوال نمبر 5258 ہے۔ اس سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے میاں شفیع محمد کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع رحیم یار خان، سکولوں میں کمپیوٹر لیبارٹریوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

5258: میاں شفیع محمد: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع رحیم یار خان میں قائم کی گئی کمپیوٹر لیبارٹریوں کی تعداد سکول وار فراہم کی جائے؟

(ب) ضلع مذکور میں ان لیبارٹریوں میں بھرتی کئے گئے سٹاف کی تعداد، عہدہ وار تعلیمی قابلیت، تجربہ اور ڈومیسائل کی تفصیل ایوان میں فراہم کی جائے؟

(ج) اگر مذکورہ سٹاف کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا تو میرٹ لسٹ اور Appointing Authority کا نام اور بھرتی کے اشتہار کی کاپی ایوان میں فراہم کی جائے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع رحیم یار خان سیکنڈری ونگ میں سکولوں کی موجودہ تعداد حسب ذیل ہے:۔

سکول	بوائز	گرلز
سیکنڈری	117	70
ہائر سیکنڈری	09	06
میزان	127	76

ان سکولوں میں گورنمنٹ آف پنجاب کی طرف سے 150 سکولوں میں کمپیوٹر لیبز قائم کی گئیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

سکول	بوائز	گرلز
سیکنڈری	102	44
ہائر سیکنڈری	02	02
میزان	104	46

ان کے علاوہ 18 سکولوں میں آئی ٹی لیب ڈائریکٹر پراجیکٹ لاہور کی طرف سے قائم کی گئی تھیں اور تقرری بھی انہوں نے ہی کی تھی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

سکول	بوائز	گرلز
سیکنڈری	08	06
ہائر سیکنڈری	03	01
میزان	11	07

(ب) ضلع ہذا میں 104 بوائز اور 46 گرلز سکول میں 2009 کی بھرتی کے دوران آئی ٹی ٹیچروں کی تعیناتی ہوئی تعلیمی قابلیت مع بی اے، بی ایس سی، بی سی ایس، ایم سی ایس کمپیوٹر سائنس 200 نمبروں والے امیدواران بھرتی کئے گئے اور تجربہ کے لئے کسی سرکاری ادارہ میں ایک سال مکمل ہونے کی صورت میں ایک نمبر اور کل پانچ نمبر تھے دوران سال 2011، آٹھ خالی ہونے والی اسامیوں پر بھرتی کی گئی تھی۔فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) میرٹ لسٹ مع نام Appointing Authority اور نقل اشتہار برائے بھرتی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ سکولوں میں اب تک قائم کی گئیں IT labs میں کمپیوٹر واقعی working order میں ہیں، کیا بچے تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور حکومت نے ان کی maintenance کے لئے کن لوگوں کو hire کیا ہوا ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! جب یہ پراجیکٹ شروع کیا گیا تھا تو تین سال تک ان کمپنیوں کے ساتھ after sale service کا کنٹریکٹ تھا اور further وہ بعد میں extendable ہے۔ ابھی IT Labs are properly working اور الحمدللہ اس وقت سالانہ 25 لاکھ کے قریب بچے ان آئی ٹی لیب سے استفادہ کر رہے ہیں۔ چونکہ ہمارا پراجیکٹ 2009 میں operational ہو گیا تھا اور اگر آپ ہمارے ہائر سیکنڈری سکولوں میں جائیں تو اس کے اب نتائج بھی نظر آنا شروع ہو گئے ہیں۔ سرکاری سکولوں میں ہمارے پاس جہاں جہاں آئی ٹی لیب ہیں وہاں اب ہم نے چھٹی کلاس سے کمپیوٹر کی تعلیم لازمی قرار دے دی ہے جس سے سکولوں کے بچے بڑے اچھے طریقے سے کمپیوٹر سے استفادہ کر رہے ہیں۔

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! وزیر صاحب یہ بتا دیں کہ کیا وہ face book use کرتے ہیں، اس پر video game کھیلتے ہیں یا کوئی computer language بھی سیکھتے ہیں کیونکہ اس چھوٹے level پر بچوں کو صرف hardware کے بارے میں بتایا جاتا ہے؟ اگر کوئی software programming یا website بنانا یا اس طرح کی کوئی چیزیں بچے سیکھ رہے ہیں پھر تو ٹھیک ہے لیکن اگر ان کی activities اس طرح کی نہیں ہیں تو پھر یہ سرمایہ کا ضیاع ہے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! تمام بچوں کے پاس email addresses ہیں، تمام بچے Internet Face book use کرتے ہیں۔ ان کو اس طرح design کیا گیا ہے اور specially ان sites کو block کیا گیا ہے جو بچوں کے لئے ٹھیک نہیں ہیں۔ جس طرح ہماری معزز ممبر بتا رہی ہیں تو ان کو باقاعدہ ہماری طرف سے کتابیں بھی available ہیں۔ ان کے group age کے بچوں کو جس طرح کمپیوٹر سکھانا چاہئے تو وہ ہم بالکل اس کو basic سے شروع

کرتے ہیں اور میٹرک تک اس کی کافی بہتر capabilities ہوتی ہیں اس میں ان کو کمپیوٹر کے کافی سارے courses کرائے جاتے ہیں۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! ضمنی سوال۔۔۔

جناب سپیکر: جی، چنیوٹی صاحب!

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ مختلف سوالات میں آئی ٹی لیب کا ذکر ہو رہا ہے۔ میں یہ خراج تحسین بھی پیش کرتا ہوں لیکن میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ میرے حلقے کی UC-38 چنیوٹ میں ایک گورنمنٹ گرلز ہائی سکول شاہ برہان میں عام Laboratory بھی نہیں ہے تو کیا وزیر موصوف صاحب وہاں پر بھی یہ سہولیات فراہم کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اس سے پچھلا سوال جو آپ نے pending کیا ہے اس وقت معزز ممبر موجود نہیں تھے اس میں اس حوالے سے کافی تفصیل تھی۔ میں بتاتا ہوں کہ اس کے لئے specifically budget رکھا گیا اور جو سکول اب upgrade ہو کر ہائی سکول بنے ہیں ان کا بھی شاید اس طرح کا سکول ہو گا۔

جناب سپیکر: چلیں! یہ آپ سے اس بارے میں رابطہ کر لیں گے۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میرا بھی اس پر ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: اب اس پر تین ضمنی سوال ہو چکے ہیں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! ایک چھوٹا سا سوال ہے۔

جناب سپیکر: گھر سے ذرا جلد آ جایا کریں تو کام ٹھیک ہو جاتا ہے۔ اب آپ کی مرضی ہے آپ کے دو سوال چلے گئے ہیں۔ آپ نے محنت کی لہذا آپ کو اتنی رعایت مل سکتی ہے جس نے محنت نہیں کی اس کے لئے رعایت نہیں ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ پچھلے تین سالوں میں ہمارے بہت سارے سکول upgrade کر کے ہائی سکول بنا دیئے گئے ہیں۔ اس پر انہوں نے بڑی working کی ہے، عمارتیں بنائیں

اور وہاں Teachers provide کر دیئے گئے ہیں لیکن میرا خیال ہے کہ ان کا کوئی فنانس کا problem ہے جس کی وجہ سے وہ کاغذوں میں ہائی سکول نہیں ہوئے لیکن ہائی کلاسوں کے بچے وہاں سے exams دے رہے ہیں تو ان سکولوں کو یہ آئی ٹی لیب کب تک provide کر دیں گے جو پچھلے دو تین سالوں سے ہائی ہو چکے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں نے ابھی بتایا ہے کہ اس کے لئے ہم نے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، وہ اس وقت باتیں کر رہے تھے اس لئے وہ آپ کی بات سن نہیں سکے۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں دوبارہ معزز ممبر کو بتا دیتا ہوں کہ اس لئے فنڈر کھا گیا ہے کیونکہ جب یہ پراجیکٹ مکمل ہوا تھا تو ہم نے 4286 ہائی سکولوں میں state of the Art I.T Lab established کی تھیں۔ اس وقت تقریباً ہمارے اڑھائی سو کے قریب سکول ایسے تھے جن میں کسی جگہ کوئی proper کمرہ available نہیں تھا۔ اس وقت میں ہائی سکولوں کی بات کر رہا ہوں کہ کہیں proper کمرہ نہیں ہے، کہیں بجلی کی problem ہے اور کہیں کچھ ہے اس لئے ہم نے وہاں آئی ٹی لیب نہیں دی تھیں۔ مگر اس وقت ہمارے پاس existing position یہ ہے کہ پچھلے دو سال میں upgradation کی وجہ سے 1277 سکول ایسے ہیں جو ہائی بنا دیئے گئے ہیں اس کے بعد اب ہمارے ہائی سکولوں کی تعداد تقریباً 6000 کے قریب پہنچ گئی ہے۔ اس سال اس میں باقاعدہ funding رکھی گئی ہے اور ان تمام اضلاع میں جہاں سکول کھلے ہیں، شاید سارے 1277 سکول تو نہیں ہو سکیں گے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کوشش کریں کہ سارے سکول ہو جائیں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اس کے لئے بہت زیادہ فنڈز کی ضرورت ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کہیں سے نکالیں کیونکہ یہ ضروری ہے۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ کی مہربانی۔

جناب محمد نوید انجم:جناب سپیکر!۔۔۔

MR SPEAKER: No, sir. No further question on it.

جناب محمد نوید انجم:جناب سپیکر!شاید میں اپنی بات بھائی کو سمجھا نہیں پایا ہوں۔

جناب سپیکر:آپ نزدیک آکر سمجھا دیں۔اب مجھے آگے چلنے دیں۔

جناب محمد نوید انجم:جناب سپیکر!جو مڈل سکول ہائی ہوئے ہیں میں ان کے بارے میں پوچھنا چاہ رہا ہوں کہ جو تین سال سے ہائی ہو چکے ہیں اور فنانس والوں نے ان کو لکھ پڑھ کر ہائی نہیں کیا لیکن physically on ground وہ سکول ہائی ہو چکے ہیں،وہاں پر ہائی کی کلاسیں بھی ہو رہی ہیں اور وہ میٹرک کے امتحان دے رہے ہیں تو ان سکولوں کو یہ آئی ٹی لیب مہیا نہیں کی گئی ہیں۔ان کا یہ ٹیکنیکل مسئلہ کب تک حل ہوگا؟

جناب سپیکر:جی،رائے صاحب!

رائے محمد اسلم خان:جناب سپیکر!میں بھی وزیر صاحب کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں اور یہ دونوں کا اکٹھا جواب دے دیں۔ننکانہ صاحب میں ایک گورنمنٹ ہائی سکول رجب ہے جس میں آئی ٹی لیب بھی بن چکی ہے،کمپیوٹر بھی فراہم کر دیئے گئے ہیں لیکن missing facilities کی مد میں اسے کوئی گرانٹ نہیں دی گئی۔وہاں پر بجلی کا کنکشن نہیں،وہاں بجلی کا میٹر نہیں ہے،بچوں کے لئے ڈیسک نہیں ہیں،اساتذہ کے لئے کرسیاں نہیں ہیں اور ابھی اس ہائی سکول میں بچے ٹاٹوں پر بیٹھ کر تعلیم حاصل کرتے ہیں۔

جناب سپیکر:جی،جانگلی علاقہ ہے۔

رائے محمد اسلم خان:جناب سپیکر!اس لئے JQM کا چیئرمین ہی مطالبہ کر رہا ہے۔۔۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار:یہ ہر چیز گول مول کرتے ہیں۔

جناب سپیکر:محترمہ!بیٹھے بیٹھے باتیں نہ کیا کریں۔

رائے محمد اسلم خان:جناب سپیکر!میری وزیر صاحب سے گزارش ہے کہ ان آئی ٹی لیب کو functional کرنے کے لئے انہیں missing facilities کے فنڈز بھی مہیا کریں۔

جناب سپیکر:آپ انہیں علیحدگی میں مل لیں آپ کا مسئلہ حل ہو جائے گا۔اب اگلا سوال میاں محمد شفیع صاحب کا ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! On his behalf.

جناب سپیکر: آپ پہلے دو سوال کر چکی ہیں، آپ تشریف رکھیں۔ آپ دو سوال کر چکی ہیں اور وہ ادھر لکھے ہوئے ہیں آپ کی بڑی مہربانی تشریف رکھیں۔ گلا سوال میاں محمد شفیع صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ dispose of کیا جاتا ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! یہ بغیر چار دیواری کے سکولوں کا معاملہ ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی۔ مہربانی، اب آپ اس کو چھوڑیں۔ آپ یہ سوال نہیں کر سکتیں۔ اب اگلا سوال محترمہ ثمینہ نوید صاحبہ کا ہے۔ سوال نمبر بولئے گا۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! سوال نمبر 5483 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

یو سی 107 منچن آباد کے سکولوں کی اپ گریڈیشن کا مسئلہ

*5483: محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل منچن آباد (بہاولنگر) کی یونین کونسل نمبر 107 حسن والا کے گاؤں کرم شاہ میں ایک گورنمنٹ پرائمری سکول بوائز اور ایک گرلز پرائمری سکول عرصہ دراز سے قائم ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکول سے فارغ ہونے والے طلباء و طالبات کو مزید تعلیم حاصل کرنے کے لئے دور دراز کا سفر کرنا پڑتا ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سکول کو اپ گریڈ کرنے کو تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) یہ درست ہے کہ تحصیل منچن آباد (بہاولنگر) کی یونین کونسل نمبر 107 حسن والہ کے گاؤں کرم شاہ میں ایک گورنمنٹ P/S بوائز 1973 اور ایک گرلز P/S 1970 سے قائم ہے۔

(ب) درست ہے کہ مذکورہ سکول سے فارغ ہونے والے طلباء کو مزید تعلیم حاصل کرنے کے لئے گورنمنٹ بوائز ایلیمنٹری سکول رتیکا ایک کلو میٹر اور بوائز ہائی سکول میکلوڈ گنج جس کا فاصلہ کرم شاہ سے تقریباً 10 کلو میٹر ہے، جانا پڑتا ہے۔ جبکہ طالبات کو مزید تعلیم حاصل کرنے کے

لئے گورنمنٹ ایلیمنٹری سکول رحمونکہ اور گورنمنٹ ہائی سکول میکلوڈ گنج جن کا فاصلہ کرم شاہ سے 8 کلو میٹر اور 10 کلو میٹر ہے جانا پڑتا ہے۔

(ج) ای ڈی او (ایجوکیشن) بہاولنگر کی رپورٹ کے مطابق مذکورہ سکول رقبہ کی عدم دستیابی کی وجہ سے اپ گریڈیشن کے لئے feasible نہیں ہے۔کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔تاہم اگر لوکل کمیونٹی رقبہ فراہم کر دے تو مذکورہ سکول کو اپ گریڈ کیا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اس میں upgradation کے بارے جو میں نے سوال کیا تھا تو ای ڈی او صاحب نے اس حوالے سے جو رپورٹ دی ہے وہ مجھے مل گئی ہے۔انہوں نے کہا ہے کہ یہ feasible نہیں ہے چونکہ رقبہ ناکافی ہے۔اگر community رقبہ دے تو پھر وہ upgradation ہو سکتی ہے۔میں نے گرلز سکول کے بارے میں بھی کہا تھا اور بوائز سکول کے بارے میں بھی کہا تھا۔اگر community رقبہ صرف ایک سکول کے لئے دیتی ہے یعنی بوائز سکول کے لئے دیتی ہے تو پھر آپ گرلز سکول کے لئے بھی کہیں گے کہ اس سکول کے لئے بھی رقبہ community دے۔پھر آپ کا بلڈنگ کا مسئلہ بنے گا کہ بلڈنگ کے لئے فنانس کی ضرورت ہے، فنڈز کی ضرورت ہے پھر اس کے لئے آپ کو Teachers and staff بھی provide کرنا پڑے گا تو یہ مسئلہ کیسے حل ہو گا؟

جناب سپیکر: جی، بتائیں کہ کس طرح سے مسئلہ کو حل کیا جائے۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! جب ہم school establish کرتے ہیں تو اس میں بلڈنگ کے لئے availability of land کا issue ہوتا ہے جو کہ انہوں نے خود ہی بات کی ہے کہ وہاں پر جگہ کم ہے۔اگر وہ community ہمیں land دے دیتی ہے تو گورنمنٹ اس پر انشاء اللہ بلڈنگ بھی بنائے گی اور جہاں تک سٹاف کا تعلق ہے تو جب سکولوں کی upgradation ہوتی ہے جیسا کہ آپ اور ان سب کو پتا ہے کہ فنانس ڈیپارٹمنٹ سے ان کی SNE approve کرا کے وہاں پر سارا اسٹاف تعینات کیا جاتا ہے جس کی وہاں پر ضرورت ہوتی ہے۔اس میں یہی ہے کہ مختلف جگہوں پر جب لوگ سکول بنانا چاہ رہے ہوتے ہیں تو community کی طرف سے زمین گورنمنٹ کو دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: کیا وہاں گورنمنٹ کی کوئی land ہے؟

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! وہاں سرکاری جگہ اتنی پڑی ہوئی ہے تو وہ کس کام کی ہے، اگر عوام کو نہیں دینی، بچوں کی تعلیم کے لئے نہیں دینی تو اس کو آپ نے کیا کرنا ہے، کیا فوجیوں کو دینی ہے؟ ضرورت تو بچوں کی تعلیم کے لئے ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! اس کو چیک کروالیں کہ اگر وہاں گورنمنٹ کی زمین ہے تو پھر آپ اس کا تحرک کریں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جی، ٹھیک ہے میں دوبارہ چیک کرلیتا ہوں کیونکہ مجھے یہی بتایا گیا تھا کہ government land available نہیں ہے۔ اگر government land available ہو تو پھر ہم donation کے لئے کہتے ہی نہیں۔ ہمیں دو کنال زمین چاہئے اور دو کنال ان کے پاس existing ہے۔

جناب سپیکر: دیکھیں! اگر وہاں گورنمنٹ کی زمین ہے تو مسئلہ حل کروائیں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اگر زمین ساتھ ہے تو ہم دیکھ لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: اس کو sympathetic consideration دیں۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ بھی ان سے پوچھیں کہ یہ معاملہ کتنے عرصے تک حل کریں گے؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! یہ معاملہ ذرا جلدی حل کروائیں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ بھی بتایا جائے کہ 11-2010 میں آپ نے کتنے سکول upgrade کئے ہیں، ان کی ذرا تفصیل مجھے بتائیں؟

جناب سپیکر: نہیں، کیا اس سوال میں آپ نے پوچھا ہے؟

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ ڈسٹرکٹ بہاولنگر میں 11-2010 میں آپ نے آج تک کتنے سکول upgrade کئے ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ویسے تو یہ fresh question بنتا ہے لیکن میں نے ابھی بتایا ہے کہ ہم نے پورے پنجاب میں 1277 کے قریب سکول upgrade کئے ہیں اور مڈل سکول سے ہائی سکول upgrade کئے ہیں ان کی تفصیل میرے پاس تھی مگر یہ fresh question بنتا ہے۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ اپنے سوال کی طرف relevant رہیں۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ڈسٹرکٹ بہاولنگر کا پوچھا ہے میں نے پورے پنجاب کا ریکارڈ نہیں مانگا؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! بہاولنگر کے حوالے سے یہ fresh question بنتا ہے۔ اگر محترمہ fresh question کریں تو اس کا جواب دے دیا جائے گا۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ ہر بات پر کہتے ہیں کہ یہ fresh question بنتا ہے، اس کا دو سال بعد جواب آئے گا کیا آپ کو اس بات کا یقین ہے کہ تب آپ کی حکومت ہو گی؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): محترمہ! آپ سپیکر صاحب سے بات کریں۔ دراصل بات یہ ہے، میں ایوان کو بتانا چاہوں گا کہ ہمارے معزز ممبران ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے حوالے سے maximum questions کرتے ہیں جس وجہ سے ان کے سوال delay ہو جاتے ہیں چونکہ آپ نے طے کیا ہوا ہے کہ ایک سیشن میں 30 سے 35 سوال آئیں گے یا تو آپ ایسا کر دیں کہ محکمہ سکول کے سوالات کی تعداد زیادہ کر لیا کریں تاکہ ان کی یہ شکایت دور ہو جائے۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ ایسی بات تو نہیں ہو سکتی۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! پنجاب کے سارے محکموں میں سب سے زیادہ سوال سکول سائیڈ کے ہوتے ہیں۔ میں کل چیک کر رہا تھا ہمارے پاس ابھی بھی بہت زیادہ سوالات pending پڑے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! ہم آپ کو پوچھ کر بتا دیں گے۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! منسٹر صاحب کا تعلق محکمہ تعلیم سے ہے یہ اس کے وزیر ہیں تو پورے پنجاب کا ریکارڈ ان کے پاس ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، ان کے پاس ہے انہوں نے سارا بتا دیا ہے۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ہر بات پر تو وہ کہتے ہیں کہ fresh question بنتا ہے۔ یہ مجھے بہاولنگر کے بارے میں بتائیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! ایسے نہ کریں، اس کے بارے میں relevancy نہیں بنتی۔ جی، اگلا سوال محترمہ سیمل کامران صاحبہ کا ہے۔ محترمہ سیمل کامران صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا dispose of کیا جاتا ہے، اگلا سوال محمد شفیق خان صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا dispose of کیا جاتا ہے، اگلا سوال چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا dispose of کیا جاتا ہے، اگلا سوال شیخ علاؤالدین صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا dispose of کیا جاتا ہے، اگلا سوال سردار عاطف حسین مزاری صاحب!۔۔۔

حاجی اللہ رکھا: جناب سپیکر! مزاری صاحب موجود نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: آپ کیسے کہہ رہے ہیں؟ وہ مجھے نظر آئے ہیں۔

حاجی اللہ رکھا: جناب سپیکر! ہاؤس میں موجود نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: موجود نہیں ہیں۔ dispose of، بلے بلے! بہت لمبا سوال ہے بھئی۔ محترمہ سکینہ شاہین خان صاحبہ!

محترمہ سکینہ شاہین خان: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں تو سمجھ رہی تھی کہ یہ سوال بہت آخر میں ہے شاید اس کی باری نہیں آئے گی لیکن میں خوش قسمتی سمجھتی ہوں کہ اس سوال کی باری آ گئی۔

جناب سپیکر: سوال نمبر بولئے گا۔

محترمہ سکینہ شاہین خان: جناب سپیکر! سوال نمبر 5747 ہے اس کے جواب کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

گورنمنٹ ہائی سکول 388 گ ب کی چار دیواری کی تعمیر کا معاملہ

*5747: محترمہ سکینہ شاہین خان: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ ہائی سکول 388 گ ب تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد کی چار دیواری گر چکی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سکول کے ساتھ جوہڑ کا گندہ پانی چار دیواری گرنے کی وجہ سے سکول کے صحن اور کمروں میں داخل ہو گیا ہے؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ بالا سکول کی چار دیواری تعمیر کروانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ہاں! یہ درست ہے کہ سکول کی چار دیواری گر چکی ہے جس میں 530 RFT چار دیواری مکمل ہے اور 1900 RFT چار دیواری کی ضرورت ہے۔

(ب) درست ہے۔ لیکن متعلقہ سکول کے ہیڈ ماسٹر صاحب نے اپنی مدد آپ کے تحت گندے پانی کو روکنے کے لئے خاطر خواہ انتظامات کر لئے ہیں۔

(ج) ڈائریکٹر PMIU پنجاب لاہور کو درخواست کی گئی ہے کہ اس سکول کو فیز 6 پروگرام PESRP برائے سال 11-2010 میں شامل کیا جائے۔ مطلوبہ فنڈز دستیاب ہونے کی صورت میں چار دیواری وغیرہ مکمل کر دی جائے گی۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ سکینہ شاہین خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس کا جواب 19۔اپریل 2010 کو موصول ہوا اور اس میں وعدہ کیا گیا کہ سکول کو فیز 6 پروگرام PESRP میں ڈالا جائے گا لیکن اب 2012 ختم ہونے والا ہے اور اس سکول کو کسی پروگرام میں نہ ڈالا گیا ہے اور اس کی حالت still وہی ہے اس کی دیوار ٹوٹی ہوئی ہے اور پورے گاؤں کا گندہ پانی اس سکول کے اندر داخل ہو جاتا ہے۔ میری مجتبیٰ شجاع الرحمٰن صاحب سے گزارش ہے کہ چونکہ یہ ہائی سکول ہے اور بچوں کی severe problem ہے اس کو priority basis پر حل کیا جائے۔ مہربانی۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! انشاء اللہ اگلے ماہ سے ہمارا کام شروع ہو جائے گا۔ اس دفعہ ہم نے specially یہ کام کرنا ہے کل جب یہ سوال میرے سامنے آیا تو میں نے

specially لاہور کے ای ڈی او سے پوچھا کہ یہ ابھی تک کیوں حل نہیں ہوا اور ان سے کہا ہے کہ اس مسئلہ کو priority پر حل کیا جائے۔

حاجی اللہ رکھا: راناصاحب سے کہیں کہ اس سکول کے لئے پیسے دیں۔

محترمہ سکینہ شاہین خان: یہ 388 گ ب، تحصیل سمندری، ضلع فیصل آباد کے سکول کا سوال ہے۔یہ راناصاحب کے حلقہ کا سوال نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، ضلع فیصل آباد کا ہے۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جی، بالکل ضلع فیصل آباد کا ہے تو ان کو اس بارے میں کہہ دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: چلیں! ٹھیک ہے، بات ہو گئی ہے۔

محترمہ سکینہ شاہین خان: جناب سپیکر! سکول کے ہیڈ ماسٹر نے اپنی مدد آپ کے تحت سکول سے نکاسی آب کا انتظام کیا، میں ہیڈ ماسٹر موصوف کو on the floor of the Punjab Assembly appreciate کرتی ہوں اور ان بچوں کے والدین کو بھی۔

جناب سپیکر: بہت مہربانی۔اب اگلا سوال محمد عباس صاحب کا ہے۔

(اذان ظہر)

جناب سپیکر: جی، محمد عباس صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا dispose of کیا جاتا ہے، اگلا سوال محترمہ ساجدہ میر صاحبہ!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! سوال نمبر 5824 ہے اس کے جواب کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ڈی ای او (زنانہ) شیخوپورہ میں ملازمین کی اپ گریڈیشن میں تاخیر کی تفصیلات

*5824: محترمہ ساجدہ میر: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈی ای او زنانہ ضلع شیخوپورہ میں ای ای ٹی کی اپ گریڈیشن کے کتنے کیس زیر التواء ہیں؟

(ب) ای ای ٹی کی اپ گریڈیشن کس تاریخ سے due ہے، اس تاخیر میں کون کون سے افسران اور عملہ ملوث ہے، نام و عہدہ بتایا جائے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت ای ای ٹی (زنانہ) کی اپ گریڈیشن کب تک کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) کوئی بھی کیس زیر التواء نہیں ہے۔

(ب) کوئی آفیسر یا عملے کا کوئی فرد اس تاخیر میں ملوث نہیں ہے۔

(ج) ای ای ٹی کی اپ گریڈیشن مکمل ہو چکی ہے۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! منسٹر صاحب بہت اچھے اور بہت honest انسان ہیں۔ یہ ان کے بس کی بات نہیں ہے۔ یہ شریف آدمی ہیں اس لئے میں ضمنی سوال نہیں کرنا چاہتی۔

جناب سپیکر: جی، اگلا سوال خواجہ محمد اسلام صاحب کا ہے۔ خواجہ محمد اسلام!۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا dispose of کیا جاتا ہے، اگلا سوال چودھری طاہر محمود ہندلی صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا dispose of. کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال جناب ذوالفقار علی صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا dispose of کیا جاتا ہے۔ محترمہ سیمل کامران صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا dispose of کیا جاتا ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! سکینہ شاہین صاحبہ قائد ایوان کی سیٹ پر بیٹھی ہوئی ہیں۔ انہیں تمیز سکھائیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! خیال کیجئے۔ جناب وسیم قادر صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ خدیجہ عمر!۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا dispose of، کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ شگفتہ شیخ صاحبہ! آپ کے پاس بس ایک منٹ ہے۔

محترمہ شگفتہ شیخ: جناب سپیکر! سوال نمبر 6139 ہے اس کے جواب کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع قصور۔ محکمہ تعلیم میں بھرتی و دیگر تفصیلات

*6139: محترمہ شگفتہ شیخ: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع قصور میں سال09-2008 میں کتنے ملازمین اور اساتذہ بھرتی کئے گئے اور کس کس گریڈ میں؟

(ب) ضلع قصور میں کتنے سرکاری سکول بغیر عمارات چل رہے ہیں اور کہاں کہاں؟

وزیر سکولزایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن):

(الف) ضلع قصور میں سال09-2008 میں کلرک اور درجہ چہارم کا کوئی ملازم بھرتی نہیں کیا گیا جبکہ اساتذہ کی درج ذیل بھرتی عمل میں لائی گئی ہے۔

SSE گریڈ16 میں104 بھرتی کئے گئے۔

SESE گریڈ14 میں306 بھرتی کئے گئے۔

ESE گریڈ09 میں588 بھرتی کئے گئے۔

(ب) ضلع قصور میں29 گرلز پرائمری سکولز اور17 بوائز پرائمری سکولز بغیر عمارت چل رہے ہیں۔ لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ شگفتہ شیخ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جو سرکاری سکول بغیر عمارات کے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، ذرا سنیں۔

محترمہ شگفتہ شیخ: جناب سپیکر! جو سکول بغیر عمارت کے چل رہے ہیں حکومت کب تک ان کی عمارات بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! یہ بتائیں کہ جو سکول بغیر عمارات کے چل رہے ہیں حکومت کب تک ان کی عمارات بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر سکولزایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! سکولوں میں shelter ہے مگر عمارت کی کمی سکولوں میں ضرور ہے تو اس کے لئے باقاعدہ funding کی گئی ہے۔ اگلے مہینے سے ہم اس پر کام شروع کر رہے ہیں۔ ہم نے 4۔ارب روپے missing facilities کے لئے رکھے ہیں اور 2۔ارب روپے upgradations کے لئے رکھے ہیں تو یہ تقریباً 6۔ارب روپے بنتے ہیں۔ اس کے علاوہ 52 کروڑ روپے specially بچیوں کے سکولوں کے لئے جن کی یونین کونسل level پر upgradation ہونی ہے تو یہ total funding رکھی ہوئی ہے۔ اس علاقے کے ایم پی ایز اپنی جو priorities دیں گے اس کے مطابق ان کو gradually بہتر کیا جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، آپ کی بڑی مہربانی۔ آج آپ کے 35 کے 35 سوالات مکمل ہوئے۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: ساڑھے چار سال میں پہلی دفعہ ایسا ہوا ہے۔ بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

دیپالپور، موضع جمال کے گرلز و بوائز سکولوں سے متعلقہ تفصیل

*4780: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گاؤں جمال تحصیل دیپالپور ضلع اوکاڑہ میں پرائمری گرلز سکول اور بوائز پرائمری سکول کے لئے جگہ کس نے کتنی اور کب دی، مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) گاؤں جمال تحصیل دیپالپور ضلع اوکاڑہ میں پرائمری گرلز سکول اور بوائز پرائمری سکول کا کل کتنا رقبہ ہے، کتنے رقبے پر عمارت تعمیر کی گئی ہے اور کتنا رقبہ گراؤنڈ کے لئے مختص کیا گیا ہے، مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) گاؤں جمال کے تحصیل دیپالپور ضلع اوکاڑہ میں پرائمری گرلز سکول اور بوائز پرائمری سکول کے لئے محمد اکرم اور منظور احمد وغیرہ نے دو، دو کنال کے حساب سے دونوں سکولوں کو 1995 میں جگہ دی ہے۔

(ب) گاؤں جمال کے تحصیل دیپالپور ضلع اوکاڑہ میں پرائمری گرلز سکول اور بوائز پرائمری سکول کا رقبہ دو، دو کنال ہے دونوں سکولوں کی عمارت 15، 15 مرلے پر مشتمل ہے اور 25، 25 مرلے رقبہ گراؤنڈز کے لئے مختص کیا گیا ہے۔

ایلیمنٹری سکولز اساتذہ کی ترقیوں کی تفصیلات

*4793: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیاوزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

کیا یہ درست ہے کہ ایلیمنٹری سکولز اساتذہ کو محکمانہ ترقی نہیں دی جاتی، کیا حکومت ان کی ترقی کے لئے کوئی لائحہ عمل تیار کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن):

یہ درست نہ ہے- بمطابق حکومت پنجاب نوٹیفکیشن نمبر SOR-III-S&GAD-1-19/2004 ایلیمنٹری سکولز اساتذہ کی ترقی کے لئے مواقع موجود ہیں جس کے تحت ان اساتذہ کو کل خالی پوسٹوں میں سے 50 فیصد پوسٹوں پر سنیارٹی کی بنیاد پر محکمانہ ترقی کے ذریعے بطور SST(BS-16) ترقی دی جاتی ہے- کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے- مزید یہ کہ حکومت پنجاب کی ہدایت پر سیکرٹری سکول ایجوکیشن پنجاب کے نوٹیفکیشن نمبری SO(S-III)2-16/2007 مورخہ 06-11-2009 کے تحت ایلیمنٹری سکولز اساتذہ کو بہتر سکیل دینے کے لئے بھی ایک فارمولہ موجود ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:-

	Initial Level	Level- 1	Level -II
	50%	35%	15%
Category of Teacher	Pay Scale	Pay Scale	Pay Scale
ESTs (M&F)	BS-14	BS-15	BS-16

سرگودھا، ای ڈی او کے خلاف انکوائری کی تفصیلات

*4900: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیاوزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سرگودھا کے تمام تعلیمی اداروں کے لئے لاکھوں روپے کے سامان کی غیر معیاری خریداری از قسم کمپیوٹر، یوپی ایس وغیرہ کی بناء پر ای ڈی او تعلیم سرگودھا کے خلاف محکمہ انٹی کرپشن میں کیس درج ہو چکا ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا مذکورہ کیس میں انکوائری شروع کی گئی ہے اگر ہاں تو اس کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ای ڈی او تعلیم سرگودھا نے کسی قسم کی کوئی خریداری نہ کی ہے۔جس خریداری کا ذکر سوال میں کیا گیا ہے وہ ڈی ای او سیکنڈری ایجوکیشن سرگودھا نے صرف 10 سکولوں کے لئے کی تھی۔اس کے خلاف ایک شکایت کی گئی تھی جس کے جواب میں مذکور آفیسر نے بتایا کہ خریداری کے لئے تمام قواعد و ضوابط کا خیال رکھا گیا اور ٹیکنیکل ممبران سے سرٹیفکیٹ حاصل کرنے کے بعد ادائیگی کی گئی۔(کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

(ب) جو شکایت کی گئی تھی اس کا تفصیلی جواب متعلقہ محکمہ کو دیدیا گیا تھا۔تاہم الزامات ثابت نہ ہونے پر متعلقہ محکمہ نے انکوائری ختم کر دی تھی۔(کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

ضلع رحیم یار خان، چار دیواری کے بغیر سکولوں کی تفصیلات

*5260: میاں شفیع محمد: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع رحیم یار خان کے کتنے بوائز اور گرلز پرائمری، مڈل اور ہائی سکول ایسے ہیں جن کی چار دیواری نہیں ہے یا نامکمل ہے، سکول وار تفصیل بتائیں؟

(ب) موجودہ سکیورٹی صورتحال کے پیش نظر حکومت نے نامکمل اور بغیر چار دیواری کے سکولوں میں چار دیواری تعمیر کے لئے کیا اقدامات اٹھائے ہیں، مکمل تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع رحیم یار خان میں نامکمل و بغیر چار دیواری سکولوں کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نامکمل چار دیواری

سکول لیول	بوائز	گرلز
ہائی	69	5
مڈل	13	0
پرائمری	08	0

بغیر چار دیواری

سکول لیول	بوائز	گرلز
ہائی	0	0
مڈل	47	3
پرائمری	218	83

سکول وار فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ بالا 5 گرلز ہائی سکولز،69 بوائز ہائی سکولز کی چار دیواری کی تعمیر جاری ہے اور جون 2012 سے قبل مکمل کر لی جائے گی۔اگلے سال باقی سکولوں کی چار دیواری بھی priority کی بنیاد پر اور فنڈز کی فراہمی پر مکمل کر دی جائے گی۔

پنجاب کے سرکاری سکولوں میں خاکروب تعینات کرنے کی تفصیلات

*5519: محترمہ سیمل کامران: کیاوزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب کے اکثر سرکاری سکولوں میں خاکروب(sweeper)تعینات نہیں ہیں؟

(ب) کیاحکومت مذکورہ سکولوں میں خاکروب جلداز جلد تعینات کرنے کاارادہ رکھتی ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) یہ درست نہ ہے۔تمام ہائی / ہائر سیکنڈری سکولوں میں خاکروب کی اسامیاں منظور شدہ ہیں اور وہ باقاعدگی سے ڈیوٹی انجام دے رہے ہیں۔

(ب) جواب جز(الف)کی روشنی میں مزید وضاحت کی ضرورت نہ ہے۔

جہلم،گورنمنٹ پرائمری سکول موضع میرے کی عمارت کی تعمیر کی تفصیلات

*5557: جناب محمد شفیق خان: کیاوزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) گورنمنٹ پرائمری سکول موضع میرے،یو سی احمد آباد پنڈدادنخان ضلع جہلم کی عمارت کتنی لاگت سے مکمل ہوئی ہے؟

(ب) یہ عمارت کس ٹھیکیدار نے تعمیر کی ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ اس عمارت میں بجلی کی وائرنگ،پنکھے اور پانی کی سہولت نہیں ہے،اگر ہاں تواس عمارت کی تعمیر میں یہ کام کیوں نہیں کروایا گیا؟

(د) کیا حکومت نے مذکورہ ٹھیکیدار کو سکیورٹی کی رقم کی ادائیگی کر دی ہے،اگر ہاں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ہ) اس عمارت کی completion کا سرٹیفکیٹ کس نے کب جاری کیا ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) 20.600 ملین

(ب) خرم شہزاد (این ایل سی)

(ج) درست نہیں ہے۔

(د) این ایل سی کی متعلقہ ہے۔

(ہ) سلطان احمد ڈپٹی ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر (مردانہ) تحصیل پنڈ دادنخان سرٹیفکیٹ completion کے بعد جاری کیا گیا۔

سرگودھا۔سکولوں کی اپ گریڈیشن کے لئے فنڈز جاری کرنے کی تفصیلات

*5562: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے ہر ممبر صوبائی اسمبلی کو چار سیکٹروں میں ترقیاتی سکیموں کے لئے 25 ملین کی خصوصی گرانٹ منظور کی ہے ؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اس خصوصی گرانٹ میں ایجوکیشن سیکٹر میں میری تین 3 سکیمیں برائے اپ گریڈیشن:-

(i) گرلز پرائمری سکول سے مڈل سکول 40 شمالی

(ii) گرلز مڈل سکول سے ہائی سکول 28 جنوبی

(iii) گرلز پرائمری سکول سے مڈل سکول 82 جنوبی سرگودھا

کی ڈسٹرکٹ ڈویلپمنٹ کمیٹی کی طرف سے منظوری کے بعد ان کے ٹینڈرز بھی طلب کئے جا چکے ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ورک آرڈر جاری ہونے کے باوجود ٹھیکیداروں نے ابھی تک کام شروع نہیں کیا کیونکہ ان کے لئے فنڈز جاری نہیں کئے گئے ، یہ فنڈز کب تک جاری کئے جائیں گے تاکہ کام شروع ہو سکے ؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) درست نہ ہے۔تینوں سکیموں پر کام مکمل ہو چکا ہے اور عملہ کی تعیناتی کے بعد نئی کلاسز کا اجراء بھی ہو چکا ہے۔

رحیم یار خان، موضع حاجی غلام سرور خان امام بخش انہڑ میں لڑکیوں کے لئے پرائمری سکول بنانے کا مسئلہ

*5574: شیخ علاؤالدین: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل لیاقت پور رحیم یار خان کے گاؤں حاجی غلام سرور خان امام بخش انہڑ میں لڑکیوں کے لئے کوئی پرائمری سکول نہ ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ بالا گاؤں میں لڑکیوں کے لئے پرائمری سکول بنانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک آگاہ کریں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) درست ہے۔تحصیل لیاقت پور میں امام بخش بوائز پرائمری سکول موجود ہے لیکن گرلز سکول نہ ہے۔

(ب) بوائز سکول موجود ہے۔اگر لوکل کمیونٹی زمین سکول ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے نام منتقل کر دے تو گرلز سکول بنایا جا سکتا ہے۔تاہم آئندہ مستقبل میں حکومت ہر گاؤں میں صرف ایک ہی پرائمری سکول بنائے گی جس میں لڑکے اور لڑکیاں دونوں پڑھ سکیں گے۔اس بارے میں محکمہ وزیر اعلیٰ پنجاب کو ایک سمری بھجوا چکا ہے اور موجودہ پرائمری سکولوں کو بھی گرلز اور بوائز کی بجائے ایک ہی جونیئر ماڈل سکول بنانے کی تجویز زیر غور ہے جس میں پرائمری سطح پر بچیاں اور بچے اکٹھے پڑھ سکیں۔

راجن پور۔پی پی 250 سکولوں کی اپ گریڈیشن و دیگر مسائل کی تفصیلات

*5718: سردار عاطف حسین مزاری: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) حلقہ پی پی۔250 ضلع راجن پور میں 2008 سے اب تک کون کون سے پرائمری، مڈل، ہائی سکولز کو اپ گریڈ کیا گیا نیز کیا اپ گریڈ ہونیوالے سکولز میں کلاسز شروع کی گئی ہیں اگر نہیں تو کب تک شروع کی جائیں گی، تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

(ب) مذکورہ حلقہ میں کتنے ایسے پرائمری، مڈل، ہائی (بوائز و گرلز) سکولز ہیں جہاں بنیادی سہولیات میسر نہ ہیں اور کتنے سکولز کی چار دیواری نہ ہے، کب تک چار دیواری اور دیگر سہولیات مہیا کی جائیں گی؟

(ج) کتنے اور کون سے ایسے سکولز ہیں جن کی اپنی بلڈنگ نہ ہے اور کون سے ایسے سکولز ہیں جن کی بلڈنگ تو موجود ہے لیکن سٹاف نہ ہے یا نہ ہونے کے برابر ہے، مکمل تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

(د) مڈل سکول بستی مکوڑہ کو اب تک اپ گریڈ کیوں نہیں کیا گیا، وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن):

(الف) حلقہ پی پی۔250 میں 2008 سے آج تک درج ذیل سکولز upgrade ہوئے ہیں اور کلاسز بھی شروع ہو گئی ہیں۔

	زنانہ	مردانہ	ٹوٹل
1۔پرائمری سے مڈل	03	04	07

I۔ گرلز پرائمری سکول سونمیانی نمبر2

ii۔ گرلز CMS کچہ میانوالی

iii۔ گرلز CMS شوکت آباد

I۔ بوائز P/S سنگت بزدار

ii۔ بوائز P/S الٰہی بخش چاچڑ

iii۔ بوائز P/S عارف والہ

iv۔ بوائز P/S محب علی

	زنانہ	مردانہ	ٹوٹل
1۔مڈل سے ہائی	01	01	02

I۔گرلز E/S بھاگسر

I۔بوائز E/S بھاگسر

	زنانہ	مردانہ	ٹوٹل
1۔ہائی سے ہائر سیکنڈری	01	01	02

I۔گرلز ہائر سیکنڈری سکول عمر کوٹ

I۔بوائز ہائر سیکنڈری سکول عمر کوٹ

(ب) درج ذیل حساب سے پرائمری، مڈل، ہائی گرلز اور بوائز سکولز بنیادی سہولیات سے محروم ہیں۔

	زنانہ	مردانہ	ٹوٹل
1-پرائمری	14	18	32
2-مڈل	02	01	03
3-ہائی	00	00	00

ان سکولوں میں بنیادی سہولیات میسر نہ ہیں مثلاً بجلی، پانی اور لیٹرین وغیرہ

گرلز سکولز پرائمری

1- گرلز P/S محلہ وینس اعوان
2- گرلز P/S بنگلہ ہدایت
3- گرلز P/S بستی پنجاب
4- گرلز P/S چک دلبر
5- گرلز P/S محبوب ناگا
6- گرلز P/S چک کڑیا
7- گرلز P/S بستی شیخان
8- گرلز P/S وارڈ نمبر 7 روجھان
9- گرلز P/S گل گھنوار
10- گرلز P/S برکت علی
11- گرلز P/S شہزاد ماڈل فارم
12- گرلز P/S نمبر 3 روجھان
13- گرلز P/S روجھان شرقی
14- گرلز P/S غلام محمد گیلانی

بوائز سکولز پرائمری

1- وائز P/S بستی سرگانی
2- بوائز P/S بہرام خان
3- وائز P/S حبیب اللہ
4- وائز P/S جتاں دی میڑھ
5- بوائز P/S ملک مردا
6- وائز P/S نمبر 1 عمر کوٹ
7- وائز P/S قاضی کوارٹر
8- بوائز P/S کریم بخش راہواڑی
9- بوائز P/S واہ ماچکہ
10- بوائز P/S لعل بخش دلائی
11- بوائز P/S بستی شیخان
12- بوائز P/S علی مراد
13- بوائز P/S کن
14- بوائز P/S دلبر
15- بوائز P/S ازمان
16- بوائز P/S تھوبانی
17- بوائز P/S بستی پنجابی
18- بوائز P/S گیانمل

گرلز سکولز مڈل

1- گرلز E/S کوٹلہ حسن شاہ
2- گرلز E/S میراں پور

بوائز سکولز مڈل

1-بوائز E/S نبی شاہ

جن سکولوں کی چار دیواری نہ ہے۔

-1 گرلز P/S گلاب گوٹھ -2 گرلز P/S بستی شیر محمد
-3 گرلز P/S ملک بڈھا -4 گرلز P/S ملک مرید
-5 گرلز P/S غلام نبی گولہ
-1 بوائز P/S بستی پنجابی روجھان -2 بوائز P/S بستی پنجابی مرکز مٹھن کوٹ

پچھلے مالی سال 12-2011 میں مختلف سکیموں کے تحت 21 سکولوں میں missing facilities فراہم کی گئیں، باقی درج بالا سکولوں میں priority کی بنیاد پر ضلعی حکومت سے فنڈز کی فراہمی پر missing facilities بتدریج فراہم کر دی جائیں گی۔

(ج) درج ذیل سکولز کی اپنی بلڈنگ نہ ہے:۔

	زنانہ	مردانہ	ٹوٹل
1-پرائمری	02	04	06
2-مڈل	00	01	01

گرلز پرائمری سکولز

-1 گرلز P/S نبی شاہ -2 گرلز P/S بنگلہ اچھا

بوائز پرائمری سکولز

-1 بوائز P/S حبیب اللہ نمبر 2 -2 بوائز P/S علی مراد
-3 بوائز P/S لعل بخش -4 بوائز P/S حضور بخش جت

درج ذیل سکولوں میں سٹاف نہ ہے۔ موجودہ ہونے والی recruitment میں ان سکولوں میں نیا سٹاف بھرتی کر دیا جائے گا۔

گرلز پرائمری سکولز

-1 گرلز P/S کوٹلہ حمل -2 گرلز P/S کچہ چوہان
-3 گرلز P/S باری باجواہ -4 گرلز P/S میانی محمود
-5 گرلز P/S جھنڈی -6 گرلز P/S پلوجت

بوائز پرائمری سکولز

1-بوائز P/S وڈیرہ شاہنواز

(د) مڈل سکول بستی مکوڑہ کو ہائی سکول کا درجہ دینے کے لئے فیزیبلٹی رپورٹ اور رف کاسٹ اسٹیمیٹ گورنمنٹ آف پنجاب سکول ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کو بھجوادیا گیا ہے۔

نارووال، گورنمنٹ گرلز ایلیمنٹری سکول نور نگ آباد کی اپ گریڈیشن ودیگر تفصیلات

*5768: جناب محمد عباس چودھری: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ گرلز ایلیمنٹری سکول نور نگ آباد تحصیل شکر گڑھ ضلع نارووال کی upgradation کے لئے 09-2008 مورخہ 09-08-05 میں بذریعہ چٹھی نمبر AL-1/CB/1867/M فنڈز الاٹ کئے گئے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ بذریعہ چٹھی نمبر 1349 مورخہ 09-06-06 ٹینڈر کے لئے مراسلہ جاری ہوا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ پراجیکٹ پر کام روک دیا گیا؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا محکمہ مذکورہ کام دوبارہ شروع کرنے کا ارادہ رکھتا ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن):

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) ضلعی حکومت کی طرف سے فنڈ نہ ملنے کی وجہ سے اس پراجیکٹ پر کام شروع نہ ہو سکا۔

(د) اگر ضلعی حکومت موجودہ مالی سال 13-2012 میں فنڈز فراہم کر دے تو اس پراجیکٹ پر دوبارہ کام شروع کیا جا سکتا ہے۔

پی پی۔72 فیصل آباد: ہائی سکولوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*5886: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پی پی۔72 فیصل آباد میں کتنے بوائز و گرلز ہائی سکول ہیں؟

(ب) ان سکولوں میں زیر تعلیم طالب علموں کی تعداد کلاس وار بتائیں؟

(ج) ان سکولوں میں کون کون سی missing facilities ہیں؟

(د) کن کن سکولوں کی عمارات ناکافی ہیں اور کن سکولوں میں اساتذہ کی تعداد کم ہے؟

(ہ) کیا حکومت ان سکولوں کے مسائل حل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن):

(الف) صوبائی حلقہ پی پی۔72 میں بوائز ہائی سکولز کی تعداد سات ہے جبکہ گرلز ہائی سکولز کی تعداد چودہ ہے۔

(ب) ان سکولوں میں طالب علموں کی کلاس وار تعداد(Annex-"A")ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) مذکورہ حلقہ کے پانچ سکولوں کے کمروں کی تعمیر اور بنیادی سہولتوں کی فراہمی کی مد میں مالی سال2010-11 میں 22.608 ملین روپے خرچ کئے گئے ہیں۔ تفصیل(Annex-"B") ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔اب مذکورہ سکولوں میں تمام بنیادی سہولتیں میسر ہیں۔

(د) پی پی۔72 میں کسی بھی سکول میں عمارت کم نہیں ہے جبکہ کچھ سکولوں میں اساتذہ کی تعداد ریٹائرمنٹ کی وجہ سے کم تھی جو تبادلہ جات کے ذریعے پوری کر دی گئی ہے۔

(ہ) مذکورہ حلقہ کے اکثر سکولوں کے مسائل حل کر دیئے گئے ہیں۔

پی پی۔72فیصل آباد میں پرائمری و مڈل سکولوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*5890: خواجہ محمد اسلام: کیاوزیر سکولزایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پی پی۔72فیصل آباد میں کتنے پرائمری اور مڈل سکولز بوائز و گرلز ہیں؟

(ب) کتنے سکولز سرکاری عمارات اور کتنے کرایہ کی عمارات میں چل رہے ہیں؟

(ج) ان سکولوں میں کون کون سی missing facilities ہیں؟

(د) کیاحکومت ان سکولوں کی missing facilities پوری کرنے کاارادہ رکھتی ہے؟

وزیر سکولزایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) پی پی۔72فیصل آباد میں گورنمنٹ گرلز اور بوائز پرائمری سکول آٹھ ہیں اور گورنمنٹ گرلز و بوائز مڈل سکول چھ ہیں، تفصیل درج ذیل ہے:۔

1۔گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول	04
2۔گورنمنٹ بوائز پرائمری سکول	04
3۔گورنمنٹ گرلز ایلیمنٹری سکول	04
4۔گورنمنٹ بوائز ایلیمنٹری سکول	02
ٹوٹل	14

سکول وار فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تمام سکول سرکاری عمارات میں چل رہے ہیں۔

(ج) مذکورہ حلقہ کے تمام سکولوں میں بنیادی سہولیات موجود ہیں۔

(د) مذکورہ سکولوں میں بنیادی سہولیات پوری ہیں۔

پی پی-125، سیالکوٹ میں سکولوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*5922: چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ): کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) پی پی-125 سیالکوٹ میں پرائمری، مڈل اور ہائی سکولوں کی تعداد کیا ہے؟

(ب) جو سکول ان میں سے اپ گریڈیشن کے معیار پر پورا اترتے ہیں کیا حکومت ان کو اپ گریڈ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف)

گرلز پرائمری سکولز	بوائز پرائمری سکولز	گرلز ایلیمنٹری سکولز	بوائز ایلیمنٹری سکولز	ہائی سکولز
107	63	20	06	11

(ب) جو سکول اپ گریڈیشن کے معیار پر پورے اترتے ہیں انہیں priority کی بنیاد پر اور ضلعی حکومت سے فنڈز کی دستیابی پر اپ گریڈ کر دیا جاتا ہے۔

پی پی-125 سیالکوٹ بغیر عمارات سکولوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*5923: چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ): کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) پی پی-125 سیالکوٹ میں بغیر عمارات سکولوں کی تعداد کتنی ہے؟

(ب) مذکورہ سکولوں میں فرنیچر، سٹاف اور عملہ ضرورت کے مطابق موجود ہے اگر نہیں تو اس کی تفصیل بیان کریں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) پی پی-125 سیالکوٹ میں مندرجہ ذیل دو سکول بغیر عمارت کے چل رہے تھے۔

(i) گورنمنٹ بوائز پرائمری سکول "کوہاڑ"

(ii) گورنمنٹ بوائز پرائمری سکول "ٹونگ"

- گورنمنٹ بوائز پرائمری سکول "کوہاڑ" کو گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول "کوہاڑ" اور گورنمنٹ بوائز پرائمری سکول "ٹونگ" کو گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول "ٹونگ" میں پنجاب گورنمنٹ کی merger policy کے مطابق ضم کر دیا گیا ہے۔
- لہذا اس حلقہ میں اب کوئی بھی سکول بغیر عمارت نہ ہے۔

(ب) مذکورہ دونوں بوائز پرائمری سکولوں کو گرلز پرائمری سکولوں میں ضم کرنے کے بعد فرنیچر، سٹاف اور عملہ کی کمی پوری ہو گئی ہے۔

ضلع راجن پور، اساتذہ کی منظور شدہ اسامیاں و دیگر تفصیلات

*5994: حاجی ذوالفقار علی: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) گورنمنٹ پرائمری سکول حفیظ آباد سنٹر عمر کوٹ تحصیل روجھان ضلع راجن پور میں اساتذہ کی منظور شدہ اسامیاں کتنی ہیں؟

(ب) اس وقت کتنے اساتذہ کام کر رہے ہیں ان کے نام، ولدیت، تعلیمی قابلیت کی تفصیل بتائیں؟

(ج) اس سکول میں کتنے بچے کلاس وار زیر تعلیم ہیں؟

(د) کیا سکول اس وقت فنکشنل ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں نیز حکومت اس کو کب تک فنکشنل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) گورنمنٹ پرائمری سکول حفیظ آباد سنٹر عمر کوٹ روجھان ضلع راجن پور میں اساتذہ کی منظور شدہ اسامیاں دو ہیں۔

(ب) اس وقت سکول میں ایک ٹیچر حبیب اللہ ولد کریم بخش تعینات ہے جس کی تعلیمی قابلیت ایم اے، بی ایڈ ہے اور ایک اسامی خالی ہے۔

(ج) سکول میں بچوں کی کلاس وائز تفصیل درج ذیل ہے:۔

اول ادنیٰ	14
اول اعلیٰ	05
دوئم	02
سوئم	00
چہارم	00
پنجم	00

(د) جی ہاں!اس وقت سکول فنکشنل ہے۔

قصور گورنمنٹ گرلز ہائی سکول کوٹ رادھا کشن کے کمروں کی تعمیر کا مسئلہ

*6000: محترمہ سیمل کامران: کیاوزیر سکولزایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کوٹ رادھا کشن قصور میں واقع گورنمنٹ گرلز ہائی سکول کے 12 کمرے خطرناک قرار دیئے جا چکے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ موسم برسات میں بارشوں کا پانی سکول گراؤنڈ میں جمع ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے طالبات سکول کے گراؤنڈ میں بیٹھ کر درس و تدریس کا سلسلہ جاری نہیں رکھ سکتیں؟

(ج) کیا حکومت ایجوکیشن ریفارمز پروگرام کے تحت نئے کمروں کی تعمیر کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر سکولزایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن):

(الف) یہ بات حقیقت پر مبنی ہے کہ گورنمنٹ گرلز H/S کوٹ رادھا کشن میں دس کمرے خطرناک قرار دیئے جا چکے ہیں تاہم سکول میں ان کے متبادل دس نئے کمرے تعمیر کئے جا چکے ہیں۔

(ب) ضلعی انتظامیہ کی طرف سے جاری کردہ فنڈز سے سکول کی گراؤنڈ میں مٹی بھرتی مکمل ہو چکی ہے جس سے یہ مسئلہ حل ہو گیا ہے۔

(ج) پنجاب ایجوکیشن ریفارم پروگرام کے تحت سکول میں دس نئے کمروں کی تعمیر ہو چکی ہے۔

فیصل آباد۔چک نمبر 367 گ ب کے گرلز پرائمری سکول کی حالت زار کی تفصیلات

*6042: جناب وسیم قادر: کیاوزیر سکولزایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چک نمبر 367 گ ب تحصیل جڑانوالہ ضلع فیصل آباد میں گرلز پرائمری سکول کی عمارت خستہ حالت ہے اور اس کی چاری دیواری بھی نہ ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سکول کی چار دیواری اور اس کی عمارت کو تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) مذکورہ سکول کی عمارت کا کچھ حصہ قابل مرمت ہے لیکن سکول کی چار دیواری بنی ہوئی ہے مگر اس کی بلندی کم ہے۔

(ب) جی ہاں! اسی سال فنانس ڈیپارٹمنٹ سے فنڈز کی دستیابی پر ترجیحی بنیاد پر اس سکول کی چار دیواری اونچی کر دی جائیگی۔

فیصل آباد۔چک نمبر 367 گ ب کے بوائز پرائمری سکول کے مسائل کی تفصیلات

*6043: جناب وسیم قادر: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چک نمبر 367 گ ب تحصیل جڑانوالہ ضلع فیصل آباد میں گورنمنٹ پرائمری سکول فار بوائز میں بچوں کی تعداد کے مطابق ٹیچرز نہ ہیں جو ہیں وہ آتے ہی نہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سکول فرنیچر و دیگر بنیادی ضروریات سے محروم ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت سکول کے مذکورہ بالا مسائل کو فوری حل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) گورنمنٹ پرائمری سکول چک نمبر 367 گ ب تحصیل جڑانوالہ ضلع فیصل آباد میں طلباء کی تعداد 131 ہے اور طلباء کی تعداد کے مطابق تین ٹیچرز تعینات ہیں اور باقاعدگی سے سکول آتے ہیں۔

(ب) طلباء کی تعداد کے لحاظ سے فرنیچر کافی ہے۔سکول میں چار دیواری کے علاوہ بنیادی سہولتیں میسر ہیں۔

(ج) آئندہ جب بھی بنیادی سہولیات کے لئے گرانٹ آئے گی ترجیحی بنیادوں پر سکول کا نام شامل کیا جائے گا اور سکول کو بنیادی سہولتیں میسر کر دی جائیں گی۔

ضلع اوکاڑہ۔سکولوں کی تعداد اور متعلقہ دیگر تفصیلات

*6051: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع اوکاڑہ میں کل کتنے پرائمری، مڈل اور ہائی سکول ہیں ان میں سے کتنے سکول چل رہے ہیں اور کتنے بند ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ کچھ سکول عمارات نہ ہونے کی وجہ سے بند ہیں؟
(ج) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ ضلع میں دور دراز کے علاقوں میں سکولوں کی بلڈنگز نہ ہونے کی وجہ سے اور کوئی سہولت نہ ہونے کی وجہ سے کوئی ٹیچر وہاں جانا نہیں چاہتا؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع اوکاڑہ میں 1235 پرائمری، 261 مڈل اور 175 ہائی ہیں، کل سکولز 1671 ہیں۔ کوئی سکول بند نہ ہے تمام سکولز چل رہے ہیں۔
(ب) تمام سکول چل رہے ہیں۔
(ج) جواب جز (ب) کی روشنی میں مزید وضاحت کی ضرورت نہ ہے۔

رپورٹیں

(جو پیش ہوئیں)

جناب سپیکر: محترمہ عائشہ جاوید مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنا چاہتی ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔ جی، محترمہ عائشہ جاوید!

مسودہ قانون (ترمیم) خواتین یونیورسٹی ملتان مصدرہ 2012 اور مسودہ قانون (ترمیم) پبلک سیکٹر یونیورسٹیاں مصدرہ 2012 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا

محترمہ عائشہ جاوید: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں

"The Women University Multan (Amendment) Bill 2012, (Bill No. 12 of 2012) and the Public Sector Universities (Amendment) Bill 2012 (Bill No. 13 of 2012)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرتی ہوں۔"

(رپورٹیں پیش ہوئیں)

جناب سپیکر: رپورٹیں پیش کر دی گئی ہیں۔

محترمہ صغیرہ اسلام: پوائنٹ آف آرڈر۔

رپورٹ

(میعاد میں توسیع)

جناب سپیکر: جب سپیکر بول رہا ہو تو مہربانی فرمایا کریں اور اس وقت interrupt نہ کیا کریں۔ اب الحاج محمد الیاس چنیوٹی مجلس خصوصی نمبر 23 کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ جی، چنیوٹی صاحب!

تحریک التوائے کار نمبر 2047 بابت سال 2011 کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر 23 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"تحریک التوائے کار نمبر 2047 بابت سال 2011 کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر 23 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"تحریک التوائے کار نمبر 2047 بابت سال 2011 کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر 23 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"تحریک التوائے کار نمبر 2047 بابت سال 2011 کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر 23 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! میں آپ کی خدمت میں ایک چھوٹی سی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ کل اے جی آفس والوں نے ہڑتال ختم کرنے کا اعلان کیا اور آج ان کی یونین کے صدر کو صبح آفس آتے ہوئے قتل کر دیا گیا۔ میں نے کل ہی کہا تھا کہ اس ہڑتال کے پیچھے کوئی سازش ہے آج اس پر عمل ہو گیا۔ کیا حکومت پنجاب نے اس پر کوئی غور کیا کہ اس کے پیچھے کون سے ہاتھ ہیں، کیا ہونے جا رہا ہے اور حکومت اس سلسلے میں کیا کر رہی ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! اے جی آفس کے ملازمین سنٹرل گورنمنٹ کے under ہیں اور ان کی demands فیڈرل گورنمنٹ سے متعلقہ تھیں پنجاب حکومت کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ جیسا کہ معزز ممبر بتا رہے ہیں کل ان کی اس سلسلے میں کوئی پیشرفت بھی ہوئی تھی اور آج انہوں نے اپنی ہڑتال ختم کرنے کا اعلان کیا تھا مگر اب ان کے ساتھ ایک ایسا واقعہ رونما ہو گیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: یہ ایک sad incident ہے۔

انجینئر شہزاد الٰہی: جناب سپیکر! اگر اجازت ہو تو میں عرض کروں؟

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

انجینئر شہزاد الٰہی: جناب سپیکر! جب آپ کوئی حکم صادر فرما دیتے ہیں تو وہ ہم سب پر واجب ہے کہ ہم اس پر implementation کریں اور اس کو مانیں۔ جناب نے آج سے تقریباً تین سال پہلے رنگ محل سکول کے حوالے سے ایک معاملہ کمیٹی کے سپرد کیا تھا۔۔۔

جناب سپیکر: کون سا سکول؟

انجینئر شہزاد الٰہی: رنگ محل مشن سکول، لاہور۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

انجینئر شہزاد الٰہی: اس معاملے کو آپ نے ایجوکیشن کمیٹی کے سپرد کیا تھا کہ یہ پتا کیا جائے کہ پنجاب حکومت نے کس طرح سے اس سکول پر قبضہ کیا ہے؟ اس مسئلے کو ایک سال سے زائد عرصہ ہو گیا ہے جس میں سیکرٹری ایجوکیشن نے اس سکول کو باقاعدہ denotify کر دیا ہے اور انہوں نے کہا ہے کہ اس میں ہماری غلطی تھی کہ اس سکول کو حکومت نے اپنی تحویل میں لے لیا۔ اب ایک سال ہو چکا ہے میں اس بارے میں بارہا کہہ چکا ہوں کہ اس کی رپورٹ ایوان میں پیش کی جائے۔ دو سال اس پر بحث مباحثے

ہوئے ہیں لاکھوں روپے خرچ ہوئے ہیں لیکن وہ رپورٹ ایوان میں پیش نہیں کی جا رہی کیونکہ ایک حکومتی عہدیدار نے وہاں پر پلازہ بنانے کی کوشش کی تھی یہ سازش اب ناکام ہو گئی ہے۔ میں چیئرمین صاحب سے بھی کئی دفعہ request کر چکا ہوں لیکن وہ کہتے ہیں میں بے بس ہوں۔ میری دوسری گزارش یہ ہے کہ چھ ماہ پہلے آپ نے ایک کمیٹی بنائی تھی جس کو آپ نے یہ بھی کہا تھا کہ ایک ماہ کے اندر اس کی رپورٹ ایوان میں پیش کی جائے۔ اگر آپ مجھے اجازت دیں تو وہ رپورٹ میں آپ کی خدمت میں پیش کر دوں؟ اس وقت چھ ماہ ہو چکے ہیں دو دفعہ اس کی extension بھی ہو چکی ہے UCH پر جو ناجائز طور پر کنگ پلازہ بنایا گیا تھا آپ نے حکم صادر فرمایا تھا کہ ایک ماہ کے اندر اس کی رپورٹ پیش کی جائے لیکن اس وقت چھ ماہ ہونے کو ہیں، آپ کے احکامات کی اس طرح سے جو دھجیاں اڑائی جا رہی ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب حکومت کو اس کا کوئی حق نہیں پہنچتا اور وہ ہر وقت یہ کہتے ہیں کہ ہم rules کی supremacy چاہتے ہیں اور ہم ججوں کا حکم مانتے ہیں۔ جو لوگ اس اسمبلی کے سپیکر کا حکم نہیں مانتے تو وہ ججوں کا حکم کیا مانیں گے؟ میری آپ سے استدعا ہے کہ آپ رنگ محل سکول کی رپورٹ اور اس کے علاوہ UCH ہسپتال کی جو رپورٹ مانگی ہے اس کی آج تک ایک میٹنگ نہیں ہوئی حالانکہ آپ نے دو دفعہ حکم صادر فرمایا ہے، اس کی ایک ماہ میں رپورٹ پیش کی جائے۔

جناب سپیکر: چیئرمین ایجوکیشن صاحب تشریف رکھتے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! مجھے اتنا یاد ہے کہ اس معاملے کو جب انہوں نے یہاں پر اٹھایا تھا تو کامران مائیکل صاحب جو اب سینیٹر ہیں اس وقت وہ ہماری اسمبلی کے ممبر تھے۔ انہوں نے اسی وقت اس معاملے کو rebut کیا تھا۔ اب یہ اس بات کو without any notice agitate کر رہے ہیں۔ یہ اٹھے ہیں اور اٹھ کر ایک ایسی کہانی بیان کر دی ہے کہ جیسے یہ کوئی حدیث ہے اور بڑا سچ کہہ رہے ہیں اور دوسری طرف بس ظلم ہی ظلم ہے۔ یہ طریق کار درست نہیں ہے، آپ کو بھی یاد نہیں ہو گا کہ آپ نے اس بارے میں کیا آرڈر کئے تھے یا کس قسم کے انکوائری کے احکامات جاری ہوئے تھے۔ اگر یہ آپ کے نوٹس میں لے آتے یا مجھے پہلے حکم فرما دیتے تو بہتر تھا تاکہ متعلقہ پوزیشن انہیں بتاتے۔ اس معزز ایوان میں جو بات ہو اس کا کوئی سر پیر ہونا چاہئے، یہ تو نہیں کہ ایک آدمی اپنی سیٹ سے اٹھے اور اس کا جو دل کرے وہ اپنی کہانی بیان کر کے بیٹھ جائے۔

انجینئر شہزاد الٰہی: جناب والا! میرے پاس اس کی رپورٹ موجود ہے جو میں آپ کی خدمت میں پیش کر دیتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر انجینئر شہزاد الٰہی نے رپورٹ جناب سپیکر کی خدمت میں پیش کی)

جناب سپیکر: یہ رپورٹ میں وزیر قانون کو بھیج رہا ہوں۔ وزیر قانون صاحب! آپ اس کو پڑھ لیں اور اس کے بعد بتائیں کہ اس پر عملدرآمد کس طرح سے ہوگا؟

انجینئر شہزاد الٰہی: جناب سپیکر! میں اس بات کی وضاحت کر دیتا ہوں کہ وزیر قانون صاحب کو اس وقت یاد نہیں ہے اور ان کو تو یہ بھی نہیں پتا کہ وہ کس حوالے سے بات کر رہے ہیں، میں انہیں یاد کرانا چاہتا ہوں کہ وہ کمیٹی آپ نے بنائی تھی اور رانا صاحب باقاعدہ اس کے سرپرست تھے، پارلیمانی سیکرٹری صاحب اور میں ہم تین بندوں کی کمیٹی بنائی گئی تھی۔ رنگ محل کے حوالے سے بات ہو رہی ہے اور رانا صاحب گوشہ امن کی بات کر رہے ہیں۔ وہ تو آج تک پنجاب حکومت نے اپنی تحویل میں لیا ہوا ہے اور وہ شاید اپنی تنظیم کا وہاں پر آفس بنانا چاہتے ہیں جس پر عوام احتجاج کر رہی ہے۔

جناب سپیکر: انہوں نے اس کا نوٹس لے لیا ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ مہربانی

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! میں آپ کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہتی ہوں کہ کل میرے ایک عزیز کا accident ہو گیا تھا جس کی وجہ سے مجھے جنرل ہسپتال جانا پڑا، مجھے وہاں جا کر اس بات کا انتہائی دکھ ہوا کہ ہم یہاں پر تو بہت بڑے بڑے دعوے کرتے ہیں کہ لوگوں کو دوائیاں مفت ملتی ہیں، یہ سہولتیں ملتی ہیں اور وہ سہولتیں ملتی ہیں۔ وہاں ایمر جنسی کے اوپر ایک بڑی وارڈ ہے وہاں پر ایک بھی wheel chair موجود نہیں تھی، statures بھی صرف دو تھے، لفٹ کے ذریعے جب میں نیچے آ رہی تھی تو پہلے floor پر ہی روک لیا گیا اور ایک بندے نے stature چھیننا شروع کر دیا، میں نے اس سے پوچھا کہ آپ ایسے کیوں کر رہے ہیں تو وہ کہنے لگا کہ یہاں اتنے بڑے ایریا میں دو statures ہیں تو ہم کس کس کو دیں۔

جناب سپیکر: کون سے ہسپتال کی بات ہے؟

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب والا! میں جنرل ہسپتال کی بات کر رہی ہوں جو ایمرجنسی کے اوپر بڑی وارڈ ہے میں اس کی بات کر رہی ہوں۔ میں یہ عرض کرنا چاہتی ہوں کہ ایک بھی wheel chair وہاں پر موجود نہیں ہے لوگ اپنے مریضوں کو گود میں یا چادروں کے اندر اٹھا کر اِدھر سے اُدھر لے کر جا رہے

ہیں۔یہاں ہم اتنے بڑے بڑے دعوے کرتے ہیں کہ ہم صحت کے شعبہ کے لئے یہ کر رہے ہیں اور وہ کر رہے ہیں۔ ڈاکٹروں کو مارنے سے مسئلے حل نہیں ہوتے یہ مریضوں کو سہولتیں دیں تاکہ ان کو پتا چلے کہ کوئی سہولت یہاں پر موجود ہے۔

جناب سپیکر: آپ کا شکریہ۔ان کے نوٹس میں یہ بات آگئی ہے وہ اس پر actionلیں گے۔

(قطع کلامیاں)

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب سپیکر: اب ہم توجہ دلاؤ نوٹس کو take upکرتے ہیں۔ جی، راجہ شوکت عزیز بھٹی!

راجہ شوکت عزیز بھٹی: توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 1337ہے۔

راولپنڈی کے رہائشی کے اغواء و قتل کی تفصیلات

1337 **راجہ شوکت عزیز بھٹی:** کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ میرے حلقہ پی پی۔4 راولپنڈی کے رہائشی پرویز انور ولد محمد انور کو مورخہ 3۔ جولائی 2012 قاسم بیلا لاری اڈہ ملتان سے رات 11 بجے اغواء کر لیا گیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ وارثان نے فوری طور پر اس وقوعہ کی اطلاع مقامی پولیس کو دی لیکن پولیس نے کوئی کارروائی نہ کی جس کے نتیجہ میں معنوی کا قتل کر دیا گیا اور اس کی نعش خانیوال روڈ ملتان کی ایک کھاد فیکٹری کے قریب سے برآمد ہوئی؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ متعلقہ تھانہ ستل ماڑی میں اس وقوعہ کا مقدمہ زیر دفعہ 302 نہیں بلکہ زیر دفعہ 365 اغواء درج کیا گیا؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ معنوی کی نعش مردہ خانے کی بجائے نشتر ہسپتال کی چھت پر تین دن تک پڑی رہی؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ مدعی نے چھ ملزمان نامزد کئے تھے لیکن پولیس نے کہا کہ یہ بہت بااختیار لوگ ہیں اور ان کی پشت پر بڑے بڑے لوگ ہیں لہذا ہم نہ تو 302 کا مقدمہ درج کر سکتے ہیں اور نہ ہی انہیں گرفتار کر سکتے ہیں؟

(و) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اب تک اس کیس کی کیا progress ہے؟ ملزمان کے خلاف 302 کا مقدمہ درج ہوا ہے یا نہیں، وہ گرفتار ہوئے یا نہیں؟ اگر ایسا نہیں ہوا تو اس

کے ذمہ داران کے خلاف کیا محکمانہ کارروائی کی گئی ہے نیز وہ کون سی سیاسی شخصیات ہیں جن کی پشت پناہی کی وجہ سے قانونی تقاضے پورے نہیں کئے جا رہے ؟

جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں یہ کہوں گا کہ یہ بہت بڑا ظلم اور زیادتی ہے کہ 3۔تاریخ کو ایک آدمی اغواء ہوتا ہے 4۔تاریخ کو لاش پولیس کو مل جاتی ہے اور وہ اسے نشتر ہسپتال ملتان میں پہنچا دیتے ہیں۔ ہسپتال کی انتظامیہ اسے اٹھا کر تین دن چھت پر پھینک دیتی ہے 6۔تاریخ کو ورثاء کو اطلاع دی جاتی ہے کہ لاش مل گئی ہے آپ آ جائیں۔ 6۔تاریخ کو ان سے application لی جاتی ہے 7 تاریخ کو لاش ان کے حوالے کی جاتی ہے اور 8۔تاریخ کو ایف آئی آر درج کر رہے ہیں۔ ایف آئی آر درج کرتے وقت، ہماری پولیس کا یہ بھی ایک وتیرہ ہے کہ اگر کہیں ڈکیتی ہو جائے تو چوری کی دفعہ لگا کر مقدمہ درج کر لیتے ہیں اور بعد میں اس کو amend کر لیتے ہیں۔ وہ اغواء ہوا تھا اگر نہ ملتا تو اغواء کا مقدمہ درج ہو جاتا بعد میں اگر اسے 302 میں convert کرتے تو چلیں یہ تو ایک جواز تھا لیکن چار دن پہلے لاش مل گئی۔ اسی دن پولیس نے نئی درخواست لے لی، مدعیوں نے پولیس کو جو پہلے مطلع کیا تھا اس کی کوئی رپٹ نہیں تھی، کوئی اندراج نہیں تھا اس کے بعد تفتیشی افسر صاحب مدعیوں کو صاف جواب دے دیتے ہیں کہ وہ بڑے بااثر لوگ ہیں کیونکہ اس حلقے میں الیکشن جاری ہے اور ہم الیکشن تک کارروائی نہیں کر سکتے۔ پہلے تو انسانیت کے ساتھ یہ ظلم کیا کہ نعش ملی تو اسے بجائے مردہ خانے میں رکھنے کے، اگر وہاں جگہ نہیں تھی تو کسی وارڈ یا کمرے میں رکھنے کی بجائے چھت پر پھینک دیا۔ یہ ہسپتال کے عملے اور باقی لوگوں نے بتایا کہ اس دور میں اتنا بڑا ظلم اور کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔اس کے بعد انہوں نے بڑی مہربانی یہ فرمائی کہ صاف جواب دے دیا۔اس کے علاوہ وہ مدعیوں کو اپنے ذریعے سے ایجنسیوں سے trace کر کے ثبوت ملے کہ وہ مقتول کے فون میں سمیں ڈال کر use کرتے رہے جب وہ ریکارڈ لے کر تھانے میں گئے تو انہوں نے کہا کہ ہمیں کچھ نہیں چاہئے بھاگ جاؤ ابھی ہمارے پاس وقت نہیں ہے اور وہ بڑے بااثر لوگ ہیں، ان بااثر لوگوں کا الیکشن تو آج ہو رہا ہے۔اس کے حقائق یہ ہیں کہ یہ آدمی آٹھ مربع زمین کا مالک تھا اس کے سوتیلے بھائی نے اسے ڈرایا دھمکایا تو وہ ملک چھوڑ کر باہر چلا گیا اور اپنے سسر کے ذمے لگا گیا کہ آپ میری زمین کی دیکھ بھال کریں اور یہ مقتول ان کے سسر ہیں۔اس کے سوتیلے بھائی نے ان کے سسر کو کچھ عرصہ پہلے اغواء کیا اسے ڈرایا دھمکایا کہ زمین پر آنا چھوڑ دو اگر ان آٹھ مربع زمین پر آؤ گے تو تمہارے ساتھ یہی سلوک ہو گا اور وہ سلوک ہمارے ساتھ ہوا۔میں جناب کے توسط سے وزیر موصوف سے گزارش کرتا

ہوں کہ آئی جی پنجاب یا متعلقہ ذمہ داران کی ڈیوٹی لگائیں، ہم کسی بے گناہ آدمی کے ساتھ کوئی زیادتی نہیں کرنا چاہتے لیکن جو ظلم اور زیادتی ہمارے ساتھ ہوئی ہے ہمیں اس میں انصاف چاہئے۔بہت مہربانی

جناب سپیکر: جی، بہت مہربانی۔رانا صاحب یہ توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 1337 ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! مجھے آج صبح دس بجے یہ notice ملا ہے۔

جناب سپیکر: مجھے بھی یہ آج ہی ملا ہے اور آپ کو بھی آج ہی ملا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): میری گزارش ہے کہ آپ اسے pending فرمادیں next time اس کا مفصل جواب لے کر بتادوں گا اور جو لوگ ذمہ داران ہیں جس طرح سے بھٹی صاحب نے فرمایا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: ان کی جو تکلیف ہے اس کا ازالہ آج سے ہی شروع کر دیا جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں ذاتی طور پر آئی جی صاحب اور RPO ملتان سے بات کرتا ہوں لیکن آپ اسے pending فرمادیں اسے next time take up کریں گے۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! میں رانا صاحب کی اس بات سے اتفاق کرتا ہوں، شاید اجلاس آگے continue ہوتا ہے یا نہیں اس لئے انہوں نے جو مہربانی فرمائی ہے اسے ذاتی طور پر حل کریں تاکہ انصاف کا حصول ہو سکے لیکن ہم نے کسی کے ساتھ کوئی زیادتی نہیں کرنی۔بہت مہربانی

تحاریک استحقاق

(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی)

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ تحریک استحقاق نمبر 22 محترمہ سکینہ شاہین خان کی ہے۔

محترمہ سکینہ شاہین خان: جناب سپیکر! میں اسے wind up کرتی ہوں، لاء منسٹر صاحب اسے خود ہی پڑھ کر دیکھ لیں گے لیکن میں اسے on the floor of the House نہیں پڑھنا چاہتی۔

جناب سپیکر: مہربانی، وہ پڑھنا نہیں چاہتے، ٹھیک ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب تحاریک التوائے کار کا وقت شروع ہو گیا ہے۔ محترمہ ثمینہ خاور حیات کی تحریک التوائے کار ہے لیکن ان کی request آئی ہے اس لئے اسے till next session pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 798 میجر (ر) عبدالرحمن رانا صاحب کی ہے۔ ان کی طرف سے کوئی request آئی ہے؟

رائے محمد شاہجہان خان: جناب سپیکر! اسے pending کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: نہیں۔ وہ کیسے? Is there any request وہ آئے نہیں ہیں، انہوں نے مجھے بتایا ہے اور نہ ہی میرے سٹاف کو بتایا ہے تو آپ کیسے کہہ دیتے ہیں کہ اسے pending کر دیں؟

رائے محمد شاہجہان خان: جیسے جناب کی مرضی۔

جناب سپیکر: چلو، میری مرضی تو میں کرتا ہوں۔ میجر (ر) عبدالرحمن رانا صاحب نے بہت labour کی ہے لہذا اسے pending ہی کر دیتے ہیں۔ اگلی تحریک التوائے کار چودھری شوکت محمود بسراء صاحب کی ہے۔ رانا صاحب! اس میں کچھ باتیں ہوئی ہیں، آپ اس دن تھے یا نہیں، آپ نے کچھ کہا تھا کہ میں اس کا جواب دوں گا؟ میری عدم موجودگی میں جو باتیں یہاں ہوئیں مجھے اس کا بے حد افسوس ہے۔ میں پہلے بھی متعدد بار معزز ممبران سے گزارش کر چکا ہوں کہ ایک دوسرے کی قیادت کا احترام ملحوظ خاطر رکھا کریں اور اپنی بات کرتے ہوئے شائستہ لب ولہجہ اپنانا چاہئے اور ذاتیات تک جانے سے ہمیشہ گریز کرنا چاہئے۔ اس دن جو کچھ ہوا وہ انتہائی قابل افسوس ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جی، جناب سپیکر!

جناب سپیکر: آپ نے یہ تحریک التوائے کار پڑھ لی ہے؟

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): نہیں۔ جی، میں اسے پڑھ دیتا ہوں۔

لاہور میں پاک ایران تعاون سے بننے والے میٹ کمپلیکس میں مبینہ کرپشن کا انکشاف

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ

یہ ہے کہ روزنامہ "ایکسپریس" مورخہ 16-جولائی 2012 کی خبر کے مطابق لاہور ایران کے تعاون سے پایۂ تکمیل کو پہنچنے والا ڈیڑھ ارب روپے مالیت کا لاہور میٹ کمپلیکس منصوبہ کھٹائی میں پڑ گیا جس کو مشہد انڈسٹریل کمپلیکس ایران کے تعاون سے ایک سال کی ریکارڈ مدت میں مکمل کیا گیا تھا۔ لاہور میٹ کمپلیکس کے سربراہ اور عالمی شہرت یافتہ ماہر حیوانات وزراعت ڈاکٹر حامد جلیل اور بورڈ کے نجی شعبے سے تعلق رکھنے والے ارکان مستعفیٰ ہو گئے جن میں خلیل ستار اور ریحان ملک شامل ہیں۔ ممتاز صنعت کار اور سرمایہ دار خلیل ستار کو لاہور میٹ کمپلیکس کا چیئرمین بھی مقرر کیا گیا تھا جبکہ ڈاکٹر حامد جلیل کے بیرون ملک جانے پر پابندی عائد کرتے ہوئے ان کا نام ای سی ایل میں ڈال دیا گیا۔ این این آئی کو دستیاب دستاویزات کے مطابق 17 کنال پر محیط شاہ پور کانجراں ملتان روڈ پر واقع یہ جدید ترین مذبح خانہ پاک ایران مشترکہ سرمایہ کاری کا شاندار منصوبہ تھا جس میں پاکستان نے 80 جبکہ ایران نے 20 فیصد کی شرح سے سرمایہ کاری کی۔ منصوبے کے مطابق کمپلیکس میں دو شفٹوں میں کام ہوتا تھا جس میں ایک شفٹ میں مقامی ضروریات کے لئے گوشت تیار کیا جاتا تھا جبکہ دوسری شفٹ تجارتی مقاصد اور برآمد کنندگان کے لئے مخصوص کی گئی تھی، عالمی سطح پر بھی اس منصوبے کی بڑی پذیرائی ہو رہی تھی اور برادر اسلامی ممالک سعودی عرب ملائیشیا اور ماریشس اپنی دلچسپی کا مظاہرہ کر چکے تھے جبکہ بھارت چین رومانیہ اور سپین سے مختلف ذیلی مصنوعات کے پیشگی آرڈرز بھی ملنا شروع ہو گئے تھے۔ آخری بریفنگ اور چیف ایگزیکٹو ڈاکٹر حامد جلیل کے ساتھ نجی شعبے سے تعلق رکھنے والے تین ممتاز بورڈ ممبران کے استعفوں کے بعد پنجاب پولیس نے لاہور میٹ کمپلیکس کو سیل کر دیا جبکہ پنجاب حکومت نے وفاقی وزارت داخلہ سے درخواست کی کہ ڈاکٹر حامد جلیل کے بیرون ملک سفر پر پابندی عائد کر دی جائے اور ان کا نام ای سی ایل میں شامل کر دیا جائے کیونکہ انہوں نے مبینہ طور پر لاہور میٹ پراسیسنگ کمپلیکس کی تعمیر میں دانستہ بدعنوانیاں کی ہیں۔ اس خبر سے عوام میں غم و غصہ پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! شوکت محمود بسراء صاحب نے اس دن جو بات کی تھی وہ آپ کے ریکارڈ میں موجود ہے، اس میں انہوں نے specifically یہ فرمایا تھا۔ میں اس سے پہلے بھی یہی بات عرض کر رہا تھا کہ اس معزز ایوان میں کسی بھی معزز ممبر کو کسی بات کو تصدیق کئے بغیر صرف سنی سنائی کی بنیاد پر بات نہیں کرنی چاہئے۔ اب اس دن بسراء صاحب نے یہاں پر یہ کہا کہ لاہور

میں جو meat کا پراجیکٹ ہے اس میں محترم وزیر اعلیٰ پنجاب کی فیملی کے ایک ممبر involve ہیں کہ انہوں نے اس میں کوئی agreement کیا یا اس میں کوئی contract لیا اور اس بنیاد پر ان لوگوں کو بعد میں resign کرنا پڑا اور اس وجہ سے سارا معاملہ خراب ہوا لیکن انہوں نے جو تحریک التوائے کار دی ہے میں اس کا relevant portion پڑھ دیتا ہوں اس میں وہ یہ فرماتے ہیں کہ "روزنامہ ایکسپریس" مورخہ 16- جولائی 2012 کی خبر کے مطابق لاہور ایران کے تعاون سے پایۂ تکمیل کو پہنچنے والا ڈیڑھ ارب روپے مالیت کا Lahore Meat Complex منصوبہ کھٹائی میں پڑ گیا جس کو مشہد انڈسٹریل کمپلیکس ایران کے تعاون سے ایک سال کی ریکارڈ مدت میں مکمل کیا گیا تھا۔اب اگر ایک منصوبے کو ایک سال کی ریکارڈ مدت میں مکمل کیا گیا ہے تو یہ کس کا credit ہے؟ یہ منصوبہ صرف پاکستان اور نہ صرف برصغیر بلکہ ایشیاء میں largest Meat Complex ہے۔ اس میں لوگوں کو کھانے کے لئے بہترین گوشت ملے گا جبکہ آپ کے علم میں ہے کہ ہمارے جو مذبح خانے ہیں وہاں پر قصائی صاحبان اور ان کے ساتھ ڈاکٹر صاحبان کس قسم کا گوشت دے رہے ہیں۔اس قسم کی خبریں بھی آئی ہیں کہ ایسے جانور بھی جو کہ حلال نہیں ہیں ان کا گوشت اور مردہ جانوروں کا گوشت mix کرکے بیچا جارہا تھا۔تو یہ کتنی بڑی نعمت ہوگی کہ یہ کمپلیکس نہ صرف پاکستان کی ضروریات پورا کرنے کے قابل ہے بلکہ ہمارے دوسرے مسلم ممالک کی ضروریات پوری کرنے کی بھی capacity رکھتا ہے۔جب یہ export ہوگا تو اس export کی وجہ سے ہمارے بھیڑ بکریاں پالنے والے کسانوں کو اس سے کتنا فائدہ ہوگا۔

جناب سپیکر! اس کے بعد یہ آگے جا کر کہتے ہیں کہ یہ مختلف برادر اسلامی ممالک، عرب، ملائیشیا اور مارشس اپنی دلچسپی کا مظاہرہ کر چکے تھے جبکہ بھارت، چین رومانیہ اور سپین سے مختلف ذیلی مصنوعات کے پیشگی آرڈر بھی ملنا شروع ہو گئے تھے۔" یہ بسراء صاحب اپنی تحریک التوائے کار میں فرما رہے ہیں۔آخری briefing اور چیف ایگزیکٹو ڈاکٹر حامد جلیل کے ساتھ نجی شعبے سے تعلق رکھنے والے تین ممتاز بورڈ ممبران کے استعفوں کے بعد پنجاب پولیس نے Lahore Meat Complex کو seal کر دیا ہے۔جبکہ پنجاب حکومت نے وفاقی وزارت داخلہ سے درخواست کی ہے کہ ڈاکٹر حامد جلیل کے بیرون ملک سفر پر پابندی عائد کر دی جائے اور ان کا نام ECL میں شامل کر دیا جائے کیونکہ انہوں نے مبینہ طور پر Lahore Meat Processing Complex کی تعمیر میں دانستہ بدعنوانیاں کی ہیں۔اس خبر سے عوام میں سخت غم وغصہ پایا جاتا ہے۔

جناب سپیکر! اب اس دن انہوں نے یہاں پر جو بات کی اور جس بات پر یہاں ایوان میں تلخی بھی ہوئی اس کا اس پوری تحریک التوائے کار میں ذکر تک نہیں ہے۔اس میں خادم اعلیٰ پنجاب کے کسی فیملی ممبر یا ان کی ذات کا کوئی حوالہ نہیں ہے یعنی ایک لفظ تک نہیں ہے۔یہ کتنی افسوسناک بات ہے کہ آپ صرف خبر کا حصہ بننے کے لئے ایک بات کریں اور پھر خود آپ کو اس بات پر یقین نہ ہو اور جب آپ خود تحریری طور پر بات کریں تو اس بات کا ذکر نہ کریں۔میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات انتہائی افسوسناک ہونے کے ساتھ ساتھ یہ notice لینے کے قابل ہے کہ آپ کسی کو allege کریں۔وہ کارروائی آپ کے پاس موجود ہے، آپ اسے دیکھ سکتے ہیں بلکہ میرے جو اپوزیشن کے ممبران یہاں پر تشریف فرما ہیں اگر ان میں سے کوئی اُس وقت موجود تھا تو ان کے بھی علم میں ہے کہ انہوں نے باقاعدہ طور پر نام لے کر بات کی جس پر میں نے اعتراض کیا تھا۔اب اس میں جہاں تک یہ بات ہے کہ یہ Meat Complex seal کر دیا گیا ہے۔یہ اس وقت بھی functional ہے اور اسے کبھی seal نہیں کیا گیا۔یہ Meat Complex اندرون ملک اپنی production دے رہا ہے، دوسرے ملکوں کے ساتھ معاہدے in process ہیں اور جو نہی وہ معاہدے تکمیل کو پہنچتے ہیں تو اس کے بعد meat export ہونا بھی شروع ہو جائے گا۔

جناب سپیکر! باقی جہاں تک انہوں نے یہ کہا کہ دو بورڈ کے ممبرز نے استعفیٰ دے دیا یہ قطعی طور پر غلط ہے۔انہوں نے استعفیٰ اب نہیں دیا بلکہ کافی عرصہ پہلے دیا تھا۔ایک صاحب کا تعلق کراچی سے تھا اور انہوں نے اپنی کاروباری مصروفیت کی بنیاد پر استعفیٰ دیا تھا۔جہاں تک حامد جلیل صاحب کا تعلق ہے تو اس سلسلے میں یہ گزارش ہے کہ ایک کمپنی ہے، اس کے بورڈ کے ممبران ہیں اور ایک independent ادارے کے طور پر اسے run کیا جا رہا ہے یعنی یہ ایک joint adventure ہے۔حامد جلیل سے متعلق حکومت نے نہیں بلکہ بورڈ کے ممبران نے وہاں پر جو تعمیراتی کام کیا اس میں انہوں نے rates سے متعلق اور جو چیزیں وہاں پر نصب کرنے کے لئے باہر سے import کی گئیں ان سے متعلق observation دی کہ اس کے rates میں فرق ہے۔اس بنیاد پر بادی النظر میں prima facie ایک انکوائری کرائی گئی، اس میں وہ بات کسی حد تک substantiate ہوئی اور اس بنیاد پر ان کو dismiss کیا گیا۔انہوں نے کوئی استعفیٰ نہیں دیا بلکہ ان کو dismiss کیا گیا اور اس کی باقاعدہ proper inquiry کرنے کا کہا گیا کہ اگر اس معاملے میں کسی جگہ پر بھی شفافیت compromise ہوئی ہے تو اس کے متعلق دیکھا جائے گا۔اس انکوائری رپورٹ کے مطابق حسب رولز اور قانون کے تحت اگر action

بنتا ہو گا تو بالکل لیا جائے گا، قطعی طور پر spare نہیں کیا جائے گا اور اگر اس میں حامد جلیل اپنی پوزیشن کو clear کر دیں گے تو پھر ان کی پوزیشن clear ہو جائے گی۔

جناب سپیکر! میں یہ بات on record کہنا چاہوں گا کہ خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے اپنی فیملی کے تمام ممبرز کے متعلق یہ بات طے کی ہوئی ہے اور اس بات کا ان کا عہد ہے کہ جب تک وہ گورنمنٹ میں ہیں، جب تک اللہ تعالیٰ ان کو اس خدمت کا موقع دے گا ان کی فیملی کا کوئی ممبر کسی contract کا حصہ بنے گا اور نہ ہی گورنمنٹ کے ساتھ کوئی ایسا بزنس کرے گا جس سے اس کے interests clash کرتے ہوں تو یہ بات on record ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ بغیر کسی ثبوت کے اس قسم کی بات کرنا اور پھر ایسی بات کرنا کہ جس کا ان کو خود بھی یقین نہ ہو انتہائی افسوسناک ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ Chair کو اس بات کی clarification کرنی چاہئے۔ میں بھی آپ کی وساطت سے میڈیا کے دوستوں سے گزارش کروں گا کہ اس چیز کو اسی طرح سے clarify کیا جائے جس طرح سے ان کی شخصیت پر اس گند کو اچھالا گیا۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، یہ بہت بُری بات ہے۔ میں نے کل بھی آپ کو کہا تھا اور آج بھی میں آپ تمام حضرات کو یہ کہتا ہوں کہ جب تک آپ کے پاس کسی بات کا مکمل طور پر ثبوت نہ ہو تو House کے floor کو آپ اس کے لئے استعمال نہ کریں۔ ہماری کارروائی direct ہر کوئی دیکھ سکتا ہے تو مہربانی فرمائیں اپنی اور اپنے ساتھیوں کی عزت کا احساس کیجئے۔ ہمارے دوست بعض اوقات کسی کی بے عزتی کرنے کے لئے direct ہو جاتے ہیں اور اس کے گھر کے ماحول کو خراب کرنے کے لئے بات کرتے ہیں تو ان چیزوں سے اجتناب کیا جائے۔ آپ سب کے بہن بھائی ہیں۔ آپ کی بہنیں اور بیٹیاں بھی ہیں تو ہمیں ان چیزوں سے احتراز کرنا چاہئے۔ ہمیں یہاں personal ہو کر کوئی بات کرنا اچھا نہیں لگتا تو مہربانی فرما کر مستقبل میں ایسی باتوں سے اجتناب کریں۔ اب آپ کو تقریباً ساڑھے چار سال ہو چکے ہیں اور پتا نہیں مزید اب یہاں آپ کا کتنا وقت ہے، مستقبل میں ادھر کون آئے گا یا کون نہیں آئے گا لیکن ان چیزوں سے اجتناب کیا جائے۔ میں دونوں اطراف کے معزز ممبران سے یہ بات کہہ رہا ہوں کہ خدارا اپنی عزت کا خود احساس کیجئے۔ آپ کی عزت میری عزت ہے اور میری عزت آپ کی عزت ہے اگر آپ ایک دوسرے کی عزت کریں گے تو یقیناً آپ کو اس میں فائدہ ہو گا، نقصان نہیں ہو گا۔ یہ جو انہوں نے آج تحریک التوائے کار دی ہے مجھے اس پر افسوس ہوا ہے۔

رائے محمد شاہجہان خان: جناب سپیکر! آپ کی آراء یقیناً قیمتی ہیں۔ آپ کے الفاظ بہت قیمتی ہیں لیکن تمام پارٹیوں کو اس بارے میں سوچنا چاہئے کیونکہ کچھ پارٹیوں کی سیاست ہی اس بات پر base کرتی ہے کہ ہمیشہ دوسروں کو blame کیا جائے، دوسروں کی character assassination کی جائے اور میڈیا میں اس کو اُچھالا جائے۔ آپ نے دیکھا کہ ماضی میں ہمیشہ ایسے ہی چلتا رہا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ باہر تو جو مرضی کرتے رہیں لیکن ایسی بات House کے floor پر قطعاً نہیں ہونی چاہئے۔

رائے محمد شاہجہان خان: جناب سپیکر! ہم آپ کی بات کو تسلیم کرتے ہیں لیکن کاش آپ کے الفاظ سب کی سمجھ میں آ جائیں اور ہر پارٹی اس پر عمل کرے۔ میں کہتا ہوں کہ کارکردگی کی بنیاد پر سیاست کی جائے۔

جناب سپیکر: میں آپ کو بتا دوں کہ آئندہ سے جو صاحب اس پر عملدرآمد نہیں کریں گے تو ان کا مستقبل اچھا نہیں ہوگا۔ میں اس حوالے سے جو action لے سکتا ہوں وہ لوں گا اور یہ بات میں آپ کو واضح طور پر کہہ رہا ہوں۔ بڑی مہربانی۔

رائے محمد شاہجہان خان: جناب سپیکر! بسراء صاحب اس وقت House میں موجود نہیں ہیں اگر وہ موجود ہوتے تو اپنی clarification پیش کرتے۔

جناب سپیکر: مجھے بڑا افسوس ہے اگر وہ آج یہاں ہوتے تو میں ان سے اس بارے میں خود بات کرتا تو اس تحریک التوائے کار کو dispose of کرتے ہیں۔ It is disposed of. اگلی تحریک التوائے کار نمبر 801/12 رائے محمد اسلم خان صاحب کی طرف سے ہے۔

سب ڈویژن مانگٹانوالہ کے راجباہ سید والا اور راجباہ علی جج سے بااثر افراد کا پانی چوری کرنا

رائے محمد اسلم خان: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 16-جولائی 2012 کی خبر کے مطابق وہ "سید والا حکومتی دعوے ٹھس، کسانوں کا احتجاج رائیگاں راجباہ سید والا اور راجباہ علی جج سے نہری پانی کی چوری ڈنکے کی چوٹ پر جاری، کسان بد حال اور علاقہ

میں غذائی قلت کا خدشہ 90فیصد رقبہ پر دھان کی کاشت ناممکن ہو گئی ہے۔علاقہ بھر کے کسانوں کا محکمہ انہار کے خلاف احتجاجی تحریک چلانے کا اعلان۔مقامی کسان رہنماؤں نے مقامی صحافیوں سے بات چیت کرتے ہوئے کہا ہے کہ ڈسٹری بیوٹری سید والا سے گزشتہ دو ماہ سے محکمہ انہار سب ڈویژن مانگٹانوالہ کے اہلکاروں کی ملی بھگت سے بااثر زمیندار پائپ اور کٹ لگا کر پورے کا پورا پانی چوری کر رہے ہیں۔کوئی پوچھنے والا نہیں ہے اور نوے فیصد رقبہ پر دھان کی کاشت ناممکن ہو گئی ہے۔اس خبر سے علاقہ کے لوگوں میں غم و غصہ پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک کا نوٹس ابھی، آج ہی موصول ہوا ہے تو اس کو آپ pending فرما دیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے اس تحریک کو till next session pending کیا جاتا ہے۔

رائے محمد اسلم خان: جناب سپیکر! نیا اجلاس آنے تک تو دھان کی کاشت مکمل ہو جائے گی۔جن لوگوں کی وجہ سے ہم یہاں پر آئے ہیں ان کے بارے میں بھی کچھ سوچ لیا جائے۔

جناب سپیکر: رائے صاحب! اس پر مزید بات آپ نہیں کر سکتے۔آپ rules پڑھ لیں۔آپ نے جس چیز کو اپنی تحریک میں point out کیا ہے وزیر صاحب اس کا نوٹس لیں گے۔

رائے محمد اسلم خان: جناب سپیکر! میں ان لوگوں کی بات کر رہا ہوں کہ جن کی اس صوبے میں 80فیصد آبادی ہے۔ان لوگوں کی بدولت ہم ان ایوانوں کے اخراجات چلا رہے ہیں۔

جناب سپیکر: رائے صاحب! اس issue پر آپ تقریر نہیں کر سکتے۔مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔اگلی تحریک رانا محمد افضل خان صاحب کی ہے۔وہ تشریف نہیں رکھتے اس لئے اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، میاں محمد رفیق صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر آ گئے ہیں۔

پوائنٹ آف آرڈر

رخسانہ بی بی کو جلانے کے جرم میں اس کے خاوند کو سزا دینے کا مطالبہ

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میں بھی پوائنٹ آف آرڈر پر ایک ضروری بات کرنا چاہتی ہوں۔ میری ایک تحریک التوائے کار تھی جو کہ ایجنڈا پر نہیں آئی۔ اس حوالے سے اخبارات میں بھی خبر چھپ چکی ہے۔ Shahbaz pampers NLC with monopoly jacked up rates. یہ خبر چھپ چکی ہے اور یہاں میں نے تحریری طور پر لکھ کر بھی دیا ہے لیکن یہ تحریک التوائے کار ایجنڈا پر نہیں آئی۔ مجھے افسوس ہے کہ کل شرمین عبید چنائے کے بارے میں بات کی گئی۔ آپ House کی کمیٹی بنا کر رخسانہ بی بی کو بُلائیں کہ اُس نے اپنے میاں سے منہ جلوانے کے بعد صُلح کر لی۔ میں لاء منسٹر صاحب کی شکر گزار ہوں کہ انہوں نے اس کو favour کیا۔ رخسانہ بی بی کے میاں کی ڈیمانڈ ہے کہ این جی اوز اور ڈونرز انہیں نقد رقم دیں۔ این جی اوز نقد رقم نہیں دینا چاہتیں، وہ رخسانہ بی بی کو گھر لے کر دینا چاہتی ہیں اور اُس کی تاحیات compensation کرنا چاہتی ہیں۔ یہاں پر کمیٹی بنا کر اُس میں شرمین عبید چنائی، رخسانہ بی بی، ڈونرز اور محرک کو بُلا کر اس پر فیصلہ کر لیں۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ شرمین عبید چنائے کو بدنام کرنے کے لئے اُن کے خلاف ایک باقاعدہ تحریک چلائی جا رہی ہے اور ہمارے ہاں بلکہ دنیا میں بھی اس طرح ہوتا ہے کہ اگر کسی کی اچھائی میں کوئی چیز آ جائے تو پھر کچھ لوگ اُس کو negative لیتے ہیں۔ مجھے محترمہ ساجدہ میر کی تجویز سے کوئی اختلاف نہیں ہے لیکن یہ دیکھ لیں کہ اُن کو یہاں پر بلانا یا اُن کا یہاں پر آنا اُن کے لئے کوئی مشکل نہ ہو تو ہمیں اس بات کو کلیئر کرنے میں کوئی امر مانع نہیں ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میں یہ بات اس لئے کر رہی ہوں کہ جو خاوند اپنی بیوی کا منہ جلاتا ہے، ٹھیک ہے بعد میں اُن کی آپس میں صُلح ہو گئی اور یہ میاں بیوی کا مسئلہ ہے۔ میرے خیال میں اس House سے اُس کے میاں کو سزا کی ڈیمانڈ کی جانی تھی کہ قانون کے مطابق اُس کو سزا دیں۔ میری بھی یہی استدعا ہے کہ اس پر کمیٹی بنا کر اس معاملہ پر ایکشن لیا جائے اور اُس مرد کو سزا دی جائے تاکہ آئندہ کوئی کسی کا منہ نہ جلائے۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! Standing Committee for Women Development بن چکی ہے تو آپ اس معاملہ کو اُس کمیٹی کے سپرد کر دیں۔

جناب سپیکر: جی، یہ معاملہ Standing Committee For Women Development کے سپرد کیا جاتا ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میں محرک ہوں تو مجھے بھی اُس کمیٹی میں شامل کریں تاکہ میں اس معاملہ پر بات کر سکوں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ کو بھی اس کمیٹی میں شامل کریں۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ Standing Committee for Women Development بن چکی ہے مجھے بتایا جائے کہ اُس کمیٹی کی کتنی میٹنگز ہوئی ہیں اور اُس کمیٹی نے آج تک کیا کیا ہے؟

جناب سپیکر: بی بی! مجھے اس بات کا نہیں پتا۔ مجھے تو اتنا پتا ہے کہ اُس کمیٹی کے ممبران آپ کے اس House کے معزز ممبران ہیں اور انہوں نے ہی کام کرنا ہے۔ میں خود بھی اس معاملہ کو دیکھوں گا۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ میں نے حال ہی میں ایک تحریک التوائے کار نمبر 793 جمع کروائی تھی۔ میرے خیال میں اُس تحریک کو بھی kill کر دیا ہوگا۔

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب! آپ کی تحریک kill ہو گئی ہے۔ اب اُس کا کچھ نہیں ہو سکتا۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میرے ساتھ سابقہ وقتوں میں بھی ایسا ہی ہوا کہ میں نے کچھ تحاریک التوائے کار جمع کروائیں اُنہیں بھی kill کر دیا گیا۔ میری یہ تحریک بھی kill کر دی گئی ہے اور میں بے تاب ہوں کہ میرے ساتھ یہ سلوک ہو رہا ہے اور identical تحریک التوائے کار کو بھی kill کر دیا گیا ہے اور میرے ساتھیوں کی وہ تحاریک allow کر دی گئی ہیں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! کس کو allow کر دیا ہے؟

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! شیخ علاؤالدین صاحب کو allow کر دیا گیا ہے۔ میری تحریک بھارتی دریائی پانیوں کی جارحیت کے حوالہ سے تھی۔ شیخ صاحب ہمارے دوست ہیں اور ہم اُنہیں تحسین کرتے ہیں کہ وہ یہاں پر بڑے بڑے مسائل لے کر آتے ہیں۔ میری تحاریک التوائے کار نمبر 1967,1986,1996, 1997 کو kill کیا گیا اور اب میری تحریک التوائے کار نمبر 793 کو kill کر دیا گیا ہے۔ میں دو شعر آپ کی نذر کرتا ہوں:۔

رُکھاں ولوں ہن کوئی سدا آوے یا ناں آوے
شکرا اے اساں دوپہر گزاری ہن کیہ چھاویں بہنا
سجنا ساڈی ریت رواج ساڈا چُپ چُپ رہنا
نئیں تے اساں فقیراں تینوں کجھ نئیں سی کہنا
درس وفا دا جاندیاں جاندیاں دے گئی سوہنی سانوں
گھڑے کچے ہوون پئے ہوون اساں پکیاں رہنا

جناب سپیکر! میں آج سے احتجاج کے طور پر اس ایوان کا بائیکاٹ کر رہا ہوں۔ میرے ساتھ یہ جو امتیازی سلوک کیا گیا ہے اس وجہ سے میں آئندہ جتنا وقت اس ایوان میں رہوں گا میں اس ایوان میں نہیں بیٹھوں گا بلکہ اوپر ممبران کے لئے جو سیٹیں لگی ہوئی ہیں وہاں پر جا کر بیٹھوں گا۔

جناب سپیکر: آپ اوپر بیٹھ جائیں مجھے کیا اعتراض ہے لیکن آپ اس حوالہ سے میرے سیکرٹریٹ سے رابطہ کریں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! آپ کو اعتراض نہیں ہے، مجھے تو اعتراض ہے ناں!

جناب سپیکر: آپ اگر قانون اور ضابطہ کے خلاف بولیں گے تو میں آپ کی بات نہیں سُنوں گا۔ آپ لوگوں نے جو قانون بنایا ہے میں اُس کے مطابق ہی چلتا ہوں اور میں قانون کے بغیر نہیں چلتا۔ آپ کی بہت مہربانی۔

میاں محمد رفیق: میں احتجاجاً واک آؤٹ کرتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر میاں محمد رفیق واک آؤٹ کر کے ہاؤس سے باہر تشریف لے گئے)

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ نے میری بات سُنی ہے؟ میں نے یہ کہا ہے کہ آپ اس بارے میں میرے سٹاف سے بات کریں۔ اپنی بات اُنہیں بتائیں۔ چودھری عبدالوحید صاحب! آپ میاں صاحب کو واپس ہاؤس میں لے کر آئیں۔

رائے محمد شاہجہان خان: جناب سپیکر! شیخ علاؤالدین صاحب کو وزیر قانون صاحب کی آشیر باد حاصل ہے کہ وہ اسمبلی کا ٹائم اچھا kill کیا کریں اور دوسرے معزز ممبران کو اُس وقت میں لے جائیں جب House میں کورم کم ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: تمام معزز ممبران میرے لئے نہایت ہی قابل احترام ہیں۔ (قطع کلامیاں)

رائے صاحب! آپ ایسا نہ کریں۔ شیخ صاحب پوری محنت کرتے ہیں اور قاعدہ وقانون کے مطابق یہاں پر اپنے معاملات لے کر آتے ہیں۔ میاں صاحب جو لکھ کر لاتے ہیں میں اُس کے بارے میں بول نہیں سکتا کیونکہ وہ چیزیں قاعدہ وقانون میں نہیں آتیں تو میں اُن کا کیا کروں؟

سرکاری کارروائی

مسودات قانون

(جو متعارف ہوئے)

جناب سپیکر: اب ہم سرکاری کارروائی کا آغاز کرتے ہیں۔

Now, we start the Government Business.

(a) Introduction of Bill

(b) Reconsideration and Passage of Bill

(c) Consideration and Passage of Bills

Now, we take up the Punjab Metro Bus Authority Bill 2012. Minister for Law to introduce the Bill.

مسودہ قانون میٹرو بس اتھارٹی پنجاب مصدرہ 2012

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker, I introduce:

The Punjab Metro Bus Authority Bill 2012.

MR SPEAKER: The Punjab Metro Bus Authority Bill 2012 has been introduced in the House under Rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Transport for report within one month.

Now, we take up the Punjab Zakat and Ushr Bill 2012. Minister for Law!

مسودہ قانون زکوٰۃو عشر پنجاب مصدرہ2012

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker, I introduce:

The Punjab Zakat and Ushr Bill 2012

MR SPEAKER: The Punjab Zakat and Ushr Bill 2012 has been introduced in the House under Rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Zakat and Ushr for report within one month.

Now, we take up the Punjab Motion Pictures (Amendment) Bill 2012. Minister for Law!

مسودہ قانون (ترمیم) موشن پکچرز پنجاب مصدرہ2012

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker, I introduce:

The Punjab Motion Pictures (Amendment) Bill 2012.

MR SPEAKER: The Punjab Motion Pictures (Amendment) Bill 2012 has been introduced in the House under Rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Culture and Youth Affairs for report within one month.

مسودہ قانون

(جو زیر غور لایا گیا)

MR SPEAKER: Now, we take up the Punjab Employees Efficiency Discipline and Accountability (Amendment) Bill 2011 (Bill No.50 of 2011). First Reading starts. Minister for Law!

مسودہ قانون (ترمیم) استعداد، نظم وضبط اور احتساب سرکاری ملازمین پنجاب مصدرہ 2011

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker, I move:

> "That the Punjab Employees Efficiency, Discipline and Accountability (Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Services & General Administration, be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Employees Efficiency, Discipline and Accountability (Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Services & General Administration, be taken into consideration at once."

RAI MUHAMMAD SHAH JAHAN KHAN: I oppose it, sir.

MR SPEAKER: Opposed. Rai Muhammad Shah Jahan Khan!

رائے محمد شاہجہان خان: جناب سپیکر! شکریہ۔ یہ جو Bill لایا گیا ہے میں پہلے تو اس کو متنازعہ Bill کہوں گا کہ جس Standing Committee میں یہ پیش کیا گیا وہیں سے اس کو unanimously منظور نہیں کیا گیا بلکہ ووٹوں کی اکثریت سے اس کو bulldoze کیا گیا اور جلدی میں اس کو لانے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس پر کمیٹی نے اعتراضات اٹھائے ہیں کہ پولیس کو بھی اس میں شامل کیا جائے۔ اگرچہ اس کے

Preamble میں لکھا گیا ہے کہ Police Order 2002 موجود ہے اس لئے پولیس اس قانون کے تحت نہیں آئے گی۔

جناب والا! اس Bill میں ایک ترمیم یہ کی گئی ہے کہ:

> "Any other class of employees whom the Government may exempt from the operation of the Act"

جناب سپیکر! یہ کس کو استثنیٰ دینے کے لئے اور کن لوگوں کو بچانے کے لئے کر رہے ہیں۔ اگر یہ Standing Committee کے اندر فیصلہ کرتے اور اس law کو vigilant کر لیتے کہ کون اس کے purview میں آئے گا اور کون نہیں آئے گا اور ایسی Clauses جو کسی خاص گروپ اور طبقے کو استثنیٰ دیتی ہوں اس Bill کی حمایت نہیں کی جا سکتی۔ اس کو کمیٹی کو واپس جانا چاہئے اور اسے اس پر unanimously فیصلہ کرنا چاہئے، اس کے features کو واضح کیا جانا چاہئے اور جو ایک چور راستہ اس میں رکھا گیا ہے اسے ختم کرنا چاہئے۔ کیا آپ کسی ممبر کو یا کسی official کو استثنیٰ دے سکتے ہیں اور کل کو ان کے بچنے کے لئے کوئی راستہ رکھ سکتے ہیں؟

جناب سپیکر! اس Bill میں ایک اور بات کہی گئی ہے کہ جو بھی پنجاب کا civil employee ہے وہ اس کے دائرہ اختیار میں آئے گا یا جو پنجاب کے کسی civil عہدہ پر فائز ہو گا وہ اس کے دائرہ اختیار میں آئے گا۔ اس میں یہ بھی واضح کرنا چاہئے کہ ہمارے عہدوں پر Central Superior Services کے لوگ کثرت سے قابض ہیں جن کو پنجاب حکومت اچھی طرح سے punish نہیں کر سکتی۔ اس law میں یہ واضح کیا جانا چاہئے کہ ان کو بھی ہم اس دائرہ اختیار میں لائیں جو ہمارے اوپر حکومت کر رہے ہیں۔ اس میں صرف پنجاب کے civil servants کو ہی نہیں آنا چاہئے۔ اس کے features کو مزید واضح کرنا چاہئے تھا اور اس پر مزید وقت لگانا چاہئے تھا۔

جناب سپیکر: آپ کو بھی کچھ کرنا چاہئے تھا۔ آپ کو بھی اس میں ترامیم دینی چاہئیں تھیں۔ اگر آپ اس میں ترامیم دیتے تو ہم ضرور آپ کی بات سنتے۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں بڑی سادہ اور قابل فہم بات ہے کہ پولیس فورس کے discipline کے تقاضے باقی تمام سرکاری ملازمین سے مختلف ہیں۔ پولیس کے سینئر افسران کی یہ demand بڑے عرصے سے تھی کہ PEDA Act کے تحت ایک بڑا لمبا procedure ہے اور اس کے تحت سزا دینے تک بعض معاملات میں اتنی دیر ہو جاتی ہے کہ اس سے فورس کو

کرنے کے تقاضوں پر compromise ہو جاتا ہے۔ اس بنیاد پر یہ ترمیم لائی گئی ہے اور disciplined پولیس کو PEDA Act 2006 سے exclude کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں ساری amendment پڑھ دیتا ہوں۔

In the Punjab Employees Efficiency, Discipline and Accountability Act 2006 (XII of 2006), in section 2, in Clause (h), for the existing sub-Clause (ii), the following shall be substituted:

"(ii) in Government service or who is a member of a civil service of the province or who holds a civil post in connection with the affairs of the province or any employee serving in any court or tribunal set up or established by the Government but does not include;

(aa) a Judge of the Lahore High Court or any court subordinate to that Court or an employee of such courts;

(bb) an employee of Police;

اس میں courts کو نہیں لایا جا سکتا اور دوسرا any employee of the Police کو نہیں لایا جا سکتا۔ یہ amendment ہے۔

رائے محمد شاہجہان خان: جناب سپیکر! یہ آخری چھوڑ گئے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ Clause 2 میں amendment ہے اور یہی ہے اس کے علاوہ کوئی amendment نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔

رائے محمد شاہجہان خان: جناب سپیکر! یہ چھوڑ گئے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ان کے پاس جو ہے وہ یہ پڑھ دیں کہ اس میں کیا ہے۔

جناب سپیکر: رائے صاحب! آپ کے پاس کمیٹی کی طرف سے آئے ہوئے Bill کی کاپی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ان کو جس پر اعتراض ہے وہ Clause-cc ہے جو ختم کر دی گئی ہے۔

MR SPEAKER: Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

> "That the Punjab Employees Efficiency, Discipline and Accountability (Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Services and General Administration, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE-2

MR. SPEAKER: Second Reading Starts. Now, we take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

"That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-1

MR. SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR. SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR. SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR. SPEAKER: Third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That the Punjab Employees Efficiency, Discipline and Accountability (Amendment) Bill 2011 be passed."

MR. SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Employees Efficiency, Discipline and Accountability (Amendment) Bill 2011 be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Employees Efficiency, Discipline and Accountability (Amendment) Bill 2011 be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed)

(نعرہ ہائے تحسین)

اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ

No.PAP/Legis-1(117)/2012/722. Dated. 19th July 2012. The following Order, made by the Speaker, Provincial Assembly of the Punjab, is hereby published for general information:-

> "In exercise of the powers conferred on me under Clause (3) of Article 54 read with Article 127 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, **I, Rana Muhammad Iqbal Khan, Speaker**, Provincial Assembly of the Punjab, hereby prorogue the Assembly w.e.f. Thursday, July 19, 2012.

Lahore **RANA MUHAMMAD IQBAL KHAN**
July 19, 2012 **Speaker"**